

یہ قربتیں ہیں سراب سی مصنفہ۔۔ سندس شیخ

انتباہ!!

اس ناول کے جملہ حقوق بحق مصنفہ ناولستان۔ اردو ناولز
لائبریری کے پاس محفوظ ہیں۔ کسی بھی دوسری ویب سائٹ
، گروپ یا پیج پر پوسٹ کرنا منع ہے۔



گاڑی میں بغیر آنسوؤں کے صرف سسکیوں کی آواز گونج رہی تھی شاید وہ شاید رو رو کر تھک چکی تھی یا اس کے اندر سے طاقت ختم ہو گئی تھی۔

ہلکے براؤن رنگ کے بدرنگ سے سوٹ اور اس کپڑے کے ہم رنگ الجھے ہوئے بالوں کی لٹیں دوپٹے سے نکل کر بکھری ہوئی تھیں گویا انہیں بہت بے دردی سے کھینچا گیا ہو، آدھے جھانکتے رخسار بھی تپھڑوں کی وجہ سے سرخ ہو رہے تھے۔
عینا! تم اب محفوظ ہو، ایزی ہو کر بیٹھ جاؤ۔ ان کا اشارہ دوپٹے کے اوپر سختی سے پیٹے پردے کی طرف سے تھا جو اس حالت میں اس نے کب کھڑکی سے کھینچ کر خود پر لپیٹا ہو گا۔

میرا نام عینز ہے، ! وہ پردے کو اور سختی سے لپیٹتی روکھے لہجے میں بولی
اچھا تمہاری نانی تمہیں عینا کہہ کر ہی بلاتی ہیں نا۔ انہوں نے کھسپائے ہوئے لہجے میں وضاحت کی۔

وہ سپاٹ چہرہ لئے باہر گھورتی رہی۔

وہ چپ چاپ ڈرائیونگ کرتے رہے، دوبارہ اسے مخاطب کرنے کی غلطی نہیں کی۔
"میں بچوں اور عافیہ کو بناتا ہوں ہی اسے لے آیا اور اب زندگی بھر اس کو ہمارے ساتھ ہی رہنا ہے، عافیہ تو سمجھدار ہے لیکن بچے، وہ اب بہت چھوٹے نہیں رہے ان

کاکیارى اىكشن هوگا كىا وه كسى نئے ممبر كو قبول كر پائیں گے۔" عىنز كى طرف ذهن
هٹاتے هى انهنى نئى فكرنے آگهرا

عىنز سىٹ سے ٹىك لگائے غالباً سور هى تھى يا بهوشى كى حالت مىں تھى۔

ماموں كے گهر شفٹ هوئے يه تىسرا مهىنه تھا، يهاں كا ماحول اس كى توقع كے عىن
مطابق تھا۔ مملے كے انتقال كے بعد گر بنى كے لئے ممكن نهنى تھا كه وه اكىلے گهر كا
خرىچ اٹھا سكىں اس لئے وه گهر چھوڑ كر وه اسے لئے اپنے بىٹے كے گهر آ گئىں، ماموں
كارو يه اس كے لئے نارمل تھا اكر انهنوں نے شفقت سے اس كے سر پر هاتھ نهنى
ركھا، تو اس سے كسى طرح كى لعن طعن بهى نهنى كى، لىكن اپنى بيوى اور بچوں كے
كسى روىے پر كبھى ٹوكا بهى نهنى

مامى كارو يه روايتى تھا، اس كے آجانے سے اچانك انهنى اپنے گهر كے خرىچ مىں
اضافه محسوس هونے كا، ان كى وه كنوارى سىٹىاں جن كا پہلے هى محلے كا چار چار لڑكوں
سے ايك سا تھ هى معاشقه چل رها تھا، ان كے بگڑنے كا اندىشه هونے لگا، اپنے بىٹوں
كو بهكنے كے خوف سے هاسٹل بھجوا دىا، اور تو اور اس كى ماں كو بهى روز گالیاں دىنا ان كا
پسندىده مشغلہ تھا

لیکن یہ سب اس کے لئے نیا نہیں تھا بچپن میں آس پڑوس کی مائیں اسے اپنی بیٹیوں کے ساتھ کھیلنے نہیں دیتی تھیں، اسکول میں لڑکیاں گریز کرتی تھیں اس لئے اس کا دل بھی دسویں کے بعد آگے پڑھنے کا نہیں چاہا، معاشرے کے اس رویے نے اسے اپنے خول میں بند کر دیا، گھر میں بھی ناوہ گرینی سے زیادہ بات کرتی نامملا سے، اسے معاشرے کے اس رویے کی قصور وار وہی دونوں ہی لگتی تھیں۔

معاشرہ توازل سے شدت پسند رہا ہے چاہے اس میں رہنے والے لوگ خود گناہوں میں پور پور ڈوبے ہوئے ہوں لیکن کسی دوسرے گناہوں پر انہیں سزا دینے، شرمندہ کروانے اور اسے معاشرے سے الگ تھلگ کر کے اس سے کراہیت محسوس کرنے اور کروانے میں یہ معاشرہ پیش پیش رہتا ہے، سب ایک دوسرے کے گناہوں کی سزا دینے کو پتھر ہاتھ میں لئے گھومتے رہتے اور معاشرہ ایسی عدالت ہے جہاں بار بار سزا دینے کے باوجود بھی ملزم بری نہیں ہوتا بلکہ گنہ گار ہی رہتا ہے

امی! پاپا کب سے آرہے ہیں۔ باپ کے انتظار میں اونگھتی میرل نے تنگ آکر کوئی دسویں دفعہ اکتا کر پوچھا

تو تم سو جاؤ بیٹا صبح مل لینا ناں۔ عافیہ اس کی پیچینی پر مسکرائیں کیونکہ اسقدر پیچینی کی وجہ وہ اچھے سے جانتی تھیں۔

کیا بات ہے میرل پاپا سے کوئی نئی فرمائش ہوئی ہے کیا؟ عافیہ کے ساتھ پردے لگوانے میں مدد کرتے ہوئے احمر نے اسے چھیڑا ہے

اب کیا میں اپنے پاپا کا ویٹ بغیر فرمائش کے نہیں کر سکتی؟؟.. میرل کو سخت برا لگا مجھے سب پتہ ہے امی، اس نے پاپا سے کچن سیٹ کی فرمائش کی ہے۔ عمر جو سونے کے لئے جا رہا تھا پلٹ کر مطلع کرنا نا بھولا

احمر ماں کو دیکھ کر مسکرایا ان کے چہرے پر بھی مسکان پھیلی تھی۔

تو میری جان آپ کا کچن سیٹ کوئی اور نہیں لے سکتا، وہ تو عمر کے کھیلنے کی چیز بھی نہیں ہے، آپ اطمینان سے سو جائیں صبح لے لیجیے گا

مگر امی!.. وہ بے یقین تھی لیکن نیند نے مجبور بھی کر رکھا تھا

ارے میری گڑیا بہن تم جاؤ سو جاؤ آرام میں اپنی ذمہ داری پر پاپا سے کھلونا لے کر بحفاظت رکھ لوں گا اور صبح آپ کی امانت اٹھنے سے پہلے آپ کے بستر پر موجود

ہوگی۔ احمر کو اپنی بہن پر بے تحاشہ پیار آیا

ٹھیک ہے برو جان! بھائی پر اسے پورا بھروسہ تھا، سب سے زیادہ اس لئے پر سکون ہو کر خوشی خوشی سونے چلی گئی

بارہ سال کی ہو گئی ہے، لیکن ابھی اس کا من کچن سیٹ، گڑیوں اور کھلونوں سے

بھرتا ہی نہیں ہے۔ عافیہ کا لہجہ محبت سے چور تھا

وہ بتیس سال کی بھی ہو جائے تب بھی نہیں جائے گا اس کا بچپنا۔۔ احمر ہنسا

ہاں ہاں اور تم لوگ اور بگاڑو۔ انہوں نے خفگی سے اسے گھورا

لیکن وہ خاموشی سے مسکراتا رہا

اب تم جاؤ سو جاؤ، صبح کالج جانا ہے۔۔ وہ محبت سے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے
بولیں، عموماً اس وقت وہ کھانا کھا کر اپنے کمرے یا پڑھ رہا ہوتا ہے یا ٹی وی دیکھتا ہے
لیکن آج اپنے لمبے قد کی وجہ سے عافیہ کی پردے لگوانے میں مدد کروا رہا تھا۔
نہیں امی آج میں بھی پاپا کا ویٹ کرتا ہوں۔ وہ ان کی گود میں سر رکھ کر وہیں

صوفے پر لیٹ گیا

اما آپ نے کھانا کھایا؟۔ اکیڑمی سے دیر رات واپس آکر وہ سب سے پہلے ماں کے

کمرے میں آیا

کھالیا بیٹا، تم نے کھایا۔ اسے دیکھ کر وہ سیدھی ہو کر بیٹھ گئیں

بس سوچا آپ کو پوچھ لوں، آپکے ساتھ کھاؤں گا۔ وہ ان کے پیروں کے پاس بیٹھ

گیا

نظر سامنے رکھی ہوئی تصویر پر تھی، اس کی آنکھیں آنسوؤں سے بھرنے لگیں، یہ اس شخص کی تصویر تھی، جو اس کا سب کچھ تھا اس کا دوست، بڑا بھائی، ہمراز، ایک خوش مزاج باپ جس کی دنیا اس کی فیملی تھی اور وہ اچانک ایسے انہیں چھوڑ کر چلا گیا تھا کہ تین مہینے ہو چکے تھے لیکن ان کے لئے اس خسارے پر زندگی بھر گریہ و زاری کرنا فرض ہو گیا تھا۔

میں کھانا کھالوں ماما پھر سوؤں گا صبح یونی جانا ہے۔ وہ ماں کے سامنے بکھرنا نہیں چاہتا تھا اس لئے چپ چاپ نکل آیا کچن کے قریب سے گذرتے ہوئے اسے مجبوراً رکنپڑا کیونکہ رُشنا اس کے لئے کھانا گرم رہی تھی۔

بھائی آپ اپنے روم میں چلیں میں آپ کا کھانا وہیں لاتی ہوں۔ وہ اسے رکتا دیکھ کر بولی

نہیں گڑیا مجھے یہیں دے دو۔ وہ کرسی گھسیٹ کر وہیں بیٹھ گیا بھائی میں روٹیاں نہیں بناتی ہوں ہمیشہ ماما ہی بناتی تھی میں کھانا بنا لیتی ہوں لیکن روٹیوں پر کتنی کوشش کر لوں ماما جیسی نہیں ہوتیں۔ وہ تین مہینوں سے تقریباً روز ہی اس بات پر شرمندہ ہوتی نہیں گڑیا! وہ تڑپ گیا

بابا اگر ناجاتے تو کیوں ماما بیمار پڑتیں کیوں تمہیں یہ سب کرنا پڑتا اور تمہارا ابد نصیب
بھائی ایک نوکرانی بھی افورڈ نہیں کر سکتا۔۔ وہ اس کا ہاتھ آنکھوں سے لگا کر سک

پڑا

عافیہ عافیہ۔ ایاز کی تیز آواز باہر لان سے ہی آرہی تھی
اللہ خیر۔ احمر سے باتوں میں مگن انہوں نے شاید گاڑی کی آواز بھی نہیں سنی
ایاز ہمیشہ انہیں عافی کہہ کر پکارتے تھے،
عافیہ نام وہ جب بہت سنجیدہ ہوتے تبھی لیتے تھے
دونوں لان کی طرف بھاگے
اسے سہارا دے کر اندر لے!۔ احمر کو دیکھ کر انہوں نے گاڑی میں نیم بیہوش وجود
کی طرف اشارہ کیا وہ حیرت سے اس گٹھری کو دیکھ رہا تھا جس کا منہ، سر کہیں سمجھ
ہی نہیں آرہا تھا۔۔

یہ کون ہے؟ عافیہ بھی سخت حیرت میں تھیں
خیر ہے کوئی ایکسیڈنٹ تو نہیں ہو گیا۔ ان کے دل میں طرح طرح کے وسوسے
آنے لگے۔

ارے پہلے اندر تو چلو سب سوال یہیں کر وگی۔ وہ جھنجھلا کر بولے۔۔

عینا!، ناشتہ نہیں کیا تم نے۔ گرینی (granny) مستقل اسے ایک ہی پوزیشن

میں بیٹھے دیکھ کر تنگ آ کر بولیں

کر لوں گی گرینی۔ اس کا لہجہ ایک دم بیزار تھا

اچھا چل ٹی وی لگا آج میری پسندیدہ فلم لگی ہے۔ گرینی اس کی بھوک بھول گئیں

اب ان کی نظر ٹی وی پر جم چکی تھی

وہ چپ چاپ باہر نکل آئی۔۔

مامی کچن میں جوڑوں کے درد کا وایلا کر رہی تھیں۔

اسے دیکھتے ہی ان کی آہ و بکا اور بڑھ گئی۔

مریم اور ارم کو بھی کام میں لگایا کرو کیوں اکیلی کچن میں رہتی ہو پھر وایلا کرتی ہو

۔ ناشتہ کرتے ہوئے ماموں کو ان کی یہ آہ و زاری بالکل پسند نہیں آئی۔

ارے بچیاں ہیں وہ پڑھائی میں لگی رہتی ہیں کونسا وہ سارا دن گھر میں ایک ہی جگہ

جم کر بیٹھی رہتی ہیں۔۔ وہ سراسر اسے سنار ہی تھیں

دن بھر تو فون لئے پڑی رہتی ہیں رات میں دیر تک جاگتی رہتی ہیں، کتنی دفع تمہیں

سمجھایا ہے جو ان بچیاں ہیں نظر رکھا کرو۔ ماموں نے شاید اسے نہیں دیکھا تھا اس

لئے خفگی سے مامی کو ڈپٹ رہے تھے

ہاں ظاہر ہے بچیوں پر سنگت کا اثر پڑ ہی جاتا ہے، میری بچیاں تو پھر بھی اپنی پھوپھی سے بہت اچھی ہیں۔ مامی کو اس کے سامنے اپنی بیٹیوں کی برائی ماموں کے منہ سے توہین محسوس ہوئی جسکا انہوں نے فوراً ہی بدلہ چکایا

اللہ ناکرے میری سیٹیاں اس جیسی ہوں اگر انہوں نے کبھی اس طرح کا خیال پالا بھی نا تو میں انہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ ماموں کے لہجے میں زہر ہی زہر تھا لیکن اسے کوئی فرق نہیں پڑا کیونکہ اس کی ماں یہ سب ڈیزرو کرتی تھی اس کی کوئی غلطی نا ہونے کے باوجود بھی وہ اپنے سارے رشتوں کے ہوتے ہوئے سب نے اسے اچھوت بنا رکھا ہے۔

ماموں کی نظر اس پر پڑ چکی تھی، وہ ایک سرسری نگاہ اس پر ڈالتے ناشتہ ادھورا چھوڑ کر جا چکے تھے، لیکن اس کے اطمینان میں رتی برابر بھی فرق نہیں آیا، وہ کرسی پر بیٹھی گھونٹ گھونٹ کر کے چائے پیتی رہی، اور مامی نگاہوں ہی نگاہوں میں اسے ثابت اپنی حلق سے نیچے اتار رہی تھیں۔

شہر یار خان اور عائشہ خان یہ خاندان کی مثالی جوڑی تھی، خوبصورت، باوقار اور ایک دوسرے پر جان لٹانے والے، تین بچوں کے بڑے ہونے کے باوجود بھی ان کی محبت میں زرا بھی فرق نہیں آیا۔ روپے پیسوں کی اگر زیادتی نہیں تو کمی بھی

نہیں تھی اچھی خاصی خوشحال فیملی تھی۔ بچے بھی اب ایک بہترین والدین کے زیرِ سایہ پرورش پا رہے تھے، ماں باپ کی محبت نے بچوں میں خود اعتمادی کوٹ کوٹ کر بھری تھی۔

سب سے بڑا دھم بائیس سال کا، پھر رشنا سترہ سال اور سب سے چھوٹا ارحم چودہ سال کا تھا۔ جب ایک خطرناک روڈ ایکسیڈنٹ نے عائشہ کے چہرے کی تازگی اور بچوں کی خود اعتمادی بڑی بے رحمی سے چھین لی، شہریار خان انہیں روتا ٹڑپتا چھوڑ کر دنیا سے چلے گئے۔

پورے خاندان، دوست احباب ہر کسی کے لئے یہ سانحہ ناقابل یقین تھا، موت تو برحق ہے لیکن ایسا روشن چہرہ اتنی جلدی بجھ جائے گا یہ، کسی نے تصور بھی نہیں کیا تھا، عائشہ اور تینوں بچوں کا دکھ دیکھا نہیں جا رہا تھا، سب نے اپنی اپنی طرف سے تسلیاں اور دلا سے دئے پھر دھیرے دھیرے سب اپنے معمول کی طرف واپس پلٹ گئے۔

عائشہ ابھی صدمے اور بے یقینی کی کیفیت میں تھیں، وہ بچے جو ماں کے ہاتھ کے علاوہ ہوٹلوں تک کے کھانے نہیں پسند کرتے تھے، وہ بچے اتنی دن سے خود بنا کر خود بھی کھا رہے تھے ماں کو بھی کھلا رہی، رشنا جس کو کبھی کھانا بنانے کی ضرورت پیش نہیں آئی اس کے ہاتھوں پر جگہ تیل کے نشانات واضح ہیں۔

ادھم دوپہر تک یونیورسٹی رہتا اور شام میں اکیڈمی میں پڑھانے لگا۔
ادھم ماں باپ کی پہلی اولاد تھا، باپ سے بے حد قریب، اسپتال میں، خون سے
لت پت باپ کو دیکھ کر بھی آخری امید کے سہارے دوڑ بھاگ کرتا رہا، مگر خود کو
یتیمی کے بوجھ سے نہیں بچا پایا، باپ کی اچانک جدائی نے اسے توڑ کر رکھ دیا لیکن
سب سے بڑا ہونے کی وجہ سے وہ ان کا غم بھی ٹھیک سے نہیں منا پایا، اس کے آنسو
اس کی ماں اور بھائی بہن کو اور کمزور کر دیتے۔

نیچے، زور زور سے ہنسنے بولنے کی آوازیں آرہی تھیں وہ ناشتے کے بعد کافی دیر سے
چھت پر ہی پڑی تھی اور نرم نرم سی دھوپ بھی اب ناگوار لگنے لگی تھی، وہ نیچے
آگئی۔

ارے عینا دھر آؤ دیکھو کون آیا ہے؟۔ وہ سیڑھیاں اتر رہی تھیں گرینی کی خوشی
سے بھرپور آواز آئی وہ اسے ہی بلارہی تھیں، ناچاہتے ہوئے بھی اسے جانا پڑا
یہ انعم ہے تمہارے ماموں کی سب سے بڑی بیٹی۔

السلام علیکم۔ گرینی نے براہ راست تعارف کروادیا تو سلام بھی کرنا پڑا اسے
شکل تو بالکل پھوپھو جیسی ہے، وہی نین نقش وہی رنگ آنکھوں اور بالوں کا۔ اس
کے سلام کا جواب دینے کے بجائے وہ اس کا تنقیدی جائزہ لے رہی تھیں

اے تو نے کس کا نام لے کر ہمارا اچھا خاصہ ماحول ناپاک کر دیا۔ مامی کو تو موقع مل گیا

گرینی کے چہرے پر تاریکی آگئی

چھوڑو پرانی باتیں یاد کرنے کا کیا فائدہ۔ ایک مردانہ آواز پر اس نے چونک کر دیکھا تو سامنے صوفے پر کوئی بیٹھا تھا عمر سے اندازہ لگایا کہ وہ انعم کے شوہر ہو سکتے ہیں السلام علیکم، ہمیں کامران سعید کہتے ہیں، انعم خوش قسمتی سے ہماری زوجہ محترمہ ہیں۔ اسے اپنی طرف متوجہ پا کر انہوں نے ایک ادا کے ساتھ تعارف کروایا وہ چپ چاپ وہاں سے چلی آئی،

شام کو گرینی نے اسے بولا کہ رات کے کھانے میں مامی کی مدد کروادے، وہ کچن میں چلی آئی جہاں انعم کرسی پر بیٹھی ناشپاتی کھا رہی تھی اور ارم مریم کی کاموں کو لے کر بحث چل رہی تھی، مامی انہیں گالیاں دے رہی تھیں

مامی! نانی نے کہا ہے آپ کی کچھ مدد کروادوں۔ وہ تھوڑا کنفیوز تھی لیکن پھر اندر

آگئی

ٹھیک ہے، تم یہ بریانی کا گوشت بھون لو، میں کباب بنا رہی ہوں۔ انہیں شاید واقعی کام کی ضرورت تھی اس لئے بغیر کسی طنز و طعن کے اسے کام بتا دیا

لیکن مامی میں نے کبھی بریانی نہیں بنائی وہ بھی اتنی ساری، وہ گوشت اور دھلے

ہوئے چاولوں کو دیکھ کر پریشان ہو گئی

کیوں دسویں بھی تم نے مرمر کر کی، نا پڑھائی نا گھر کے کام تو تم کرتی کیا تھی آخر؟

انعم نے ہنس کر پوچھا

وہی جو اس کی ماں کرتی تھی، وہیں اس کو بھی لگایا ہوا ہو گا۔ مامی نے بھی رعایت

نہیں کی

اس کا باپ کون ہو گا بھلا سنو تمہیں پتہ ہے کیا؟۔ انعم نے طنزیہ قہقہہ لگایا

آپ یہ کباب کا مسالہ دیں میں اس میں پیاز مرچی دھنیا وغیرہ کاٹ کر اس کی ٹکیاں
بنادیتی۔ وہ ان کی بات مکمل اگنور کرتی ان کے ہاتھ سے تھال لے کر باہر برآمدے

میں آگئی۔

پیچھے چاروں ماں بیٹیاں ہنسنے لگیں۔

جہاں وہ بیٹھی تھی، کامران کی نگاہیں مسلسل اس پر جمی تھیں، وہ عادی تھی ایسی

نگاہوں کی، پرانے محلے کے مرد بھی اسے ایسے ہی گھورتے تھے خواہ اس نے کتنی ہی

بڑی چادر کیوں نالپیٹ رکھی ہو، اس لئے دوپٹہ ٹھیک کر کے وہ اپنے کام میں لگی رہی

ماما آپ کیا کر رہی ہیں میں آہی رہی تھی بس کالج سے آکر آنکھ لگ گئی تھی۔ رشنا
شام میں کچن میں آئی، انہیں کام کرتا دیکھ کر شر مندہ ہو گئی
میری جان، تم تو ایسے ری ایکٹ کر رہی ہو جیسے تمہاری ماں کبھی کچن میں نہیں
آئی۔ وہ اس کی طرف محبت سے دیکھ کر بولیں
نہیں ماما آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے نا۔ وہ ابھی بھی شر مندہ تھی
میں اب بالکل ٹھیک ہوں بیٹا میرا، کچن، میرا گھر، میرے بچے مجھے ہی تو سنبھالنے
ہیں۔ وہ آنسو پیتی ہوئی اپنے لہجے کو مضبوط بنانے کی کوشش کر رہی تھیں، کیونکہ
انہیں احساس ہو رہا تھا کہ اپنے سوگ میں وہ اپنے یتیم بچوں کو ماں کی توجہ سے بھی
محروم کر رہی تھیں۔

ماما! رشنا بیساختہ ماں سے لپٹ گئی
اس کا سر تھکاتے ہوئے ان کے کتنے آنسو تیز رفتاری کے ساتھ اس کے بالوں میں
جذب ہو رہے تھے

بس میرا بچہ بس کر دو۔ انہوں نے خود کو سنبھال کر اسے الگ کیا
اب کھانے میں میری کچھ مدد کرواؤ شاہاش۔ اس کا کندھا سہلاتے ہوئے انہوں نے
اسے سہارا دیا

جی ماما میں بس منہ دھو کر آتی ہوں۔ وہ کچن سے نکل گئی

ایڈمی کے لئے تیار ہو کر نکلتے ہوئے ادھم نے ماں کو کچن میں دیکھا تو ایک خوشگوار
سی حیرت میں گھر گیا

ایک کپ چائے پلا دیں ماما۔ وہ پہلے والے معمول کے مطابق بولتا ہوا کر سی پر بیٹھ گیا
اچھا دیتی ہوں، آج جلدی آگئے یونی سے ورنہ روز تو وہیں سے ایڈمی جاتے تھے۔
اسے دیکھ کر وہ سبزی کنارے کراٹھ کھڑی ہوئی

جی ماما آج لاسٹ کا ایک پیریڈ آف تھا تو سوچا گھر جا کر نہا کر جاؤں۔ ویسے کیا بنا رہی
ہیں آپ۔ کتنے دن بعد اس نے ماں کو ایسے دیکھا تھا، اسے بے حد خوشی ہوئی
ویجی ٹیبل پلاؤ، تمہارے بابا کو بہت پسند ہے نا۔ خوشی خوشی بتاتے ہوئے ان کے
منہ سے پھسلا

ایک دم ہی کچن کا ماحول جس زدہ لگنے لگا۔

دن میں سونے کے وجہ سے اکثر اسے رات میں نیند نہیں آتی تھی۔ وہ چپ چاپ
چھت پر آگئی نجانے سارے اداس لوگوں کو چھت کیوں اتنی پسند ہوتی ہے۔
رات کے اندھیرے اور ہلکی ہلکی دھند میں آس پاس کا ماحول بہت بھیانک لگ رہا تھا
، نجانے کیوں اسے خوف آیا، حالانکہ اس کی تو پوری زندگی اندھیرا تھی اسے
اندھیرے سے خوف کھانے کی کیا ضرورت تھی۔

وہ ڈر کی وجہ سے نیچے جانے کا سوچنے لگی۔

خیریت ہے سالی صاحبہ یہاں مراقبہ میں بیٹھی کسے یاد کر رہی۔ پیچھے سے کامران کی آواز پر وہ جم سی گئی، اس کا وجود برف سا ہو گیا نا اس سے اٹھا جا رہا تھا نا پیچھے مڑ کر دیکھ پارہی تھی۔

بڑی مشکل سے خود کو سنبھالتی وہ مضبوط قدموں سے مڑ کر اس کے پاس سے گزرنے لگی۔

ارے لگتا ہے ہم نے محل ہو کر غلطی کر دی، آپ برامان گئیں تو ہم ابھی چلے جاتے ہیں۔ وہ بڑی بیباکی سے اس کا جائزہ لے رہا تھا اسے لگ رہا تھا کہ دوپٹہ اسے ڈھکنے کے لئے ناکافی ہو رہا ہے، اس نے چھت پر بنے اسٹور روم کے دروازے پر پڑے پرانے بدرنگ اور گندے پردے کو کھینچ کر خود پر لے لیا۔

کامران خباثت سے ہنسنے لگا، اسے اس کی بے بسی اچھی لگ رہی تھی وہ تیز رفتاری سے سیڑھیوں کی طرف بڑھی اور اگلے ہی پل لڑکھڑاتی ہوئی نیچے آگئی۔

اس کی زوردار چیخ سے گھر کے کئی لوگ اٹھ کر آگئے، کامران گھبرا گیا، چھت سے اترنے کا کوئی دوسرا راستہ نہیں تھا۔

وہ میں پانی پینے جا رہا تھا، اس نے مجھے آواز لگا کر بلایا مجھے لگا کچھ کام ہو گا میں گیا تو میرے ساتھ زبردستی کرنے لگی، میرا ہاتھ لگ گیا تو یہ نیچے گر گئی۔ اگلے ہی پل وہ سیڑھیاں اتر کر جلدی جلدی وضاحت کر رہا تھا۔

کمینی، آوارہ۔ تمہیں ڈورے ڈالنے کے لئے میرا ہی شوہر ملا تھا۔ انعم غصے کی

شدت سے اس پر ٹوٹ پڑی

جیسی ماں ویسی بیٹی، اسی لیے اس کے آتے ہی میں نے اپنے بچوں کو ہاسٹل بھیج دیا۔

مامی نے بھی اس کے بال کھینچے

پردے میں لپٹا وجود بنا کچھ بولے ہی چیخ چیخ کر اپنی گناہی کی گواہی دے رہا تھا لیکن وہاں موجود ہر فرد نگاہیں چرا رہا تھا۔ کیوں کہ اپنی ماں جیسی عورت کی بیٹی صرف وہ تھی اور کوئی نہیں۔

اب اسکی اس گھر میں کوئی جگہ نہیں ہے۔ مامی نے حقارت سے اسے دیکھتے ہوئے

قطعیت سے کہا

گرینی نے التجائیہ نظروں سے بیٹے کی طرف دیکھا لیکن وہ پتھر بنے ہوئے تھے وہ چپ چاپ اٹھیں اور اندر جا کر ایاز مرزا کو فون ملا یا، تھوڑی دیر پس و پیش کے بعد وہ آگئے

یہ کون ہے؟ سہیل صاحب نے ماں سے پوچھا

یہ اس کے باپ کا دوست ہے۔ گرینی نے تھکے تھکے لہجے میں جواب دیا
باپ کا دوست یا ماں کا گاہک۔ انعم نفرت سے بولی، اس کی آنکھوں سے انگارے
نکل رہے تھے

یہ سب کچھ میری وجہ سے ہوا ہے، اس بچی کی بربادی کی ذمہ دار میں ہوں۔ گرینی
زور زور سے رونے لگیں

ایاز کے لئے یہ ماحول برداشت کرنا مشکل ہو رہا تھا اس لیے وہ عینز کو لئے گھر سے
باہر نکل آئے۔

بیٹی کے شوہر ہو اس لئے مجبور ہوں، لیکن صبح ہوتے ہی یہاں سے چلے جاؤ آج کے
بعد میرے گھر انعم کو لینے یا پہونچانے کے لئے بھی مت آنا، اس کو جب آنا جانا ہوگا
میں لے آؤں گا۔ سب کے اندر جانے کے بعد سہیل صاحب نے زہریلے لہجے میں
کا مران کو وارن کیا

لیکن میری کیا غلطی؟۔ اس کی زبان لڑکھڑائی
کوئی لڑکی کسی مرد کو لبھانے کے لئے، گندہ پرانا بوسیدہ پردہ اوڑھ کر نہیں جاتی ہے۔
وہ اس آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولے
کا مران ایک دم سن ہو گیا۔ وہ اندر جا چکے تھے۔

آپ نے بتایا نہیں یہ کون ہے؟۔ ڈاکٹر اس کا چیک اپ کر کے جا چکے تھے وہ سو رہی تھی

عافیہ اس کے پاس سے اٹھ کر ایاز کے پاس آ گئیں
شہر یار خان نے گھر والوں سے چھپ کر شادی کی تھی، جس کا علم بس کچھ دوستوں کو ہی تھا۔ جب تک وہ زندہ تھا خیال رکھتا تھا آتا جاتا تھا لیکن، اب شہر یار کے انتقال سے پہلے عینز کی ماں کا انتقال ہو گیا اور اب شہر یار کے انتقال کے بعد اس کی نانی کے لئے مشکل پیش آرہی تھی کیونکہ ان کی بہو کو اس کا وجود برداشت نہیں ہو رہا تھا، رات میں بہت مار پیٹا انہوں نے اسے اس لیے وہ مجھ سے فون کر کے مدد مانگنے لگیں میں انکار نہیں کر پایا۔ انہوں نے مختصر آ نہیں پوری کہانی بتائی
شہر یار بھائی، دوسری شادی؟ عافیہ پر حیرتوں کا پہاڑ ٹوٹ پڑا ان کی آنکھوں کے سامنے ان کی عائشہ کے ساتھ ہنستی مسکراتی مثالی جوڑی آگئی
یا اللہ یہ آپ نے کیا کیا تھا شہر یار بھائی، آپ خود تو چلے گئے عائشہ بھابی پر کیا گذرے ابھی تو وہ آپ کی موت کے غم سے نہیں نکل پارہی ہیں۔ عائشہ کا غم و افسوس سے برا حال تھا

ابھی انہیں کچھ نابتانا ہم بعد میں دیکھیں گے کیا کرنا ہے۔ ایاز نے انہیں تسلی دی

آپ؟ وہ غصے سے ان کی طرف مڑیں، آپ لوگ دوست تھے ان کے آپ نے
کیوں نہیں منع کیا کیوں نہیں روکا۔

ہم نے روکا تھا عافی لیکن وہ نہیں مانا تھا، ہم کیا کرتے۔ انہوں نے ان کا ہاتھ تھام کر
سمجھایا

یہ سب معاملات انسان کے پرسنل ہوتے ہیں امی، پاپایا کوئی اور کیا سمجھاتا۔ احمر
ڈاکٹر کو دروازے تک چھوڑ کر واپس آچکا تھا انکی باتیں سن کر بولا
ہمممم تم لوگ جاؤ سو جاؤ میں اس کے پاس ہی سو جاتی ہوں رات میں کوئی ضرورت
پڑ سکتی ہے۔ وہ بیڈ کے دوسری طرف آکر بیٹھ گئیں
ان کی نظریں اس کے چہرے پر تھیں، کمزوری سے سفید پڑتا ہوا چہرہ جس پر جگہ جگہ
چوٹوں کے نشان۔

افف کتنی تکلیف میں تھی بچی۔ ان کا دل کانپ گیا

ڈاکٹر کی سکون آوردواؤں کے زیر اثر وہ بہت دیر تک سوتی رہی، جب اٹھی تو دوپہر
ہو چکی تھی۔ اسے کچھ سمجھ میں نہیں آیا کہ کدھر جائے اس لئے بیڈ پر ہی بیٹھی رہی
، آس پاس کوئی نظر نہیں آ رہا تھا، لیکن کئی لوگوں کے ہنسنے بولنے کی آوازیں آرہی
تھیں۔

ایک ہاؤس وائف کا خوبصورت، سجا ہوا گھر، جس جس کا ایک ایک کونا گواہی دے
رہا تھا کہ اس کی مالکن اپنے گھر سے کتنی محبت کرتی ہے۔ اس کی آنکھوں میں
حسرت تھی

امی یہ تو کوئی بات نہیں ہوئی کہ ہمیشہ میرل کی پسند کے کھانے ہی بنیں، رات میں
بھی آپ نے اسی کی فرمائش پر ویجی ٹیبل پلاؤ بنایا تھا اور ابھی بھی پالک پنیر کہہ رہی
ہے، آج تو بریانی ہی بنے گی۔ ایک لڑکے کی غصے سے بھری آواز آئی، وہ چونک گئی
بریانی جمعہ کی ڈش ہے وہ جمعہ کو بنی تو تھی۔ میرل بھی ڈٹی ہوئی تھی

بالکل بریانی تو جمعہ کے فرائض میں شامل ہے۔ ایک اور لڑکے کی آواز آئی جس کی
آواز سے محسوس ہو رہا تھا کہ وہ عمر میں ان سے بڑا ہے

یس۔ میرل خود کو فתיاب پا کر خوشی سے چیخی
لیکن اور دنوں میں بریانی بن جائے تو وہ مستحب ہوگی۔ دونوں بھائیوں نے آواز بلند
کی

ان کی یہ خوشگوار سی بحث سن کر اس کے ہونٹوں پر نجانے کتنے سالوں بعد ایک ہلکی
سی مسکان آئی

اس نے کب دیکھی تھی یہ لڑائیاں، یہ نخرے، ماں سے اس کے تعلقات سمجھداری کی عمر تک آتے آتے خراب ہو چکے تھے بھائی بہن کوئی تھا نہیں، مامی کے گھر میں تو گالی گلوچ والی لڑائیاں ہوتی تھیں۔

چلو اس وقت لنچ میں بریانی بن جائے گی رات میں پالک پنیر۔ عافیہ نے بات ختم کی بس، امی آپ تو گریٹ ہو۔ وہ تینوں ہی خوشی سے چلائے
بس بس، میرل تم اٹھو پہلے جا کر عینا کو دیکھو اٹھ گئی ہو تو دودھ گرم کر کے انڈہ بوائے کر کے اسے دو۔

ہائیں یہ عینا کون ہے؟۔ عمر اور میرل نے حیرت سے ایک دوسرے کو دیکھا
پاپا کے دوست کی بیٹی ہے، اس کے پیرینٹس کی ڈیٹھ ہو گئی ہے تو وہ اکیلی کیسی رہے گی اس لئے پاپا ہمارے گھر لے آئے۔ احمر کو بھی رات کا واقعہ یاد آ گیا
تو کیا وہ اب ہمارے ساتھ رہیں گی؟ میرل نے بے یقینی سے پوچھا
ہاں امی کیا وہ ہمیشہ ہمارے ساتھ رہیں گی؟ عمر کو بھی یہ معاملہ ہضم نہیں ہو رہا تھا
بس، اس بچی نے ماں باپ کو کھویا ہے، بیمار ہے اور تم لوگ سوال پر سوال ہی کئے جاؤ، کہہ رہی ہوں جا کر دیکھو وہ اٹھی یا نہیں۔ عافیہ کے پاس خود ان سوالوں کے جواب نہیں تھے وہ انہیں کیا دیتیں اس لئے جھڑک دیا

کیا کروں بیٹھی رہوں یا اٹھ کر جاؤں؟۔ اندر کمرے میں وہ کنفیوز بیٹھی تھی

آج سُنڈے دن وہ قدرے لیٹ سو کر اٹھا پورے ہفتے کی تھکن تھی نیند بھی اچھی آئی، نہا کر فریش ہو کر لاؤنج میں آیا، رُشنا ماما کے بیٹھی سر میں تیل لگوا رہی تھی۔ ماما کی طبیعت تھوڑی بہتر کیا ہوئی تم تو پھر سے خد متیں کروانے پر اتر آئی۔ وہ رشنا کو چھیڑنے لگا

اب آپ حسد کے مارے کچھ بھی سوچ سکتے ہیں۔ اس نے بھی مزے سے بدلا چکایا بس کر دو۔ جاؤ بھائی کے لئے ناشتہ لادو۔ انہوں نے ٹوکا نہیں ماما، لنچ کا ٹائم ہو گیا ہے بس چائے پیوں گا پھر تھوڑی دیر میں لنچ کروں گا۔ وہ وہیں لیٹ گیا

گیٹ کھلنے کی آواز آئی ہے کیا؟ رشنا نے اندر جاتے جاتے پلٹ کر پوچھا ہاں، ارحم ہو گا، نوٹس لینے گیا تھا، تم یہ لو تیل کی شیشی اندر رکھ ادھر رہے گی تو تم ہی آتے جاتے لات مار کر گرا دو گی۔ انہوں نے تیل کی شیشی اس کی طرف بڑھائی وہ لے کر اندر چلی گئی

السلام علیکم۔ عارفہ بیگم سلام کرتی ہوئی اندر داخل ہوئیں

وعلیکم السلام پھوپھو! وہ احتراماً اٹھ بیٹھا

جیتے رہو خوش رہو۔ انہوں نے جھک کر اس کے سر پر ہاتھ پھیرا

السلام علیکم مامی جان۔ پھوپھو کے پیچھے ان کی بیٹی فاریہ کھڑی تھی
وعلیکم السلام، بیٹا آؤ بیٹھو اتنے دنوں بعد چکر لگایا ہے۔ عائشہ نے شفقت سے جواب

دیا

جی مامی جان بس ماموں کے بعد گھر جیسے عجیب ویران سا ہو گیا تھا آتے تھے تو
وحشت ہوتی تھی اس لئے نہیں آتی تھی۔ وہ اداسی سے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے بولی
کوئی بات نہیں بیٹا، ہمیں دیکھو ہمارے سر سے تو سائبان چلا گیا ہے، لیکن کیا کریں
خوش رہنا پڑتا ہے نا اپنے لئے اپنے لوگوں کے لئے۔۔۔ عائشہ اسے ساتھ لگائے
تسلیاں دے رہی تھیں، فاریہ ماموں کے بے حد قریب تھی اس کا بچپن زیادہ تر
یہیں گذرا تھا اس لئے اس پر اس حادثے کا گہرا اثر ہوا۔

چلو شہناش جاؤ دیکھو رشنا کچن میں ہوگی اس کی مدد کرواؤ۔ پھوپھو نے اسے بہانے
سے ہٹانا چاہا ورنہ وہ رونے لگتی

ارے نہیں باجی لنچ میں نے بنا لیا ہے، تم جاؤ بیٹا رشنا کے ساتھ باتیں وائیں کرو۔

عائشہ نے محبت سے اس کا سر سہلایا

السلام علیکم پھوپھو، ارے واہ آج تو فاریہ آپنی بھی آئی ہیں۔ رشنا دھم کے لئے
چائے لے آئی تو پھوپھو کو دیکھ کر خوش ہو گئی۔

میں آپ لوگوں کے لئے بھی چائے لاتی ہوں۔ وہ ادھم کو چائے دے کر بولی

ارے نہیں بیٹا لچ کا وقت ہو گیا ہے ابھی تمہاری پھوپھو نے اگر چائے پی لی نا تو کھانا
نہیں کھائیں گی، چائے تم کھانے کے بعد بنا لینا۔ عائشہ نے ٹوکا

ہاں بیٹا۔ عارفہ بیگم نے بھی تائید کی
ادھم اٹھ کر چلا گیا رشنا، فاریہ سے باتیں کرنے لگی

صاف ستھرے بستر اور کمبل میں اسے اپنا وجود کیچڑ سا لگ رہا تھا پرانے بدرنگ
کپڑے جو میلے ہو چکے تھے اور بالوں کو گھونسلہ سا بنا ہوا تھا۔ اسکی سمجھ میں نہیں آیا
کہ وہ کیا کرے

السلام علیکم۔ میرل ٹرے لئے اندر آگئی

وعلیکم السلام، وہ میرے کپڑے اتنے گندے ہو رہے چادر اور کمبل بھی گندے
ہو گئے۔ وہ گھبرا کر بولی

ارے کوئی بات نہیں، میرا نام میرل ہے، میرے اور آپ کے ناپ میں زیادہ فرق
نہیں ہے آپ تو مجھ سے دہلی ہی ہوں گی، میری ایک کرتی ہے جو مجھے کافی لمبی ہوتی
ہے وہ دیتی ہوں آپ نہا کر فریش ہو جائیں تب تک امی بیڈ شیٹ بدل دیں گی۔ اس
نے چٹکی میں اس کا مسئلہ حل کیا

لیکن پہلے آپ کچھ کھالیں۔ اس نے ٹرے کی طرف اشارہ کیا

نہیں بہت عجیب سا فیل ہو رہا ہے، پہلے میں نہاؤں گی۔ اس نے شیشے میں اپنا عکس دیکھا، مردے جیسا سفیدی مائل پیلا رنگ اور بکھرے بال ہاں عجیب تو آپ واقعی بہت لگ رہی ہیں۔ میرا ل نے اس کا جائزہ لے کر اپنا تجزیہ پیش کیا

ایک منٹ میں لاتی ہوں کپڑے۔ وہ باہر نکل گئی
تھوڑی دیر بعد عافیہ کپڑے لے آئیں۔

میں نے تمہارے کپڑے اور ٹاول باتھ روم میں لٹکا دئے ہیں، جاؤ تم فریش ہو جاؤ۔
وہ باتھ روم سے نکل کر اس کے پاس آئیں۔
جی اچھا۔ وہ جلدی سے باتھ روم میں گھس گئی
کافی دیر بعد اچھے سے رگڑ رگڑ کر نہانے کے بعد جب وہ نکلی تو عافیہ بستر کی حالت
پھر سے صاف ستھری کر چکی تھیں۔

لال رنگ کی کاٹن کی کرتی اس کو فٹ آرہی تھی لیکن ٹراؤزر چھوٹا ہو رہا تھا۔
آج سنڈے ہے بیٹا مارکیٹ بند ہوگی، کل تم میرے ساتھ چلنا ہم تمہارے لئے
کپڑے لے آئیں گے۔ عافیہ بلا وجہ ہی شرمندہ ہو رہی تھیں

اس کی سمجھ میں نہیں آیا کہ وہ کیا جواب دے اس لئے چپ چاپ بیٹھی رہی
ناشتہ کر لو بیٹا دوائی بھی کھانی ہے نا۔ اسے خاموش دیکھ کر انہوں نے پھر ٹوکا

اس نے انڈے کا ایک ٹکڑا منہ میں رکھا اور دودھ کا گلاس ہونٹوں سے لگا لیا، شاید وہ اسے دوبارہ گرم کر کے لائی تھیں۔ نجانے کیوں اس کی آنکھیں بھینگنے لگیں ناشتہ کر کے یہ دوا کھالو پھر باہر آؤ میں تمہارے زخموں پر گھی اور لوبان گرم کر کے لگا دوں، یہ بہت فائدہ مند ہوتا ہے۔ اس کی آنکھوں کی نمی وہ محسوس کر چکی تھیں اس لئے اس کا سر تھپک کر باہر آ گئیں۔

آج نہیں تو کل عائشہ بھابھی کو بھی اس حقیقت کو فیس کرنا ہے، وہ کیسے برداشت کریں گی۔ عینا کی آنکھوں کے آنسو دیکھ کر انہیں عائشہ کی بھی فکر ہونے لگی۔ یا اللہ جو بھی ہو بس اس بچی کو اب مزید دکھ نا دینا۔ ان کے دل سے دعا نکلی۔

کیسے گذر رہے ہیں تمہارے شب و روز؟۔ رشنا کی فرینڈ کی کال آ گئی تھی، وہ اسے باتیں کرتا چھوڑ کر ادھم کے کمرے میں آ گئی۔

ٹھیک گذر رہے ہیں الحمد للہ، جو خسارہ میرا ہوا ہے وہ کبھی بھر نہیں سکتا لیکن، اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے اس نے مجھے اس لائق بنایا ہے کہ میں اپنی ماں اور چھوٹے بھائی بہنوں کو سنبھال سکوں۔ اس نے ایک نظر اس پر ڈال کر جواب دیا

بے شک ماشاء اللہ تم ایک آئیڈیل انسان ہو۔ وہ گہری نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی

اچھا۔ وہ دھیمے سے ہنسا

یونی میں تو تم لفٹ ہی نہیں کرواتے۔ اس نے ہمیشہ والا شکوہ کیا
تمہیں پتہ ہے مجھے اچھا نہیں لگتا کوئی تمہیں میرے ساتھ دیکھے اور غلط نظریہ
بنائے کیونکہ کسی کے ماتھے پر نہیں لکھا ہوتا ہے کہ وہ کزنز ہیں۔ اس نے جھنجھلا کر
ہمیشہ والا جواب دیا جو وہ پہلے سے جانتی تھی

اچھا غصہ کیوں ہو رہے ہو۔ اس نے ہنستے ہوئے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ لیا۔
ادھم یہ سامان لا دو بیٹا، ارحم کا انتظار کرتی رہی تو دیر ہو جائے گی۔ عائشہ کھلے
دروازے سے داخل ہوئیں

فارہ کا ہاتھ اب بھی اس کے کندھے پر تھا، وہ دونوں بچپن سے ساتھ کھیلتے کودتے
آ رہے تھے لیکن اس وقت اچانک سے ہی انہیں دونوں ہی بڑے لگنے لگے۔ انہیں
یہ منظر پسند نہیں آیا

رشنا، فارہ کو آوازیں دینے لگی تو وہ اٹھ کر چلی گئی۔

سو یا ساس؟ خیریت ماما کوئی چائینز ڈش بن رہی کیا رات میں؟۔ اس نے لسٹ پر
سر سری نظر ڈال کر پوچھا

پتہ نہیں رشنا اور فارہ کچھ بنا رہی ہیں۔ انہوں نے سنجیدگی سے جواب دیا

ادھم! بیٹا مرد اور عورت کی تنہائی میں تیسرا شیطان ہوتا ہے اور فاریہ اور تم بھی اب میچور ہو چکے ہو، اس طرح کندھے پر ہاتھ رکھنا بہت غلط ہے بیٹا، اس میں مرد و عورت دونوں برابر کے گناہگار ہیں۔ انہوں نے محبت سے اپنے اونچے لمبے بیٹے کو دیکھ کر کہا

تو یہ اسے سمجھائیں ناما ماکہ ایسے میرے کمرے میں نا آ جایا کرے، میں بھگاتو نہیں سکتا نا۔ وہ چڑ کر بولا

بیٹا میں نہیں بول سکتی اسے تمہاری پھوپھو کو برا لگے گا، بس تمہیں سمجھا رہی ہوں آئندہ خیال رکھنا۔ انہوں نے سمجھایا۔

ٹھیک ہے آپ فکر نہ کریں میں خیال رکھوں گا، اب میں چلتا ہوں۔ وہ ٹیبل سے والٹ اٹھا کر باہر نکل گیا

عائشہ ایک ٹھنڈی سانس بھر کر اس کے پیچھے نکل آئیں۔

کیسی طبیعت ہے اس کی۔ لنچ کے بعد ایاز نے عافیہ سے پوچھا
ٹھیک ہے دوا کھلایا ہے، ابھی کمرے میں ہی ہے میں نے کتنا چاہا باہر نکل کر لنچ
کر لے مگر بولی ناشتہ کے بعد بھوک نہیں ہے۔ وہ ان کے برابر بیٹھ کر بتانے لگیں

ہمممم اسے سمجھاؤ، دھیرے دھیرے نارمل کرو، اس سے بولو کی اسے اپنا ہی گھر سمجھے، وقت لگے گا مگر سمجھ جائے گی۔ انہوں نے دھیمی آواز میں کہا
ہاں لیکن، ایاز میں سوچ رہی ہوں جیسے جیسے اس کی طبیعت ٹھیک ہو، میں اسے اس کے گھر سے متعارف کرواؤں، باپ بھلے ہی اس دنیا میں نہیں ہے لیکن اس کا حق ہے اس گھر پہ اپنے بھائی بہنوں پر ٹھیک ہے نا۔ انہوں نے اپنی بات کہہ کر ان سے تائید

چاہی

ہاں لیکن ابھی عائشہ بھابھی کی بھی طبیعت ٹھیک نہیں ہے وہ ایک صدمے سے ٹھیک طرح سے نہیں ابھری ہیں ابھی، مجھے نہیں لگتا یہ مناسب وقت ہے، ویسے بھی ایک لڑکی کوئی بوجھ نہیں ہے ہم پر۔ انہوں نے ان کی بات مناسب الفاظ میں

رد کردی

ارے کیسی باتیں کر رہے ہیں، بات بوجھ کی نہیں ہے بات اس کے حق کی ہے، اس کے ماں باپ کا رشتہ چوری کا تھا اس میں اس کی کی غلطی؟۔ ان کا لہجہ تھوڑا تیز ہو گیا
ہمممم ٹھیک کہہ رہی ہو۔ وہ کچھ سوچتے ہوئے بولے

جی، ابھی آپ زیادہ سوچیں مت میں چائے لے آتی ہوں آپ کے لئے۔ انہوں

نے محبت سے ان کا ہاتھ دبا کر کہا

ضرور بڑی شدت سے طلب ہو رہی تھی۔ وہ مسکرائے

ابھی لاتی ہوں۔ وہ مسکراتی ہوئی کچن میں چلی گئیں۔

ماں کب سے کچن میں مری ہوئی ہے یہاں نواب زادیاں فون لے کر پڑی ہوئی ہیں۔ ارم، مریم اپنے کمرے میں تھیں، تبھی فرحت بیگم چیختی ہوئیں گھسیں کیا ہے امی چار آدمیوں کا کھانا اس میں سبزیاں وغیرہ داد وہی کاٹ دیتیں ہیں، بقیہ کام ہی کتنا بچتا ہے جو آپ ایسے واویلا کرنے لگتی ہیں۔ ارم شاید فون پر کوئی پسندیدہ کام کر رہی تھی اسلئے ماں کی انٹری سخت ناگوار گزری بے شرم!!، انہوں نے بلبلا کر اسے ایک مکھڑا سید کیا تم جیسی بے غیرتوں کے لئے میں تمہارے باپ سے لڑائیاں کرتی ہوں اور تم مجھ سے ہی بکواس کرتی ہو بس کر دیں امی، آپ تو ہمیشہ ہی لڑتی رہتی ہیں ابو سے، جیسے رات میں ہی سب کو پتہ تھا کہ غلط کون ہے لیکن آپ صبح تک ابو سے لڑتی رہیں۔ مریم بھی مزے لے کر ہنسی

ہاھاھاھا۔ ارم نے بھی بھرپور سا تھ دیا

نالائقو اپنی اولاد کو بچانے کے لئے ہی کر رہی ہوں یہ سب، آج نہیں تو کل تمہاری چالاک دادی کسی نا کسی طرح تمہارے باپ کو منالیتی اور تمہارے کسی بھائی کے سر

منڈ دیتی اس کو، اپنی بہو میں کوئی اونچے خاندان سے لاؤں گی تاکہ پھر تم لوگ کی شادیاں بھی ویسے ہی خاندانوں میں کر سکو، انعم کو تو میں نے جلد بازی میں نمٹا دیا۔ وہ بڑے آرام سے اپنی نئی عمر کی بیٹیوں کے ذہن کو زہر آلود کر رہی تھیں ہاں امی ہم تو انعم باجی سے خوبصورت بھی ہیں۔ ارم نے سیلفی کیمرے میں اپنا ہلکا ہلکا میک کیا ہوا چہرہ دیکھا نو عمری کے نکھار نے واقعی اسے خوبصورت بنا دیا تھا۔

اے ماشاء اللہ ماشاء اللہ۔ فرحت بیگم نے بلائیں لیں

دونوں ماں سے لیٹ گئیں

اے چلو، بس کرو اب سرنا چڑھو میرے کچن میں جا کر بقیہ کام دیکھو۔ وہ انہیں ہٹا کر بستر پر لیٹ چکی تھیں

وہ دونوں برے برے منہ بناتیں۔ کچن میں آگئیں

تمہیں کسی چیز کی ضرورت تو نہیں؟ وہ رات میں سونے کے لئے کمرے میں آئی

تبھی عافیہ بھی آگئیں

نہیں۔ اس نے مختصر جواب دیا

بیٹا، خود کو سنبھالو جو ہونا تھا ہو گیا۔ ماں باپ کا دنیا سے چلے جانا بہت بڑا حادثہ ہے
، لیکن اللہ تمہیں صبر دے گا، تم مضبوط بنو۔ وہ کچھ دیر کھڑی رہیں پھر اس کے پاس
بیٹھ کر اسے تسلیاں دینے لگیں
وہ نا سمجھی سے بیٹھی انہیں دیکھتی رہی۔

بیٹا امی، ابو کی یاد آتی ہو گی نا؟ انہوں نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں جکڑ لیا
کیسی یاد؟ یاد تو اس کی آتی ہے نا جس کے ساتھ ہم نے زندگی کے کچھ پل گزارے
ہیں، میری ماں کو سجنے سنورنے سے فرصت نہیں تھی، اور باپ، باپ کی تو آپ
بات ہی نا کریں وہ تو اتنے عزت دار ہیں کہ ایک طوائف کے ذریعہ پیدا کی گئی اپنی
ہی بیٹی کو اپناتے ہوئے ان کی عزت پر حرف آتا ہے۔ وہ خالی خالی آنکھوں سے
انہیں دیکھتے ہوئے بول رہی تھی
سب ٹھیک ہو جائے گا بیٹا مرے ہوئے لوگوں کے لئے اپنے دل میں اتنا زہر مت
رکھو۔ وہ اس کا ہاتھ سہلا رہی تھیں
وہ میرے لئے زندہ ہی کب تھے۔ وہ ٹھنڈے لہجے میں بولتی اپنا ہاتھ چھڑا کر کمبل
منہ تک ڈھک چکی تھی
عافیہ برف ہو چکی تھیں۔۔۔

یہ کیا ہے عائشہ۔۔۔؟ عارفہ بیگم نماز پڑھ کر لیٹی تھیں تبھی عائشہ ایک بڑا اور
بھاری بیگ ارحم کے سہارے گھسیٹتی ہوئی لے آئیں۔

بس میرا بچہ ہو گیا اب جب جاؤ۔ وہ ارحم کو بھیج کر نند کی طرف متوجہ ہوئیں
بابی یہ شہریار کے کپڑے ہیں، میرے پاس ہیں تو بس دل دکھتا ہے دیکھ دیکھ کر بچے
بھی اداس ہوتے ہیں، میں سوچ رہی تھی ضرورت مندوں کو دے دوں اپنی
طرف کچھ لوگوں کو بھجوا دیا ہے، لیکن یہ آپ اپنے ساتھ لے جائیں آپ کی طرف جو
غریب بستی ہے ان میں بانٹ دیں۔ وہ بیگ کھول کر حسرت سے ان کپڑوں کو
چھوتے ہوئے بولیں

وہ سب تو ٹھیک ہے عائشہ لیکن یہ سب شہریار کی نشانیاں ہیں، اس کی یادیں بسی ہیں
ان میں۔ عارفہ بیگم تڑپ گئیں

ان کی نشانیاں تو ہم سب ہیں بابی، میں میرے بچے، آپ سب اور یادوں سے دور
ہونا تو بالکل ہی ناممکن ہے کیا ان کی یادیں صرف ان کپڑوں میں ہیں؟، وہ تو ہمارے
دل ہماری روح، ہمارے درود یوار، گھر کی ایک ایک چیز ایک ایک کونے میں سمائی
ہوئی ہیں۔ وہ بڑی یاسیت سے بول رہی تھیں

اللہ تمہارے صبر کا بہترین اجر دے۔۔ انہوں نے انکو سینے سے لگا لیا، آنسو اپنے
آپ آنکھوں سے چھلک پڑے

آمین! میں نے سوچا یہ کپڑے غریب پہنیں گے تو شہریار کی روح کو سکون ملے گا
ان شاء اللہ۔ وہ ان سے الگ ہو کر بیگ کی زپ بند کرنے لگیں
ان شاء اللہ، ان شاء اللہ! لیکن عائشہ یہ شال نکال دوا دھم کے لئے، ہمیں بھی دیکھ
کرا چھا لگے۔ عارفہ بیگم نے بیگ سے براؤن کلر کی شال نکالتے ہوئے کہا
اچھا باجی جیسی آپ کی خوشی۔ وہ ہلکا سا مسکرائی اور بیگ کی زپ بند کر کے کنارے رکھ
دیا اور شال اٹھا کر الماری میں رکھ دی، جانے والے اپنی ایسی خوشبو چھوڑ جاتے ہیں
، ان کی انگلیاں ابھی تک ان کی خوشبو سے مہک رہی تھیں۔
تم یہیں سو جاؤ عائشہ میرے پاس، رات بھر باتیں کریں گے۔ عارفہ بیگم انہیں جاتا
دیکھ کر بولیں

اچھا ٹھیک ہے۔ وہ ہولے سے ہنسیں،
لیکن کل جانا ضروری تھا باجی کچھ دن اور رک جاتیں۔ عائشہ کو اپنی بے ضرر سی نند
سے بہت محبت تھی وہ ہر قدم پر ان کا ساتھ دیتی تھیں اس لئے جب بھی آتیں وہ
اصرار کر کے انہیں روکتی تھیں

میرا تو من تھا تمہاری عدت ختم ہونے تک رکنے کا تھا لیکن کیا کروں، عظیم کی بیوی
کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے اس لئے بس ایک دن کا بول کر آئی ہوں لیکن تم فکرنا

کرو جلد ہی آؤں گی دوبارہ۔ انہوں نے اپنی پریشانی بتائی اور ان کا ہاتھ تھام کر تسلی

دی

دونوں رات گئے باتیں کرتی رہیں۔۔۔

اسے آئے ہوئے تقریباً ایک ہفتہ ہو گیا تھا۔ احمر اور ایاز صاحب کے علاوہ اس کی سب سے اچھی خاصی بات ہو چکی تھی جس کا کریڈٹ میرل اور عمر کو ہی جاتا تھا کیونکہ وہ زبردستی اس سے ساتھ باتیں کرتے رہتے تھے، عافیہ بھی جب تک کچن میں رہتیں اسے لگائے رہتی کچھ دن تو وہ ڈھٹائی سے منہ سیے کر سی پر بیٹھی رہتی لیکن پھر دھیرے دھیرے کاموں میں ہاتھ بٹانے لگی۔ باتیں وہ اب بھی ہوں ہاں کے علاوہ نہیں کرتی تھی

اس وقت بھی عمر اور میرل اس کے ساتھ سر کھپا رہے تھے۔

آپ ہمیشہ ہی ایسے کم کم بولتی ہیں کھوئی کھوئی سے رہتی ہیں یا اب ایسی ہو گئی ہیں؟۔

میرل نے ٹیلی مسالہ کی صحافیوں کو مات دیتے ہوئے سوال کیا

وہ کچھ نہیں بولی چپ چاپ اسے دیکھتی رہی

کچھ دور بیٹھے احمر کو بھی دلچسپی ہوئی کہ آخر وہ کیا جواب دیتی تھی لیکن وہ خاموش ہی

رہی۔

اس کا پوچھنا یہ تھا کہ کم بولنا آپ کی فطرت ہے یا بعد بھی آپ کو کسی سے یکطرفہ
محبت ہو گئی؟ عمر نے اپنے تئیں سمجھداری سے سوال کو واضح کیا
میں سب سن رہی ہوں یہ سب فضول قسم کے سوالات، شرم آتی ہے کہ نہیں۔
عافیہ نے کچن سے ہی اسے لتاڑا

عمر کھسیا گیا

اب کی بار عینِ ز مسکرائی۔

نہیں مجھے بچپن سے کم بولنے کی عادت ہے، کیونکہ میرے ساتھ کبھی کوئی رہا ہی
نہیں میرا ہم عمر جس سے مجھے باتوں کی عادت ہو۔ پہلی بار اس نے کسی بات کا اتنی
تفصیل سے جواب دیا

تو اب ہم آپکے بھائی بہن جیسے ہی تو ہیں آپ ہم سے باتیں کیا کریں۔ عمر نے
پر جوش ہو کر اسکا ہاتھ پکڑ لیا

وہ ایک حسرت سے اسے دیکھا لیکن چپ رہی

باتیں کرنے کے لیے ہم عمر ہونے کی کیا ضرورت ہے میں تو اپنی امی سے بھی
ڈھیروں باتیں کر لیا کرتی ہوں۔ میرل نے ہنس کر کہا
اس کا چہرہ فوراً ہی پہلے جیسا ہو گیا۔ اور وہ تیزی سے اٹھ کر کمرے میں آ گئی

عمر، میرل! اب تم لوگ اتنے بھی بچے نہیں رہے، پتہ ہے نا اس کی مدر نہیں رہیں
اس دنیا میں تو ان کا ذکر کرنے کی کیا ضرورت۔ احمران کے قریب آکر انہیں ڈپٹنے

لگا

سوری بروہم نے بے خیالی میں بول دیا۔ وہ دونوں شرمندہ تھے
ٹھیک ہے جاؤ تم لوگ پڑھائی کرو شاہاش۔ اس نے دونوں کے سر پر تھپکی دی
امی مجھے لگتا ہے میرل کو عینز کے پاس ہی سونا چاہیے جتنی دونوں کی دوستی ہوگی اتنا
ہی عینز کو ہیل کرنے میں کم وقت لگے گا۔ وہ کچن میں آکر عافیہ سے بولا
میرا بھی یہی خیال تھا لیکن پھر سوچا کہیں پرائیویسی ڈسٹرب نا ہو اس کی۔ انہوں نے
تائید کے ساتھ عذر دیا

نہیں امی جیسی اس کی مینٹل کنڈیشن ہے اکیلے رہنا درست نہیں ہے، اب جب تک
وہ عائشہ آنٹی کے گھر نہیں چلی جاتی تب تک ہماری ذمہ داری ہے۔ اس نے سنجیدگی
سے کہا

بالکل ٹھیک کہا میری جان۔ عافیہ کو اپنے بیٹے کے اس احساسِ ذمہ داری پر فخر ہو رہا
تھا انہوں نے محبت سے اس کی پیشانی چوم لی۔

میری غیر ذمہ داری اور لالچ نے میری بیٹی کی زندگی برباد کر دی اس کا توجہ ہونا تھا وہ ہو چکا ہے لیکن میری بے گناہ عینا۔۔۔!!! گرینی اکیلے کمرے میں سسک رہی تھیں

دادی۔ مریم نے کمرے جھانکا

ہاں بیٹا!۔ انہوں نے جلدی سے ساڑی کے پلوں میں اپنے آنسو صاف کئے امی گھر پہ نہیں ہیں، ہم دونوں اپنی دوست کے گھر پڑھنے جا رہے ہیں، آپ دروازہ بند کر لیں۔ سیاہ حجاب کے ہالے میں ان کا میک اپ زدہ چہرہ چمک رہا تھا لیکن دادی کے پاس اب ایسا کوئی حق نہیں بچا تھا وہ جس سے وہ انہیں ٹوک سکیں۔ وہ دونوں ہنستی مسکراتی گھر سے نکل گئیں۔

یا اللہ میں اس وقت تو ہوش میں نہیں تھی جب میری بیٹی ان راستوں پر نکلی تھی لیکن ابھی مجھے ہوش آ گیا ہے تو میری ان بچیوں کی حفاظت کر اور انہیں اپنے امان میں رکھ۔ انہوں نے نم آنکھوں سے انہیں جاتے دیکھا اور بیساختہ اللہ سے دعا کی۔ ان کا دل پہلے ہی بو جھل ہو رہا تھا وہ دروازہ بند کر کے کمرے میں آ کر لیٹ گئی اور نجانے کب ان کی آنکھ لگ گئی۔

جب اچانک آنکھ کھلی تو کوئی دروازہ زور زور سے پیٹ رہا تھا۔ وہ گھبرا کر اٹھیں تو کچی نیند سے اچانک اٹھنے کی وجہ سے ان کا جسم ہولے ہولے کانپ رہا تھا بمشکل

سہارا لیتی ہوئی دروازے تک گئی تو دروازہ کھولتے ہی سہیل ان دونوں کا ہاتھ سختی سے کھینچتے اندر لا رہے تھے

ارے کیا ہو گیا۔ انہوں نے گھبرا کر پوچھا
میں پوچھتی ہوں ہوا کیا ہے جو گلی سے آپ میری بچیوں کو ایسے گھسیٹتے ہوئے
لا رہے ہیں۔ فرحت بھی چیختی ہوئی پیچھے پیچھے آرہی تھیں
تمہیں کچھ ہوش بھی ہے، پوچھو ان سے وہ لڑکا کون تھا۔ وہ ان پر گرجے
امی وہ ہماری دوست کا بھائی تھا، شام ہو گئی تھی تو ان کی امی نے کہا کی ہمیں گھر چھوڑ
دے۔ مریم ماں سے لیٹ کر بولی
اچھا ایک ہی بانیٹ پر چپک کر دونوں کو بیٹھنے سے بہتر یہ نہیں تھا کہ تم دونوں اکیلی
آجاتی یا میں مر گیا تھا جو مجھے نہیں بلا سکتی تھیں۔ ان کی آنکھیں غصے کی شدت سے
سرخ ہو رہی تھیں

بچیاں ہیں اب کیا پڑھنے کے لئے دوست کے گھر بھی نہیں جاسکتیں۔ فرحت نے
دونوں کو اپنے ساتھ لگا لیا اور شوہر سے باقاعدہ جنگ شروع کر دی

ٹھیک ہے اگر پڑھنے کا اتنا ہی شوق ہے تو میں کل ہی ان کا کسی کوچنگ اکیڈمی میں
ایڈمیشن کروا دیتا ہوں، اور ہاں اب تو تمہارے باکردار بیٹوں کی عزت کو بھی اس
گھر میں کوئی خطروں نہیں ہے اس لئے انہیں بھی ہاسٹل سے گھر بلواؤ اور کہو اپنی

ذمہ داری پر بہنوں کو اکیڈمی تک چھوڑیں اور واپس لے آئیں۔ وہ طنزیہ انداز میں فرمان صادر کرتے نکل گئے۔

ارم اور مریم ماں سے لپٹ کر رونے لگیں
ہاں اپنی بہن اور بھانجی کی طرح سمجھ لیا ہے نامیری بچیوں کو بھی۔ فرحت بیگم کی گالیوں کا مرکز اب ان کی ساس بن چکی تھیں، وہ تھکے تھکے قدموں سے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئیں۔

کیا تھا ماما جو پھوپھو ہمارے ساتھ اور کچھ دن رک جاتیں۔ رشاد ہر اُدھر اداس
اداس سے بیٹھی بو رہی تھی

بول کر گئی ہیں پھوپھو تمہاری، آئیں کچھ دنوں بعد پھر۔، انہوں نے اسے تسلی دی
خود ان کا دل بھی پھر سے اداس ہو رہا تھا
پھر ٹھیک ہے ان سے کہیے گافاریہ آپ کو بھی ضرور لے کر آئیں، وہ آتی ہیں تبھی
مجھے مزہ آتا ہے۔ وہ خوش ہو کر بولی

ہاں ہاں۔ باجی ویسے بھی فاریہ کے بغیر کہاں رہ پاتی ہیں۔ وہ ہنس کر بولیں
سو تو ہے وہ ہیں ہی اتنی پیاری۔ وہ بھی مسکرائی

ویسے ماما اگر فاریہ آپنی ہمیشہ کے لئے ہمارے گھر آجائیں تب؟ تھوڑی دیر سوچنے

کے بعد اس نے پوچھا

کیا مطلب۔ انہوں نے نا سمجھی سے پوچھا

مطلب آپکی بہو بن کر؟ وہ شرارت سے بولی

تم سے فاریہ یاد ہم نے کوئی بات کی ہے کیا؟ وہ ایک وہیل کو تو بہت حیران ہوئیں

لیکن پھر سنجیدگی سے پوچھا

ارے نہیں یہ تو میرے دل کی بات ہے مجھے ساتھ میں دونوں اچھے لگتے ہیں۔ وہ

ہنسی

ہاں تو ٹھیک ہے ابھی نا ان کی یہ سب رشتوں کی عمر ہے نا تمہاری ان سب کے

بارے میں سوچنے کی، جب وقت آئے گا بڑے دیکھیں گے کہ کیا بہتر ہے، خبردار

جو تم نے ان دونوں سے کوئی بات کی۔ انہوں نے سختی سے اسے ڈانٹا

او کے ماما سوری۔ وہ شرمندہ ہو کر بولی

جاؤ اپنے کمرے میں۔ وہ چپ چاپ اپنے کمرے میں چلی گئی

اس کے جانے کے بعد کتنی دیر تک ان کا دماغ الجھا رہا۔۔۔

بیٹا سنو! وہ اپنی کلاسز لینے کے لئے اکیڈمی میں داخل ہوا تو کاریڈور میں ایک ادھیڑ
عمر مرد نے اسے مخاطب کیا۔

جی!!!... وہ پلٹ کر ان کے پاس آیا

مجھے اپنی دونوں بیٹیوں کا ایڈمیشن کروانا ہے فرسٹ ایئر میں انگلش کے لئے۔
انہوں نے اپنے ساتھ کھڑی دو لڑکیوں کی طرف اشارہ کیا جنہیں دیکھ کر اسے
سخت کوفت ہوئی، میک اپ میں لتھڑی کم عمر سی لڑکیاں جو بڑے شوق سے اس کا
جائزہ لے رہی تھیں۔

جی وہ وہاں کروالیں۔ اپنی ناگواری چھپا کر اس نے آفس کاراستہ بتایا
تم یہاں کیا کرتے ہو بیٹا؟۔ انہوں نے پوچھا

جی میں دسویں اور بارہویں کے اسٹوڈینٹس کو پڑھاتا ہوں۔ وہ بتا کر آگے بڑھ گیا
کتنا اینڈ سم ہے یار کاش ہم دسویں کے اسٹوڈینٹ ہوتے۔ مریم، ارم کے کان میں
پھسپھسائی

ابو ساتھ میں تھے اس لئے وہ صرف اسے گھور کر رہ گئی۔

ایڈمیشن کروا کر وہ دونوں گھر آگئیں لیکن مریم کے حواسوں پر وہی لڑکا چھایا ہوا
تھا۔ وہ مسلسل ارم سے اس کے بارے میں باتیں کر رہی تھی، کوچنگ سینٹر کے نام
پر جو کوفت ہو رہی تھی وہ اب غائب تھی۔

عینا بیٹا میرے ساتھ بازار چلو گی، وہ لان میں پھولوں کے پاس بیٹھی تھی جب عافیہ چلی آئیں۔

میں۔ وہ گھبرائی کیوں کہ آج سے پہلے وہ کبھی بازار نہیں گئی ماما اور گرینی لاکھ کہتیں مگر ان کے ساتھ جانے پر وہ لوگوں کی اپنی طرف اٹھنے والی نظریں برداشت نہیں کر پاتی تھیں، اسے دکانداروں سے مسکرا مسکرا کر باتیں کر کے دام کم کرواتی ہوئی ماں سخت زہر لگتی تھی

ہاں بیٹا چلونا، میرا اپنی دوست کے گھر گئی ہے، جانا ضروری ہے، اکیلے اچھا نہیں لگتا۔ انہوں نے لجاجت سے کہا

اچھا ٹھیک ہے۔ پتہ نہیں کیوں وہ ناچاہتے ہوئے بھی منع نہیں کر پائی

شکر یہ میری جان۔ وہ اس کے گال چھو کر اندر چلی گئیں

تھوڑی دیر بعد وہ پرس اور حجاب کے ساتھ باہر آئیں اور ایک حجاب اس کی طرف بڑھایا، جسے اس نے جھجھکتے ہوئے تھام لیا اور اپنے چہرے کے ارد گرد لپیٹ لیا جس کے اس کا آدھا جسم بھی ڈھک گیا۔

انہوں نے کیب پہلے ہی بلو لیا تھا اس لئے اس کے آتے ہی وہ اسے لے کر اس میں بیٹھ گئیں۔

مال میں پہنچ کر وہ تھوڑی دیر میں کمفر ٹیبل محسوس کرنے لگی اسکی گھبراہٹ قدرے کم ہو گئی، اس نے محسوس کیا کوئی اسے گھور نہیں رہا کسی بھی سیلزمین کی نظر عافیہ سے بات کرنے کے بہانے اس کے وجود کو نہیں چیر رہی تھیں۔ وہ بڑے آرام سے عافیہ کا ہاتھ تھامے چل رہی تھی

انہوں نے اس کے لئے بھی کپڑے اور ضرورت کے سامان لئے جس کے رنگوں اور ڈیزائن کے چناؤ میں خلاف توقع اس نے بھی حصہ لیا۔ یہ عافیہ کے لئے خوشی کی بات تھی۔

شاپنگ کر کے وہ پیدل ہی روڈ کر اس کر کے دوسرے راستے کی طرف آ گئیں۔ سامنے کی گلی عائشہ کے گھر کی طرف جاتی تھی۔ انہوں نے ایک نظر شوق سے لوگوں کو دیکھتی عینا پر ڈالی اور کچھ سوچ کر ان کے قدم اسی گلی کی طرف اپنے آپ بڑھ گئے، عینا بھی چپ چاپ ان کے پیچھے چل رہی تھی۔۔۔

یہ کس کا گھر ہے، ہم کہاں جا رہے ہیں؟۔۔ انہیں عائشہ کے گھر کے سامنے رکتا دیکھ کر عینا نے آخر پوچھ ہی لیا

میری دوست ہیں، ان کے ہسبینڈ تمہارے انکل کے دوست تھے، ان کے انتقال کے بعد ایک بار ہی گئی سوچا آج آئی ہوں تو مل لوں۔۔ انہوں نے نظریں چراتے ہوئے کہا

میرے انکل۔۔ وہ نا سمجھی سے انہیں دیکھنے لگی

ارے احمر کے پایا، اور کون تم چاہو تو انہیں ہمارے بچوں کی طرح پایا بھی کہہ سکتی
ہو۔ وہ محبت سے بولیں

نہیں مجھے کوئی شوق نہیں ہے کسی کو پایا کہنے کا۔ اس کے چہرے پر سختی عود کر آئی
ان کے پاس اس کے اس تلخ لہجے کا کوئی جواب نہیں تھا اس لئے وہ بیل بجا کر انتظار
کرنے لگیں

ارے عافی آنٹی السلام علیکم۔ دروازہ رشانے کھولا اور انہیں دیکھ کر مسکراتے
ہوئے سلام ہوا

وعلیکم السلام جیتی رہو۔ انہوں نے محبت سے اسکی پیشانی چومی اور اس کے ساتھ ہی
اندر آ گئیں
وہ بھی جھجھکتے ہوئے ان کے پیچھے آ گئی۔

السلام علیکم عائشہ بھابھی۔ وہ اندر داخل ہوئیں تو عائشہ سامنے بیٹھی کپڑے تہہ کر
رہی تھیں

وعلیکم السلام عافیہ، آؤ آؤ بیٹھو۔۔! وہ جلدی جلدی کپڑے سائڈ میں کرنے لگیں۔
آئیں آنٹی ڈرائنگ روم میں بیٹھتے ہیں۔ رشانے باہر کی طرف اشارہ کیا

ارے چھوڑو وہ کونسا کوئی غیر ہے، گھر کی ہی بات ہے بیٹھو یہیں۔ عائشہ نے ان کا

ہاتھ پکڑ کر اپنے پاس بیٹھا لیا

ہاں بیٹا تم نے تو مجھے مہمان ہی سمجھ لیا ہے۔ وہ بھی ہنسنے لگیں

گھر کا ماحول بہت خوشگوار لگ رہا تھا ورنہ شہر یار کے انتقال کے بعد تو گھر کے در و

دیوار بھی آہ وزاری کرتے نظر آتے تھے، انہیں خوشی ہوئی کہ عائشہ خود کو اور

بچوں کو اتنی مضبوطی سے سنبھال لیا ہے۔

یہ کون ہے عافیہ تمہاری بھانجی ہے کیا؟۔ عائشہ نے ان سب سے بے نیاز بیٹھی عینز

کو دلچسپی سے دیکھتے ہوئے پوچھا

جی وہی سمجھ لیں۔ ان کے چہرے پر ایک تاریک سایہ لہرایا لیکن پھر سنبھل گئیں

جاؤ بیٹا رشنا کے ساتھ وہ تمہیں گھر دکھا دے گی، تمہاری عمر ہے جاؤ دوستی کے ساتھ

شاباش۔ انہوں نے عینز کو پچکار کر کہا

جی۔ اس کا دل چاہا منع کر دے لیکن پھر ناچاہتے ہوئے اٹھ گئی۔

ہاں کیا بات ہے عافیہ تم پریشان ہو کون ہے یہ؟۔ ان کے جاتے ہی وہ عافیہ مخاطب

ہوئیں

وہ بھابھی ان کے ایک دوست نے چھپ کر نکاح کیا تھا، بچی اپنی ماں اور نانی کے

ساتھ ہی رہتی تھی، اب ماں اور باپ دونوں کا انتقال ہو چکا ہے، باپ نے چھپ کر

شادی کی تھی اس لئے وہاں جا نہیں سکتی، اور نانی کے لئے اب یہ ذمہ داری اٹھانا مشکل تھا، اس کی مامی نے شاید مارا پیٹا بھی تھا جب آئی تو کافی بری حالت تھی، ایاز دوستی کے ناطے لے آئے ابھی ہمارے ساتھ ہے۔ وہ دھیمی آواز میں بتانے لگیں یا اللہ، ماں باپ نے تو چوری سے نکاح کر لیا اور اپنی زندگی گزار کر دنیا سے رخصت بھی ہو گئے اور یہ معصوم بچی بنا غلطی کے سزا بھگت رہی ہے۔ اس کے وجود سے مظلومیت ٹپک رہی ہے، کہاں سے آتے ہیں ایسے لوگ جو نکاح کر لیتے ہیں مگر قبول کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ عائشہ کا غم و غصے سے برا حال تھا جی بھا بھی۔ وہ ان سے نگاہ ملائے بغیر بولیں

تم سنو، عافیہ، بچی کی حالت ٹھیک ہو جائے تو تم ایاز بھائی سے پوچھ کر اس کی فیملی کا پتا کرو اور اس کا حق اسے دلواؤ، ایک بچی کی تربیت بھاری نہیں ہے لیکن کیوں وہ بے قصور ہو کر سزا بھگتے۔ عائشہ کے لہجے میں پرانا والا اعتماد لوٹ آیا وہی پرانی والی، وہی شوہر کا دیا ہوا اعتماد، غلط باتوں پر بالکل خاموش نارہنا

جی بھا بھی۔ عافیہ کے چہرے کا رنگ اڑتا جا رہا تھا انہیں خود کو سنبھالنا مشکل ہو رہا تھا۔

کون آیا ہے یار باہر۔ انسٹا پر ریلز دیکھتی ارم باہر سے آتی آوازوں کو سن کر جھنجھلائی

اور کون آسکتا ہے انعم باجی آئی ہیں۔ مریم نے بھی بیزاری ظاہر کی
چلو ورنہ ابھی امی شروع ہو گئیں تو رکیں گی ہی نہیں۔ وہ موبائل تکیے کے نیچے
رکھتی اٹھ کھڑی ہوئی

ارے یار پلیز میرا بالکل من نہیں ہے تم بول دینا اسکے سر میں درد ہے وہ سو رہی
پلیز! وہ منت کرنے لگی

مرو تم مجھے اکیلے ہی چائے وغیرہ بنانی پڑے گی۔ وہ چڑ کر باہر چلی
اس نے سکون کا سانس لے کر کمبل منہ تک لے لیا
کیا مصیبت ہے یار۔ اس نے ابھی سونے کی کوشش ہی کی تھی کہ ارم کا فون
وا بھریٹ کرنے کا ایک دو بار اس نے انگور کیا لیکن وہ بھی ڈھیٹ بنا بجے ہی جا رہا
تھا۔ اس نے جھنجھلا کر فون تکیے کے نیچے سے نکالا
کسی ذکی کا نمبر دل والی ایمو جی کے ساتھ سیو کیا گیا تھا اور ڈی پی پر چمکتی فوٹو سے وہ
اور شیور ہو گئی کہ یہ ذکی کون ہے، یہ سمیہ کا وہی بھائی ہے جس کے ساتھ گھر آنے
پر انہیں ابو سے ڈانٹ پڑی تھی۔ کال بار بار آرہی تھی اس نے فون سائلنٹ کیا اور
دوبارہ تکیے کے نیچے رکھ دیا۔

اچھا بیٹا ہم سے پردہ داری میری ناک کے نیچے یہ چکر چل رہا تھا تبھی تو اس نے اتنا مسکرا کر لفٹ دیا تھا اس نے، ابھی آئے کمرے میں تو بتاتی ہوں۔ اس کے ہونٹوں پر ایک شرارتی مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی۔

یہ میرا کمرہ ہے۔ رشنا اسے اپنا چھوٹا مگر پیارا سا گھر دکھاتی ہوئی آخر میں اپنے کمرے میں لے آئی۔

اسے اپنا اور گرینی کا وہ مشترکہ کمرہ یاد آگیا۔ کہاں وہ سیلن لگی دیواروں پر واہیات ماڈلز کی تصویریں چپکایا ہوا کمرہ اور کہاں یہ نفاست اور سادگی سے سجا ہوا کمرہ جس میں ڈریسنگ ٹیبل پر طرح طرح کے میک اپ آئٹمز کے بجائے اسٹڈی ٹیبل کی کتابوں اور سجاوٹ پر زیادہ فوکس کیا گیا تھا۔ وہ غیر ارادی طور پر موازنہ کر گئی جب کی کوئی موازنہ تھا ہی نہیں۔

کیا ہوا تم اتنی چپ چاپ سی ہو، میں ہی کب سے بولے جا رہی ہوں۔ رشنا اس کی خاموشی سے تنگ آ کر بولی

نہیں بس میری سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کیا بات کروں۔ وہ گھبرا کر بولی
اچھا کوئی بات نہیں چلو ہم کچن میں چلتے ہیں۔ وہ اپنائیت سے اس کا ہاتھ پکڑ کر کچن تک لے آئی

یہ لوا نہیں پلیٹس میں نکال دو۔ وہ کوکیز اور بسکٹس وغیرہ کے پیکٹ کیبنٹ سے
نکال کر اس کے پاس رکھتے ہوئے بولی اور خود چائے بنانے لگی
تمہیں کچن میں کونسا کام پسند ہے۔ رشانے اسے خاموشی سے بسکٹس نکالتے دیکھ
کر پوچھا

پتہ نہیں میں نے کبھی ایسے کوشش نہیں کی جانے کی، بس کسی نے کوئی کام کہہ دیا
تو کر دیا۔ پہلی بار اس نے اتنا لمبا جواب دیا

اچھا، کوکنگ کیا کرو اس سے تمہارا خراب موڈ اپنے آپ فریش ہو جائے گا، پہلے
مجھے کھانا بنانا بالکل نہیں آتا تھا مگر اب بناتی ہوں تو مزہ آنے لگا۔ رشا پر جوش ہو کر
بتانے لگی

وہ خاموش رہی۔

چلو اب چلتے ہیں باہر۔ اس نے ٹرے اٹھا کر اسے اشارہ کیا وہ اسکے پیچھے آگئی
تم نے پڑھائی کتنی کی ہے بیٹا؟ عائشہ اسے خاموشی سے چائے پیتا دیکھ رہی تھیں آخر
گفتگو کی شروعات کر دی

ٹینتھ۔ اس نے اپنا مختصر جواب دیا

کوئی بات نہیں، ابھی ایڈمیشن ہو نہیں سکتا لیکن جس اکیڈمی میں ادھم پڑھاتا ہے
اس سے بول کر اس کا ایڈمیشن کروادو تاکہ پڑھائی جارہی رکھ سکے۔ وہ عافیہ سے
بولیں

یہ تو آپ نے اچھی بات کی بھابھی۔ عافیہ کو ان کی بات دل سے لگی
اس سے اچھا موقع نہیں ہو سکتا کوئی عینز کا اپنی فیملی سے قریب ہونے کے لئے۔
انہوں نے دل میں سوچا

ارم ایک بات بتاؤ...! رات کو جب وہ دونوں روٹی پکا رہی تھیں تبھی مریم نے ارم
کو آڑے ہاتھوں لیا

پوچھو پلینز کچھ مانگنا لینا مجھ سے میرا ہاتھ پہلے ہی تنگ ہے۔ وہ روٹی بیلتی ہوئی
بیزاری سے بولی

تم نے اپنا یوزر نیم "زارم" کس نام پر رکھا ہے۔ اس نے اس کے چہرے پر کچھ
کھوجتے ہوئے پوچھا

کس کے نام پر رکھوں گی، ایسے ہی رکھا ہے۔ اس کے چہرے کا رنگ اڑ گیا
اچھا مجھے لگا ذکی کے نام پر۔ وہ مسکراہٹ دبا کر بولی

نن نہیں تو۔ وہ گڑ بڑا گئی

بیٹا فون آ رہا تھا اس کا۔ وہ ہنسنے لگی
ارم کے چہرے کا رنگ گلابی پڑ گیا
کب سے چل رہا ہے یہ سب؟ اس کے لہجے میں شکایت تھی
تین مہینے ہی تو ہوئے ہیں یار میں تمہیں بتانے والی تھی لیکن پلینز گھر میں کسی کو
نہیں پتا چلنا چاہیئے۔ وہ التجا کرنے لگی
پاگل ہو کیا یار میں نہیں بتاؤں گی کسی کو، لیکن کیا تم سیریس ہو؟ اس نے تسلی دے
کر پوچھا
ہممم وہ بھی سیریس ہے اور جاب ملتے ہی رشتہ بھی بھیج دے گا۔ وہ ایک خوبصورت
سی مسکراہٹ کے ساتھ بتا رہی تھی
یا ارسب کا کوئی نا کوئی ہے میرے ساتھ بھی محلے کے دو چار لڑکوں نے ہائے ہیلو کی
مگر مجھے کچھ خاص پسند نہیں آئے۔ وہ بے نیازی سے بولی
اچھا تو کون پسند ہے تمہیں۔ اس نے دلچسپی سے پوچھا
وہ جس کو اکیڈمی میں دیکھا تھا۔ وہ آنکھیں بند کر کے مسکرائی
وہ اتنا بھی کوئی خاص نہیں تھا عام سے کپڑے بھی پہن رکھے تھے۔ اس نے ناک
سکوڑی

کپڑے چھوڑیاں تم نے اس کی پر سنا لٹی نہیں دیکھی۔ وہ اب بھی آنکھیں بند کر کے
اسے محسوس کر رہی تھی

پاگل ہو گئی ہو تم۔ ارم اس کے پاگل پن پر ہنسنے لگی
انغم باہر بھوک بھوک کاواویلا کر رہی تھی، وہ دونوں نے مجبوراً روٹی کی طرف متوجہ
ہو گئیں۔۔

آج کیا بنا ہے امی۔ احمر کو شدید بھوک لگی تھی اس نے ٹیبل پر بیٹھتے ہی بے صبری
سے پوچھا

کھڑے مصالحوں کی دال، چاول اور کباب۔ یہ بیزاریت سے بھرپور جواب عمر کی
طرف سے آیا

امی کو پتہ ہے مجھے دال نہیں پسند۔ میرل کا بھی منہ پھولا ہوا تھا
کیا ہوا میرل کھانے کی میز پر اتنا بگڑا ہوا موڈ کیوں ہے؟ ایاز صاحب بھی آکر بیٹھ
گئے

دال بنی ہے آج ماما کو پتہ بھی ہے مجھے دال نہیں پسند۔ وہ اپنا دکھڑا پھر سے رونے لگی
اور صرف چاول بنا ہے روٹی کھانی تھی مجھے۔ عمر نے بھی حصہ لیا

وہ مارکیٹ سے آکر تھک گئی تھیں دیر ہو رہی تھی اتنی جلدی میں اور کیا بنائیں۔

سلاد کی پلیٹ لاتے ہوئے عینز نے شاید ایاز صاحب کو نہیں دیکھا تھا اس لئے

خلاف عادت تیز آواز میں ٹوکا

احمر اور ایاز صاحب دونوں چونکے، عینز کی آواز تھی یہ، انہیں کافی حیرت ہوئی
ہائیں آپ اتنے تیز والیوم کے ساتھ اتنا بڑا جملہ بھی بول سکتی ہیں کیا؟۔ عمر مارے

حیرت کے پوچھ بیٹھا

عافیہ کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آگئی ہے اس نے ایک بیٹی کی طرح سائڈ لی تھی
، انہیں خوشی ہوئی کی وہ ان میں گھل مل رہی ہے۔

عینز نے ایاز صاحب کی موجودگی محسوس کر لی تھی وہ واپس پلٹنا چاہ رہی تھی لیکن
کچھ سوچ کر سر جھکائے کر سی پر بیٹھ گئی۔

احمر کو بھی اس کی یہ تبدیلی پسند آئی اس نے عافیہ بیگم کی طرف مسکرا کر دیکھا اور

اشاروں اشاروں میں ہی شاباشی دی

آج میں اور عینا عائشہ بھابھی کی طرف گئے تھے، کہہ رہی تھیں کہ عینا پڑھائی آگے

جاری رکھے اور ادھم جس اکیڈمی میں پڑھاتا ہے اس میں ایڈمیشن کروادوں تیاری

کے لئے۔ کھانا کھاتے ہوئے وہ ایاز صاحب سے روز مرہ کی باتوں کی طرح یہ بتانے

لگیں

تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے جب میں نے کہا ہے کہ وقت آنے پر سب دیکھیں گے تمہیں جلدی کس بات کی ہے۔ انہوں نے آگے کا جملہ سنا ہی نہیں ان کی سانس تو عائشہ کے گھر جانے کا سن کر اٹک گئی۔

ایاز۔ عافیہ نے حیرت سے انہیں دیکھا وہ پہلی بار ایسے لہجے میں بات کر رہے تھے ورنہ وہ تو اس طرح کے شوہر تھے کہ بچوں کے سامنے عافیہ سے ناراضگی تک ظاہر نہیں کرتے تھے۔

ہم کمرے میں چل کر بات کریں گے۔ انہوں نے ان کا ہاتھ دبا کر بچوں کی طرف اشارہ کیا

ہمممم۔ وہ سر ہلا کر پلیٹ پر جھک گئے

عینز بڑی حیرت سے اتنی تہذیب والی لڑائی دیکھ رہی تھی جہاں بیوی شوہر کے غصے پر تنک کر اسکی ماں بہنوں کو گالیاں دینے کے بجائے شوہر سے بعد میں بات کرنے کا کہہ کر خاموش کر وار ہی تھی۔۔

کافی بے دلی سے دو چار نوالے کھا کر ہی ایاز صاحب اپنے کمرے میں چلے گئے۔ آپ کو کیا لگتا ہے ایاز میں اتنی بیوقوف ہوں کہ ایسی جلد بازی کروں گی۔ وہ ان کے پیچھے پیچھے کمرے میں چلی آئیں

میں تو بس اسے گھمانے لے گئی تھی باہر، کچھ نہیں بتایا میں نے نا اسے نا ہی عائشہ
بھا بھی کو۔ انہوں نے محبت سے ان کے کندھے پر ہاتھ رکھا
سوری وہ میں گھبرا گیا تھا کہ اتنی جلدی یہ سب ہو گیا تو میں عائشہ بھا بھی کو کیا جواب
دوں گا کیسے نظریں ملاؤں گا کہ سب کچھ جانتے ہوئے بھی میں خاموش رہا۔ وہ
پریشانی سے پیشانی مسلنے لگے
کوئی بات نہیں وقت کوئی نا کوئی وسیلہ پیدا کرے گا۔ وہ انکے کندھے سہلاتے
ہوئے تسلی دے رہی تھیں۔

ہائے۔ وہ سونے کے لئے لیٹا تو فاریہ کا میسج آ گیا
ہیلو۔ اس کو نیند آرہی تھی لیکن سین کر کے اگور کرنا مناسب نہیں لگا اس لئے
جواب دے دیا

کیا کر رہے ہو؟ اس نے دوسرا میسج کیا
کچھ نہیں، کمرے میں آ گیا تھا سونے کی تیاری کر رہا تھا۔ اس نے ٹائپ کیا
اتنی جلدی سو رہے؟ اس کی فاسٹ ٹائپنگ سے اگلا میسج موصول ہوا
ہاں تھکا ہوا ہوں بہت۔ وہ بڑی بے دلی سے جواب دے رہا تھا

آج کل میں دیکھ رہی ہوں تمہارا مجھ سے بات کرنے میں بالکل دل نہیں لگتا۔ یہ
مسیح پڑھتے ہی اس کا دماغ گھوم گیا

آج سے پہلے میں نے کب تم سے رات رات بھر چیٹنگ کی ہے۔ اس چڑ کر جواب
بھیجا

رات رات بھر چیٹنگ کی بات نہیں ہے ادھم، اس دن میں گھر آئی تب بھی تم نے
کوئی توجہ نہیں دی مجھ پہ، تمہیں پتہ ہے میں ہرٹ ہوتی ہوں۔ رونے والی ایمو جی
کے ساتھ مسیح آیا

اسے بہت عجیب لگ رہا تھا اس کی فاریہ سے بچپن کی دوستی تھی، وہ ہمیشہ سے حق
جتاتی آرہی تھی اس پر، لیکن رات کی تنہائی میں اس کا اس طرح سے مسیح کرنا اور
ایسی باتیں کرنا اسے بہت برا لگ رہا تھا

کیا تم کسی اور لڑکی میں انٹر سٹڈ ہو ادھم...؟ اس کا اگلا مسیح اسے سخت طیش دلا گیا
فاریہ سنو میں پھوپھو کی بہت عزت کرتا ہوں اور جسکی میں عزت کرتا ہوں اس کے
گھر کی عزت سے میں رات میں چسکے لے کر بات کروں اتنا بے غیرت نہیں ہوں
اس لئے آئندہ ایسی فضول باتیں کرنا نہیں مجھ سے۔ اس نے غصے میں مسیح ٹائپ کیا
اور بھیج دیا

وہ میسج سین کرتے ہی ٹیکسٹ کے بجائے کال کرنے لگی، اس نے کچھ سوچتے ہوئے اس کی کال ڈس کنکٹ کی اور نمبر بلاک کر دیا۔

اس کے اوپر ابھی بہت ساری ذمہ داریاں ہیں وہ زرا سی دیر کے لئے بھی بہکنا فورڈ نہیں کر سکتا۔ اس نے فون آف کر کے سائڈ ٹیبل پر پھینکا اور تکیے میں منہ گھسالی

وہ مجھے کچھ بات کرنی تھی۔ عافیہ رات میں سب کے لئے دودھ گرم کر رہی تھیں وہ کچن کے دروازے پر آ کر بولی

بولو بیٹا کیا بات ہے؟۔ وہ مصروفیت کے باوجود اس کی طرف بڑی محبت سے متوجہ ہوئیں

آج ہم جن کے گھر گئے تھے، وہ میری پڑھائی کے بارے میں کہہ رہی تھیں۔ وہ اٹک اٹک کر بولی

ہاں کہہ تو رہی تھیں، میرے دل کو بھی ان کی بات لگی تھی، تمہیں کوئی مسئلہ ہے؟۔ انہوں نے پوچھا

ہاں میں نہیں چاہتی، مجھے نہیں پڑھنا ہے آگے۔ وہ انگلیاں مروڑ رہی تھی لیکن کیوں بیٹا کیا بات ہے؟ انہیں اس کے چہرے پر پھیلا اضطراب پیچین کر رہا تھا اس نے کوئی جواب نہیں دیا بس سر جھکا ہوا تھا۔

عینا!!! اسے مسلسل خاموش دیکھ کر انہوں نے نرمی سے پکارا
عینا! وہ جلدی سے اٹھ کر آس کے پاس آئیں، اس کی آنکھوں نے لگاتار آنسو ٹپک
رہے تھے

کیا ہو گیا بیٹا دھر بیٹھو مجھے بتاؤ۔ وہ اسے لئے کر سی تک آئیں اور بٹھا دیا
ایاز، عافیہ سے کافی کا کہنے آرہے تھے اسے روتا دیکھ کر دروازے کی آڑ میں رک
گئے

میں نہیں جانا چاہتی پھر سے ایسی جگہ، میرے اسکول میں سب میرا مذاق اڑاتے
تھے ٹیچرس بے عزت کرتے تھے، لڑکیاں میرے ساتھ بیٹھتی بھی نہیں تھیں۔ وہ
سک سک کر رو رہی تھی

عافیہ کے لئے یہ بہت خوشی کی بات تھی کہ وہ اپنے دل کی باتیں باہر نکال رہی ہے
شاید شاید دھیرے دھیرے اس کی گھٹن بھی کم ہو جائے۔

لیکن کیوں بیٹا وہ ایسا کیوں کرتی تھیں۔۔۔؟؟ وہ اسے اور بولنے پر اکسار ہی تھیں
کیوں کی میری ماں ایک طوائف تھی مجبوری والی طوائف نہیں شوقیہ طوائف جسے
غریبی نے نہیں بلکہ اپنی بے لگام خواہشوں نے گھر سے بھگادیا تھا۔ وہ چیخ کر بولی
ایاز دم سادھے بنا سانس لئے اس کی باتیں سن رہے تھے

وہ گھر سے بھاگیں تو گرینی نے بھی انہیں پورا سپورٹ کیا ان کو لگان کی خوبصورت
بیٹی ایکٹریس بن جائے گی فلموں میں کام کرے گی تو یہ ان کی بھی کامیابی ہوگی۔ وہ
تیز تیز بولے جارہی تھی۔

اور جب، جب میں پیدا ہوئی نامی! وہ ان کی طرف دیکھ کر بولی
عافیہ کا دل جذبات سے بھر گیا، ان کے تین بچے تھے مگر ایسا محسوس ہوا جیسے وہ پہلی
بار ماں بنی پہلی بار ان کے بچے نے بولنا سیکھا ہو، انکی آنکھوں سے بھی آنسو بہہ نکلے
ایاز کے لئے مزید کھڑا رہنا دشوار ہو گیا، وہ واپس پلٹ آئے
پھر کیا ہوا بیٹا!!۔ وہ اس کا ہاتھ مضبوطی سے پکڑے ہوئے تھیں
میری ماں کو ایک آدمی ملا ایک شادی شدہ آدمی جس کے بچے بھی تھے، اور بنا
سوچے سمجھے دونوں نے شادی کر لی، کیونکہ انہیں تو بس شادی کرنی تھی نامیرے
باپ کو ایک اکیلی عورت کو سہارا دینا تھا نا، جو اس نے اپنے بیوی کے ہوتے ہوئے یہ
سنت ادا کرنی تھی انہوں نے ادا کر لی، اور پھر میں پیدا ہوئی۔ اس کے ہونٹوں پر اب
طنزیہ مسکراہٹ تھی

پھر بیٹا کیا تمہاری پیدائش کے بعد تمہارے فادر نے آنا چھوڑ دیا۔۔؟ انہوں نے
بے چینی سے پوچھا

نہیں کبھی کبھی آتے تھے اپنی بیوی کے پاس کیونکہ انہوں نے نکاح کی سنت ادا کی تھی، اولاد پالنے کی نہیں، مجھ سے کیا واسطہ ان کا، انکے پاس پہلے سے اپنی اولاد تھی۔ اس کے لہجے میں زہر بجھا ہوا تھا۔

تم کبھی ملی ان سے؟ وہ بے حد اذیت سے اس کا چہرہ تک رہی تھیں وہ ایک پل کو چونکی اور کچھ دیر تک ان کا چہرہ دیکھتی رہی پھر نفی میں گردن ہلا دی۔ اچھا ٹھیک ہے، تم چھوڑو وہ سب یہ پانی پیو۔ وہ خود کو سنبھال کر اسے پانی کا گلاس پیش کر رہی تھیں۔ جسے اس نے ایک گھونٹ بھر کر واپس رکھ دیا اب پھر سے وہ خاموش بیٹھی تھی۔ اور تھوڑی تھوڑی دیر پر سسکیاں سناتے میں گونج رہی تھیں

بیٹا، وہ تمہارا ماضی تھا میں بدل نہیں سکتی۔ وہاں تمہیں تمہاری ماں کے نام کی وجہ سے بے عزت کیا جاتا تھا، بیٹا تمہیں پتہ ہے ایک یتیم بھی بالغ ہونے کے بعد یتیم نہیں رہ جاتا ہے، پھر تم تو بڑی ہو رہی ہو اب تم کیوں کسی کی غلطی بھگتو گی۔ وہ ہولے ہولے اس کا ہاتھ سہلاتے ہوئے سمجھا رہی تھیں یتیم بالغ ہونے کے بعد یتیم نہیں رہتا، لیکن ایک طوائف کا گناہ نسلوں تک پیچھا کرتا ہے۔ وہ دھیمی آواز میں بولی

وہ لا جواب ہو گئیں، لیکن ہمت نہیں ہارنا چاہ رہی تھیں۔

بیٹا تم نے مجھے امی کہا، کیا آپ ایک بار اپنی امی کی کہنے پر، ان کی پہچان کے ساتھ
پڑھائی دوبارہ شروع کرو گی؟ وہ بڑے مان سے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے
پوچھ رہی تھیں

نہیں امی، آپ مجھے اپنی پہچان نادیں میری پہچان بہت گندی ہے امی۔ وہ بے ساختہ
ان سے لپٹ کر رونے لگی

پلیز بیٹا میری خاطر۔ انہوں نے اسے سینے سے لگا کر التجا کی
میں کوشش کروں گی۔ اس سے انکار کرتے نہیں بنا
شکر یہ بیٹا، اب اٹھو اور چلو سونے آج میں اپنی بیٹیوں کے پاس سوؤں گی۔ وہ محبت
سے اس کی پیشانی چوم کر بولیں
وہ بھی ہولے سے مسکرائی۔

آپ ناشتہ کر کے چلی جائیں گی نا کریں گی باجی۔ ارم نے ناشتہ کرتی انعم سے پوچھا
تم لوگوں کو کیا مسئلہ ہے بھئی، جب بھی آتی ہوں، جانے کا پوچھنے لگتی ہو۔ وہ بھی
انعم تھی سیدھے منہ جواب دینا اس کی شان کے خلاف تھا
توبہ میں نے تو ایسے ہی پوچھ لیا تھا۔ ارم نے منہ بنایا

ارے بیٹا، خیر سے تم لوگ خالہ بننے والی ہو، اسی لئے میں نے یہاں بلا لیا انعم کو،
سسرال میں کام دھام کرنے میں کوئی اونچ نیچ ناہو جائے اس لئے۔ فرحت بیگم
بے حد خوش تھیں

انعم بھی مسکرا دی۔ شادی کے چھ سالوں بعد اللہ اس نعمت سے نوازا رہا تھا
ارے واہ ماشاء اللہ اچھا کیا امی آپ کو بلا لیا ہم ان کی خوب خدمتیں کریں گے۔ مریم
اور ارم کی خوشی بھی دیکھنے لائق تھی
چلو بڑی آئیں تم لوگوں کو اپنے فون سے فرصت ملے تب نامیری خدمت کرو۔ انعم
شکایتی لہجے میں بولی

دیکھ لینا آپ آپ کو شکایت کا موقع نہیں ملے گا۔ ارم چہکی، اسے بچے بہت پسند تھے
امی اب آپ بھائی کی بھی شادی کر دیں، تاکہ گھر میں اور خوشیاں آئیں۔ مریم کو
بھائی کی شادی کا بڑا ارمان تھا

ارے کیا خوشیاں ہر دم تو تمہاری دادی منحوسیت پھیلائے رہتی ہیں، پتہ نہیں کتنا
آنسو بہائیں گی عینا کے لئے۔ فرحت بیگم نے ساس کے کمرے کی طرف بیزاری
سے دیکھتے ہوئے کہا

خود کیوں نہیں چلی گئیں اس عینا کے ساتھ۔ انعم کا موڈ عینا کے نام پر پھر سے
خراب ہو گیا

ھاھاھا جبکہ دادی کی عمر تو عینا کی ماں کے پاس جانے کی۔ ارم نے انعم کا موڈ دیکھتے ہی اپنی طرف سے ایک مزاق کیا، جو عین ان چاروں کی فطرت کی طرح گھٹیا تھا اس لیے قہقہے ابل پڑے۔۔

بیٹا تم سے کچھ بات کرنی تھی۔ جب سے عافیہ گئی تھیں عائشہ کے دل و دماغ پر عینا چھائی ہوئی تھی، اس لیے ناشتے کی میز پر ہی انہوں نے ادھم سے بات کرنے کا سوچا جی ماما بولیں۔ وہ چائے کپ میں نکالتے ہوئے بولا

بیٹا کل عافیہ آئی تھی، ایک لڑکی ہے ہماری رشنا کی ہم عمر ہوگی اس کے ماں باپ کا انتقال ہو گیا فیملی میں کوئی نہیں ہے، اس لیے عافیہ نے اپنے ساتھ رکھا ہوا ہے، دسویں تک پڑھا ہے اس نے، میں چاہ رہی تھی وہ اپنی آگے کی پڑھائی بھی شروع کرے، بہت ہی ڈری سہمی سی بچی ہے، خود اعتمادی کی بہت ضرورت ہے۔۔ وہ اسے تفصیل سے بتانے لگیں

تو میں اس میں کیا مدد کروں ماما؟ وہ نا سمجھی سے بولا

بیٹا اپنی اکیڈمی میں ایڈمیشن دلو دو اسے، عافیہ کا بھی ٹینشن کم ہو جائے گا، تم پر بھروسہ کر کے۔ انہوں نے سمجھایا ہے

اچھا ٹھیک ہے!!۔۔۔ وہ ماما کی بات ویسے بھی نہیں ٹالتا تھا یہ تو کسی کی مدد کرنے
تھی، انکار کی گنجائش ہی نہیں۔

جیتے رہو بیٹا۔ عائشہ کا دل اس کی فرمانبرداری سے خوش ہو گیا
وہ ان سے دعائیں لیتا باہر نکل گیا، یونی کے لئے دیر ہو رہی تھی، بیس منٹ کی
ڈرائیونگ کے بعد وہ یونی پہنچ گیا۔

کلاس میں داخل ہوتے ہی اس کی نظر فاریہ پر پڑی اس کی آنکھیں لال اور سوجی
ہوئی تھیں، ادھم پر نظر پڑتے ہی اس نے نگاہیں پھیر لیں، اسے احساس جرم نے
گھیر لیا رات میں وہ کچھ زیادہ ہی روڈ ہو گیا تھا۔

کلاس سے نکلتے ہی وہ اس کے پیچھے آیا لیکن وہ دوستوں پاس جا چکی تھی سب کے
سامنے مخاطب کرنا اسے مناسب نہیں لگا اس لئے واپس پلٹ آیا۔

میں نے آپ سے کل بتایا تھا نا عائشہ بھابھی کا بیٹا اکیڈمی میں پڑھاتا ہے وہیں عینا کا
ایڈمیشن کروانا ہے۔ عافیہ نے جو س کا جگ ایاز کے پاس رکھتے ہوئے اطلاع دی

اب تمہارے سر پر ایک دم سوار ہو گیا ہے نا۔ وہ پھر چڑ گئے

اس میں سر پر کیا سوار ہونا ہے؟ اس بار عافیہ کو بھی غصہ آ گیا

عینا خاموشی سے انہیں دیکھ کر رہ گئی۔

شہر میں اتنے سارے ٹیوشن سینٹر ہیں، ہمارے گھر سے قریب بھی ہیں لیکن تمہیں ادھم کی اکیڈمی ہی بھیجنا ہے۔ ان کا لہجہ ایک دم بدل گیا آپ عینا کی حالت دیکھ رہے ہیں ناں۔ اسے ہم کسی اپنے بھروسے ہی گھر سے باہر جانے دیں گے، غیروں کے نہیں۔ انہوں نے غصے سے "اپنے" پر زور دے کر کہا یہ اس لڑکی کی وجہ سے میرے ماں باپ طبکیوں لڑ رہے ہیں۔ احمر کو نجانے کیوں اس پر غصہ آیا

امی نے اگر کچھ فیصلہ کیا ہے تو سوچ سمجھ کر کیا ہو گا میں وہی جاؤں گی پڑھنے جہاں وہ چاہ رہی ہیں۔ عینا نے سر دلہجے میں اپنا فیصلہ سنایا
ایاز کے سر پر لفظ امی، ہم بن کر پھٹا۔۔۔
وہ کرسی پیر سے مارتے اٹھ کر چلے گئے
انہیں کیا ہوا؟ عافیہ سخت حیران تھیں

شاید ایک طوائف کی بیٹی کے منہ سے آپ کے لفظ "امی" ان کی غیرت پر تازیانہ بن کر لگا۔ وہ طنزیہ ہنسی ہنس کر بولی
احمر کو وہ اس وقت سخت زہر لگی۔ لیکن ماں کے سامنے کچھ کہنے کی ہمت نہیں تھی
اس لئے وہ بھی چپ چاپ اٹھ کر چلا گیا۔۔۔
عافیہ سر پکڑ کر بیٹھ گئیں۔

آج یونی سے واپسی پر کافی دیر ہو گئی تھی۔ اکیڈمی کی کلاس کا وقت ہو گیا، ورنہ وہ ہمیشہ وقت سے پانچ منٹ پہلے ہی کلاس میں داخل ہو جاتا تھا۔ تیزی تیزی سے سیڑھیاں چڑھتا وہ کسی سے ٹکرا گیا۔

ارے! مریم چیخی

سوری سوری۔ وہ گھبرایا

مریم جو اپنی اسپیشل مادری زبان میں چن چن گالیاں سنانے والی تھی اسے دیکھتے ہی سارا غصہ ر فوچکر ہو گیا۔

ارے آپ! کیسے ہیں؟ وہ کھل گئی

آپ مجھے جانتی ہیں؟۔ اسے سخت حیرت ہوئی

جی میرے ابو نے آپ سے بات کی تھی اس دن، میری بہن بھی تھی ساتھ۔ اس نے یاد دلوانے کی کوشش کی

اچھا خیر سوری آپ کو چوٹ لگی، میری کلاس کے لئے دیر ہو رہی ہے میں چلتا ہوں۔ وہ بے زاری سے جان چھڑاتا تیزی سے سیڑھیاں چڑھتا اوپر چلا گیا

نجانے کیوں ہینڈ سم لڑکوں میں اتنا غرور بھرا ہوتا ہے، اور کالے پیلے لڑکے بچھے جاتے ہیں۔ اسے یہ رویہ قطعی پسند نہیں آیا، بطور خاص آج وہ اس کے لئے تیار ہو کر آئی تھی، موڈ خراب ہو گیا۔۔۔

کیا بات ہے فار یہ چپ چپ ہو بہت۔ عائشہ نے نوٹس کیا وہ کب سے چائے کا کپ
لئے بیٹھی ہے

کچھ نہیں مامی۔ وہ زبردستی مسکرائی

مامیہ تو آ بھی نہیں رہی تھیں میں تو پھوپھو کو بلیک میل کر کے زبردستی لے آئی

ہوں اپنے ساتھ۔ رشانے فخر سے اپنا کارنامہ بتایا

بہت اچھا کیا ویسے بھی آج رشنا کیلی بور ہوتی، میں اور عافیہ جارہے ہیں عینا کا

ایڈمیشن کروانے۔ عائشہ الماری سے عباہ نکالتے ہوئے بتانے لگیں

عینا کون؟ فار یہ چونکی

وہ عافیہ آنٹی کی دور کی بھانجی ہے، ماں باپ نہیں ہیں تو ان کے یہاں ہی رہ رہی ہے

، بہت دکھی لگتی ہے بیچاری۔ رشانے افسوس کیا

اوہ اللہ رحم کرے! اسے بھی افسوس ہوا

تم میرا یہ عباہ پریس کر دو رشنا! تب تک میں نہالوں، عینا اور عافیہ بھی آتی ہی ہوں

گی۔ عائشہ عباہ اس کے حوالے کر کے ہاتھ روم میں گھس گئیں

عدت کے بعد مامی پہلی بار باہر جا رہی ہیں نا؟۔ فار یہ کچھ سوچتے ہوئے بولی

ہمممم۔ رشانے ادا سی سے جواب دیا

ماموں تھے تو روز ہی کہیں ناکہیں لے کر جاتے تھے کبھی گھمانے کبھی ہمارے گھر
کبھی نانی کے گھر۔ وہ پرانے دنوں کو یاد کر کے اداس ہو گئیں

امی! یہ ابو کو کیا ہو گیا ہے۔ انعم چیختی ہوئی کمرے میں داخل ہوئی
کیا ہو گیا ہے، کیا قیامت آگئی ہے۔ راحت بیگم کی ابھی آنکھ لگی تھی ہڑبڑا کر اٹھ
بیٹھیں

میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے اور میرا شوہر مجھ سے ملنے بھی نہیں آسکتا، ابھی میری
بات ہوئی وہ کہہ رہے کہ تمہارے گھر والوں کا رویہ عجیب ہوتا ہے میں کیسے آؤں۔
وہ غصے سے سرخ ہو رہی تھی

اے تو اسے بولو تمہارے ابو کی غیر موجودگی میں آئیں۔ وہ ایک پل کو خاموش رہیں
پھر جواب دیا

کیوں وہ کیوں اتنا چوری چوری آئیں معشوقہ سے ملنے آرہے ہیں کیا جو اس کے باپ
کی غیر موجودگی میں آئیں۔ وہ چمک کر بولی

اے بی بی تو تمہارے شوہر کو یہ سب کسی کے گھر میں آکر اس کی عزت پر ہاتھ
ڈالنے سے پہلے سوچنا چاہیے تھا نا۔ انہوں نے بھی تنگ آکر بول دیا

ان کا کیا قصور، اور واہ جی واہ جس کی ماں گھر سے بھاگ گئی اور نجانے کیسے ناجائز طریقوں سے بیٹی پیدا کی وہ لڑکی بھی اس گھر کی عزت ہو گئی، ایسی عورتیں تو ہوتی ہی ہیں پر اے مردوں کی عیاشی کا سماں۔ وہ چیخ چیخ کر لڑنے لگی راحت بیگم جیسے بھی اس کی زبان سے ہار جاتے تھے اس لئے وہ خاموشی سے سر پکڑے بیٹھی رہیں۔

ماما اور عافیہ آنٹی!۔ وہ جب کلاس اٹینڈ کر کے باہر نکلا تو کاریڈور میں اس کی نظر ان تینوں پر پڑ گئی،
السلام علیکم! وہ جلدی سے قریب آیا
وعلیکم السلام بیٹا! وہ دونوں جو اتنی دیر سے بیٹھے بیٹھے تھک گئی تھیں اسے دیکھ کر کھل اٹھیں۔

عینا بے نیازی سے بیٹھی اپنی عافیہ کے پرس سے لٹکتے چھلے سے کھیل رہی تھی مجھے کال کر دیا ہوتا ماما آپ نے خواہ مخواہ اتنی دیر بیٹھی رہیں۔ وہ فکر مندی سے بولا ارے نہیں تمہیں کیوں ڈسٹرب کرتے، تم ایسا کرو اب جلدی سے عینا کا ایڈمیشن کروادو۔ عینا نے اپنے نام پر بھی سراٹھا کر نہیں دیکھا ادھم کو اسکی دماغی حالت پر کچھ شبہ سا ہوا۔

جی میں فارم لے کر آتا ہوں۔ وہ آفس کی طرف مڑ گیا
تم فل کر دو بیٹا یہ بتاتی جائے گی۔ جب وہ فارم لے کر آیا تو عافیہ کو پتہ تھا کہ اسے
فل کر ناہوا تو غائب دماغی سے کرے گی، سب کے سامنے اس کی کمزوری ظاہر ہوتی
اچھی نہیں لگے گی اس لئے پہلے ہی بول دیا
جی۔ وہ اس کے قریب ہی کرسی پر بیٹھ گیا

پورا نام؟

عینز۔

فادر نیم؟ اس نے نام لکھنے کے بعد پوچھا
عافیہ کے چہرے کا رنگ اڑ گیا، یہ تو ان کے ذہن میں تھا ہی نہیں کہ وہاں باپ کا نام
بھی پوچھا جائے گا
عینز کے ہاتھ پیر کپکپانے لگے، چہرہ ضبط کی شدت سے سرخ پڑ گیا۔
فادر نیم؟ اس کی خاموشی سے اکتا کر اس نے سر اٹھا کر دوبارہ پوچھا لیکن اس کا چہرہ
اور کانپتا ہوا بدن دیکھ کر گھبرا گیا

آپ نے کہا تھا نا یہاں میں آپ کے نام سے آئی ہوں۔ آپ کا نام ہو گا نا، پھر کیوں
کیوں یہ باپ کا نام پوچھ رہے۔ وہ چیخنے لگی

وہ تینوں گھبرا گئے، شکر ہے گراؤنڈ فلور کے کلاس سسز کی چھٹی ہو چکی تھی نیچے کلرک اور ایک دواسٹاف ممبر کے اور کوئی نہیں تھا۔ سب اس کے قریب آ گئے کیوں پوچھ رہے ہیں باپ کا نام، کیوں اب مجھے نہیں آنا کبھی یہاں چلیں گھر چلیں۔ وہ چیخے جارہی تھی

مریم اور ارم کی بھی چھٹی ہو چکی تھی وہ بھی جب نیچے آئیں تو ہنگامہ دیکھ کر ادھر ہی آ گئیں۔

عینا! لڑکی پر نظر پڑتے ہی حیرت سے دونوں کے منہ سے نکلا

ادھم نے چونک کر انہیں دیکھا

کیا ہوا اس کو؟ وہ کلرک سے پوچھ رہی تھیں

وہ باپ کے نام پر بھڑک اٹھی ہے نجانے کیوں۔ کلرک بھی حیران تھا
ہاھاھا۔ باپ کوئی ایک ہو تب نابیچاری نام اور شکل یاد رکھے۔ وہ دونوں کھل کر ہنسیں

ادھم نے نا سمجھی سے انہیں دیکھا اسے معاملہ کچھ سمجھ آنے لگا تھا، لیکن کچھ بھی

اسے انکا ہنسنا بہت برا لگا

وہ ہنستی ہوئی باہر جارہی تھیں۔

وہ دوبارہ عینا کی طرف متوجہ ہوا۔

یہ لو پانی پیو۔ وہ جلدی سے اپنے کاؤنٹر پر پڑی پانی کی بوتل اٹھالیا
کوئی ضرورت نہیں ہے کسی کے نام کی۔ آپ کو یہاں پڑھنے کے لئے آپ کا اپنا نام
کافی ہے میں بات کر لوں گا آپ اپنے آپ کو سنبھالیں اور آنٹی کے ساتھ گھر جائیں
۔ وہ بوتل اس کے منہ سے لگائے، اسے تسلیاں دے رہا تھا
اس نے ایک نظر اٹھا کر اسے دیکھا۔ وہ اسکی طرف ہی دیکھ رہا تھا اپنے آس پاس اتنی
محبت اور اپنائیت وہ پہلی بار محسوس کر رہی تھی اور عائشہ اور عافیہ کا سایہ اسے ہمیشہ
سے چھاؤں جیسا لگا، آج ادھم بھی اسے بہت بہت اپنا اپنا لگ رہا تھا۔
چلو گھر چلو۔ عافیہ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اٹھایا
ہاں بیٹا چلو تمہارا بیگ اور ضرورت کی چیزیں بھی تو لینی ہیں، کل سے آؤ گی نا یہاں
چلو شام۔ عائشہ نے اسے دوسری طرف سے سہارا دیا
وہ سر ہلاتی اٹھ کھڑی ہوئی
ادھم بھی ان کے ساتھ نکل آیا
شاپنگ کرتے وقت بھی وہ ان کے ساتھ رہا۔
گاہے گاہے اس کی نظر عینا کے سپاٹ چہرے پر بھی پڑ جاتی تھی۔ اسے یہ لڑکی ایک
گہرے راز کی طرح دلچسپ لگی، جس کے بارے میں جاننے کا تجسس اس کے دل
میں بیٹھ گیا۔

وہ جب گھر پہنچیں تو شام کے سائے پھیل چکے تھے۔ راحت بیگم کھانے کی تیاری کر رہی تھیں۔ جہاں آرا وہیں تخت پر خاموش لیٹی تھیں
انعم کا موڈ آف تھا وہ کمرے میں تھی۔

امی، امی ایک زوردار خبر سنیں سن کر سکون مل جائے گا۔ مریم گھر میں گھستے ہوئے
چیخ کر بولی

کیا ہو گیا۔ فرحت بیگم نے ناگواری سے پوچھا، موڈ پہلے ہی انعم نے خراب کر رکھا
تھا اب یہ گھر میں گھستے ہی چیخنے لگی

سہیل صاحب کمرے سے نکل رہے تھے وہ اس کی چیخ سن کر وہیں رک گئے
امی سنیں تو، آج ہم نے عینا کو دیکھا تھا۔ ارم نے پر جوش ہو کر بتایا
اے لو تو وہ کونسا مر گئی تھی جو تم اس کا پُتر جنم دیکھ کر اتنا خوش ہو رہی ہو۔ انہیں
غصہ ہی آ گیا

جہاں آرا، عینا کا نام سنتے ہی اٹھ بیٹھیں ان کا دل ویسے ہی تڑپ رہا تھا کتنی بار دل چاہا
جا کر ملیں مگر ایاز نے سختی سے منع کر رکھا تھا کہ آج کے بعد ان سے کوئی رابطہ نا
رکھیں۔

ارے امی آپ کو پتہ ہے، وہ لگتا ہے ہمارے اکیڈمی میں ایڈمیشن کروانے آئی تھی
اور فارم بھرتے وقت باپ کا نام پوچھا گیا تو، وہ چیخ چیخ کر ہتھ سے ہی اکھڑ گئی۔ ارم
مزے لے کر بتا رہی تھی

کوئی ایک باپ ہو تو بتائے گی نا۔ وہ دونوں قہقہے لگانے لگیں
کمرے کے دروازے پر کھڑے سہیل صاحب کو کچھ ہوا، خود کو جیسے مجرم سا
محسوس کرنے لگے۔ چپ چاپ واپس پلٹ کر تھکے تھکے سے انداز میں بستر پر بیٹھ
گئے۔

ہائیں وہ وہاں کہاں پہنچ گئی اس کی منحوسیت کہیں میرے بچوں کا پیچھا نہیں
چھوڑے گی کیا؟۔ وہ غصے سے بولیں
میں نے تو سوچا تھا کہ وہ وہاں گئی ہے تو نوکرانی بن کر رہ رہی ہوگی لیکن، وہ لوگ اسکا
ایڈمیشن کروانے لائے تھے۔ دل ہی دل میں سوچتے ہوئے ان کے سینے پر سانپ
لوٹنے لگے

جہاں آرا کے دماغ میں بھی یہی سوچیں آرہی تھیں جو ایک طرح سے ان کے لئے
سکون کا باعث بن رہی تھیں۔۔

یہ لو۔ وہ دودھ گرم کر رہی تھی تبھی احمر نے اسکی طرف کچھ بڑھایا

اس نے نظر اٹھا کر دیکھا تو اس کے ہاتھ میں فون تھا۔

جی یہ؟ اس کی آنکھوں میں الجھن تھی

مجھے پاپا نے ابھی نیا دلوایا تھا کہ یہ میں نے کمپٹیشن میں جیت لیا، میرے پاس ایکسٹرا ہی پڑا ہے تم رکھ لو اکیڈمی جاؤ گی گھر سے باہر رہو گی تو کام پڑے گا۔ وہ ہلکی

سی مسکراہٹ کے ساتھ وضاحت دے رہا تھا

جی شکریہ۔ اس کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ آگئی

احمر کو خوشی ہوئی وہ سوچ رہا تھا نجانے کیساری ایکٹ کرے، لیکن اس کے چہرے پر

پہلی بار سچی مسکان نظر آئی تھی۔

امی کو بتایا۔ اس نے جھجھکتے ہوئے فون تھام کر پوچھا

امی نے ہی کہا تھا نیا فون لا دوں تمہارے لئے لیکن میرے پاس یہ تھا تو دے دیا۔

اس نے اس کی یہ الجھن بھی دور کر دی

شکریہ۔ وہ بس اتنا ہی کہہ سکی

میں نے اس میں سم ڈال کر سب کا نمبر سیو کر دیا ہے، کوئی ضرورت پڑے

بے جھجک کال کر لینا۔ وہ مسکرا کر بولتا ہوا چلا گیا

اس نے فون آن کر کے چیک کیا تو۔ گھر کے ہر فرد کا نمبر سیو تھا

عافیہ کے نمبر پر نظر پڑتے ہی اس نے میسج ٹائپ کیا تھینک یو امی، آئی لو یو اور بھیگی
آنکھوں اور خالص مسکان کے ساتھ وہ میسج بھیج دیا۔

سب کا نمبر دیکھتے دیکھتے اس کی نظر پاپا کے نام سے سیو نمبر پر پڑی۔ اسے اکیڈمی والا
بریک ڈاؤن یاد آگیا ہونٹوں سے مسکان سمٹ گئی اور وحشت زدہ ہو کر فون سائڈ
میں رکھ دیا۔۔۔

رات میں وہ گھر آیا تو سب سوچکے تھے، عائشہ بھی تھکی ہوئی تھیں ان کو بھی نیند
آگئی۔

وہ چپ چاپ فریش ہو کر کچن میں چلا آیا۔
رشنا اور فاریہ کچن میں آئیں تو وہ کھانا گرم کر کے کھا رہا تھا۔
بھائی مجھے بلا لیتے۔ رشنا کو شرمندگی ہوئی
نہیں کوئی بات نہیں میں کھا چکا۔ اس نے جواب تو رشنا کو دیا لیکن کنکھیوں سے فاریہ
کو دیکھ رہا تھا جو اسے مکمل نظر انداز کئے کافی نکال رہی تھی
کھانا کھا چکا ہوں میں اگر زحمت نہ ہو تو ایک کپ کافی مجھے بھی دے دینا۔ وہ فاریہ کی
حوصلہ افزائی نہیں کرنا چاہتا تھا لیکن وہ اس کے بچپن کی دوست تھی اسکی وجہ سے
اتنا داس تھی اسے دیکھا نہیں جا رہا تھا۔

جی بھائی آپ اپنے کمرے میں جائیں میں ہم کافی وہیں لے آئیں گے۔ وہ اس کے
کھائے ہوئے برتن سنک میں رکھنے لگی
عائشہ کو صبح صبح کچن میں گندے برتن برداشت نہیں تھے۔ اس لئے وہ انہیں دھلنے
لگی

وہ کچھ دیر کھڑا فاریہ کو دیکھتا رہا پھر کمرے میں چلا گیا۔
اچھا تو گویا محترم کو میری ناراضگی کی پرواہ ہے۔ فاریہ کے ہونٹوں پر دلفریب
مسکراہٹ پھیل گئی

بھائی سے ناراض ہو کیا؟ رشنا نے بھی نوٹس کر لیا
ہمممم جی۔ وہ اب بھی مسکرا رہی تھی
اچھا جی یہ مسکراتے ہوئے کونسی ناراضگی ہوتی ہے۔ اس نے چھیڑا
ہنسی آرہی ہے نا پہلے خود ہی ناراض کیا اب بات کئے بغیر رہ بھی نہیں پارہا۔ وہ ہنس

پڑی

وہی ناور نہ کھانے کے فوراً بعد کافی کون پیتا ہے۔ رشنا کو بھی بھائی پر ہنسی آرہی تھی۔
محبت کرتی ہیں نا بھائی سے۔ اسے مسلسل مسکراتا ہوا دیکھ کر اس نے پوچھ لیا
ایسے کھلے ڈالے انداز میں پوچھنے پر اس کے رخسار دھک اٹھے
بولئے۔ اسے خاموش دیکھ کر وہ دوبارہ پوچھنے لگی

پتہ نہیں رشنا لیکن مجھے ایسا لگتا ہے اس پہ بس میرا ہی حق ہے، وہ بس میرا ہے۔ وہ

معصومیت سے بولی

اچھا۔ رشنا نے محبت سے اسے دیکھا

اس نے شرما کر نگاہیں پھیر لیں

ٹھیک ہے بس تمہارا ہی حق ہے تو یہ کافی بھی تم ہی دے آؤ۔ اس نے کافی کی طرف

اشارہ کرتے ہوئے پھر چھیڑا

وہ اسے گھورتی رہی لیکن پھر کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

ہمیں پر سنل فون کب ملے گا؟ عمر اور میرل نے اپنے حق میں آواز بلند کی

کبھی نہیں۔ احمر نے دو ٹوک جواب دیا

کیوں نہیں ملے گا آپ کے پاس ہے، عینا کو بھی مل گیا ہم دونوں ہی غریب ہیں۔ وہ

چیخا

پڑھائی لکھائی چھوڑ کر بس فون کے لیے دھرنے پہ بیٹھ جاؤ۔ عافیہ کے سر میں پہلے

ہی تھکن کی وجہ سے درد ہو رہا تھا اوپر سے ان کی لڑائی

امی پلیز آپ تو ہمیں اپنا فون دے کر اتنی جلدی مانگ لیتی ہیں اتنی جلدی بارش
ہونے پر بجلی بھی نہیں جاتی۔ ایسی اوٹ پٹانگ تشبیہات کی توقع عمر سے ہی کی
جاسکتی ہے

بروجان بھی نہیں دیتے اب تو اپنا فون۔ میرل نے منہ بسورا

نہیں دوں گا۔ احمر نے صاف انکار کر دیا

عینا، عافیہ کے لئے سر درد کی گولی کے ساتھ دودھ کا گلاس لے آئی۔

کوئی بات نہیں اب ہم عینا کے فون میں گیم کھیلیں گے۔ میرل اسے دیکھ کر خوشی
سے بولی

عینا تم اپنا فون دو گی نا ہمیں؟۔ عمر نے دھونس جمانے والے انداز میں پوچھا
نہیں۔ وہ اسی کے انداز میں جواب دے کر مسکراہٹ دباتی ٹرے لے کر وہ باہر چلی
گئی

امی نے عینا کو بھی اپنی طرح ظالم بنا دیا ہے۔ وہ دونوں شدید صدمے میں تھے
عافیہ اور احمر کی ہنسی نے انہیں اور ہرٹ کر دیا۔

وہ کمرے میں لیٹا ہوا تھا تبھی دروازہ ناک کر کے فاریہ کمرے میں آگئی۔ وہ جلدی
سے سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔

فار یہ رکو! وہ کافی رکھ کر پلٹنے لگی تو اس نے ہولے سے پکارا
وہ رک گئی۔

سوری وہ اس دن میں نے تم سے ایسے بات کر لی، مجھے آرام سے بات کرنی چاہیے
تھی۔ وہ دھیمی آواز میں بول رہا تھا

وہ بغیر کچھ بولے بس مسکرا رہی تھی، وہ اسے اس کا مان واپس دے رہا تھا۔ وہ مغرور
ہو رہی تھی

لیکن اگلے ہی پل اس کے ہونٹ سمٹے وہ بول رہا تھا۔
لیکن تمہیں بھی خیال رکھنا چاہئے، ایسے مجھے یا کسی بھی لڑکے کورات کے اس پہر
میسج کرنا، اس طرح کی باتیں کرنا، اکسانا یہ ایک خاندانی لڑکی کو زیب نہیں دیتا۔
لیکن میری غلطی ہے مجھے اس طرح سختی سے نہیں بولنا چاہئے تھا سوری۔
وہ بول کر اپنی کافی کی طرف متوجہ ہو گیا۔

اس کا سارا مان ایک بار پھر ٹوٹ کر بکھر گیا
اسے لگا وہ اسے منائے گا اور وہ اس کا فون لے کر اپنے سامنے خود کو انبلاک کر دئے
گی، معافیاں منگوائے گی، لیکن یہ کیا یہ تو ایسے معذرت کر رہا ہے جیسے سڑک پر
ڈرائیونگ کرتے ہوئے کہہ رہا ہو کہ "معاف کیجئے گا آپ کو چوٹ لگی لیکن آپ

بہت ہی غلط سائڈ سے آرہے تھے۔" اس کے اندر اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ پلٹ کر اسے دیکھتی۔

وہ کافی پیتے پیتے اپنا اسکرول کر رہا تھا

فار یہ تیزی سے کمرے سے نکلتی بھاگتی ہوئی لاؤنج میں آگئی اور کرسی پر بیٹھ کر پھوٹ پھوٹ کر رودی اس کا مان، اس کی اناسب اس نے پل بھر میں روند دیا تھا۔ عائشہ جو اس وقت پانی لینے کمرے سے باہر آرہی تھیں اسے ادھم کے کمرے سے اس طرح بھاگتے ہوئے اور یہاں بیٹھ کر روتے دیکھ کر ایک دم وحشت زدہ ہو گئیں۔ طرح طرح کے واہے آنے لگے۔

کیا ہوا بیٹا تم ایسے روتی ہوئی کیوں آئی ہو ادھم کے کمرے سے؟ وہ دوڑتی ہوئی اس کے پاس آئیں

مامی، ادھم بالکل بدل گیا ہے، وہ ادھم رہ ہی نہیں، پتہ نہیں کیوں اس نے میرے ساتھ ایسا کیا؟ وہ روتے ہوئے ان سے لپٹ گئی

کک کیا بیٹا اس نے تمہارے ساتھ؟۔ عائشہ کے تو اوسان خطا ہو گئے

اس نے میرا نمبر بلاک کر دیا اور کہا کہ مجھے رات میں میسج نہ کیا کرو۔ وہ روتے ہوئے بتا رہی تھی

عائشہ کے دل میں سکون اتر گیا ایسی اولاد کے لئے خدا کے شکر کے احساس سے دل بھر آیا۔

لیکن انہیں فاریہ کے لئے افسوس بھی ہوا کہ وہ لڑکی ہو کر بھی بچپن میں آکر اپنا وقار سنبھال نہیں پارہی ہے۔ اپنی نسوانی انا کو زخمی کر رہی ہے۔

تم جاؤ بیٹا سو جاؤ ہم صبح بات کریں گے اس پر۔ انہوں نے اسے وہاں سے اٹھایا اور کمرے تک چھوڑ آئیں۔

جہاں آرا کا تعلق جس جگہ سے تھا وہاں مالی تنگی کے ساتھ ساتھ تعلیم و تربیت کا بھی فقدان تھا، پردے کا بھی کوئی خاص اہتمام نہ تھا، عورتیں گھر کے کام کاج نمٹانے کے بعد یا توٹی وی پر فلمیں ڈرامے دیکھتیں یا ایک دوسرے سے جھگڑے کرتیں۔۔

ان کے شوہر ایک معمولی ڈرائیور تھے اور پانچ بچے، ایک بیٹی اور چار بیٹے سہیل سب سے بڑے اس کے بعد اسلم اکرم اور پھر نغمہ، سب سے چھوٹے ارقم تھے

مالی تنگی تو بہت تھی اور جہاں آرا کے خواب بہت اونچے تھے، لیکن بیٹے اپنے ماحول کے مطابق ہی تھے، جہاں آرا لاکھ انہیں فیشن ایبل بنانا چاہتیں ان پر کوئی اثر نہ پڑتا،

لیکن نغمہ کو انہوں نے اپنی پسند کے مطابق پالا، اپنی پسند سے اسے فیشن کے مطابق
فٹنگ کے کپڑے پہنائیں، میک اپ کرنے کی آزادی تھی، نغمہ تھی بھی
خوبصورت اور سچ سنور کر اور پیاری لگتی۔

اسی دوران سہیل کی شادی ہو گئی۔ فرحت دلہن بن کر گھر آ گئی۔ اسے نندکایوں بن
سنور کر رہنا بالکل پسند نہیں آتا گھر کے کاموں کی ذمہ داری بھی پوری ان پر آ گئی،
نغمہ ہاتھ بٹانے کی بھی روادار نہ تھی، اور فرحت بھی اسی ماحول کی پروردہ تھیں جہاں
مصلحت کس چڑیا کو کہتے ہیں کسی کو پتہ نہ تھا اس لئے بجائے صبر و برداشت کے زرا
زرا اسی باتوں پر چیخ دھاڑ، لڑائی جھگڑے ہونے۔۔۔ جہاں آرا بیگم بھی بیٹی کے
سپورٹ میں اتر آتیں تو سہیل کے پاس بھی بولنے کی کوئی گنجائش نہ پختی، ویسے بھی
وہ خاموش رہنے میں ہی عافیت جانتے تھے۔

کیا سب سچ کہتے ہیں کہ تعلیم انسان کو شعور بخشتی ہے۔ وہ بیڈ پر لیٹی سوچ رہی تھی
کیا میں بھی پڑھ لکھ لوں گی تو لوگ مجھے میرے نام، میری تعلیم سے، میری
ڈگریوں سے پہچانیں گے۔ اس کی آنکھوں میں ایک دبی دبی سے امید تھی

عائشہ آنٹی کتنی اچھی ہیں امی بالکل آپکی کی طرح میں جس جگہ سے آئی ہوں وہاں تو عورتیں ایسی نہیں ہوتی ہیں، تو کیا آپ لوگوں کو تعلیم نے اتنا اچھا بنایا ہے؟ وہ حسرت سے برابر میں لیٹی عافیہ سے پوچھ رہی تھی۔

ہاں بیٹا تعلیم بھی ضروری ہوتی ہے، لیکن ایک عورت کو اعتماد اور باشعور بنانے میں اس کے شوہر کا ہاتھ ہوتا ہے ہمارے یہاں کے مرد اپنی بیوی اپنی بہن اور بیٹیوں کو عزت دیتے ہیں، انہیں پاؤں کی جوتی نہیں سمجھتے۔ انہوں نے فخریہ انداز میں کہا وہ خاموش رہی

کیا ہوا بیٹا کیا سوچ رہی؟ اسکی خاموشی پر وہ اس کا چہرہ تکتے ہوئے بولیں میں سوچ رہی ہوں اپنے گھر کی عورتوں کو اتنی عزت دینے کے بعد اتنا پر اعتماد بنانے کے بعد وہ کونسی چیز ہوتی ہے جو انہیں میری ماں جیسی عورتوں تک کھینچ لے آتی ہے، اور پھر ہمارے جیسے لوگوں کا وجود اس دنیا میں ناچاہتے ہوئے بھی آ جاتا ہے، اپنے گھر کی حسین و جمیل، پڑھی لکھی خواتین کو چھوڑ کر ایسی کیا چیز ہوتی ہے جس کی تلاش میں وہ ایسی جگہوں پر نکل پڑتے ہیں؟۔ اس کی آنکھوں میں گہرا طنز اور حیرت تھی، عافیہ ساکت رہ گئیں

ان سے کوئی جواب نہ بنا۔ اس کے الفاظ انہیں کاٹ رہے تھے وہ بھی خاموش یک ٹک چھت کو تکے جا رہی تھی

آج اس کا اکیڈمی میں پہلا دن تھا، عمر، احمر اور میرل کالج سے واپس آ کر سو رہے تھے، اکیڈمی میں اس کی کلاس کا ٹائم چار بجے ہے۔ وہ صبح سے ہی شام ہونے کا انتظار کر رہی تھی آخر کار وہ وقت آ ہی گیا۔

بلیک کلر کے سوٹ میں وہ گرے حجاب اپنے چہرے کے گرد لپیٹے بہت معصوم اور خوبصورت لگ رہی تھی، کھانے پینے پر دھیان اور توجہ نے اس کی رنگت میں موجود پیلاہٹ کو کافی کم کر دیا تھا۔

ماشاء اللہ۔ عافیہ نے محبت سے اس کا معصوم چہرہ دیکھا
چلیں امی! وہ بیگ شولڈر پر لٹکائے ان کے برابر میں کھڑی ہو گئی
وہ دونوں گھر سے نکل آئیں۔

عافیہ راستے بھر اسے نصیحتیں کرتی لگیں گویا وہ پہلے دن اسکول جانے والی چار سالہ چھوٹی بچی ہو۔

ان کی منزل آچکی تھی، وہ عافیہ کا ہاتھ پکڑے بڑے شوق سے ایک ایک چیز دیکھتی اندر آ گئی۔

اندر آتے ہی پہلا ٹکراؤ ادھم سے ہوا۔

السلام علیکم آنٹی۔ وہ ان کے پیچھے ہی آیا تھا، نظر پڑتے ہی فوراً سلام کیا

وعلیکم السلام بیٹا جیتے رہو، یہ عینا کو اس کی کلاس تک پہنچا دو آج پہلا دن ہے نا
- انہوں نے اسے دعا دے کر عینا کی طرف متوجہ کیا

جی آنٹی میں ہی لوں گا ان کی کلاس۔ اس نے ایک نظر اس پر ڈالتے ہوئے بتایا
یہ تو بہت اچھی بات ہے، بیٹا تب تم ایسا کرنا کہ اسے واپسی پر اپنے ساتھ ہی لے آنا
ہمارا گھر راستے میں ہی پڑتا ہے نا وہاں ڈراپ کر دینا اسے، اصل میں عینا کو عادت
نہیں ہے نا کیلے آنے جانے کی۔ انہوں نے ریکویسٹ کی

وہ ان کی بات سن کر تھوڑا پریشان ہو گیا۔

کیا ہوا بیٹا کوئی پرالہم ہے؟ انہوں نے اسے خاموش دیکھ کر پوچھا
وہ ایکچوئیلی آنٹی میں آج بائیک سے آیا ہوں اور کوئی لڑکی بائیک پر کسی لڑکے کے
ساتھ ہو تو لوگ ایک نظر میں اس کے بارے میں غلط رائے قائم کر لیتے ہیں، میں
آج نہیں لے جا سکتا، کل سے ان شاء اللہ پک اینڈ ڈراپ دونوں کر دوں گا کیونکہ
کل سے رشنا بھی جوائن کر رہی ہے تو میں پاپا کی کار لے آؤں گا پھر کوئی مسئلہ نہیں
ہے۔ وہ بہت سنجیدگی سے بتا رہا تھا

عینا نے چونک کر اسے دیکھا، اتنا محتاط رویہ اور ایسا مرد جسے باہر کی لڑکی کی
ریپوٹیشن کی اتنی فکر۔ وہ یک ٹک اسے دیکھنے لگی

بہت اچھا بیٹے اللہ تمہارے کردار کی مضبوطی ایسے ہی قائم رکھے۔ عافیہ کے دل سے
دعا نکلی

او کے آنٹی اللہ حافظ۔ انہیں اللہ حافظ کرتا وہ عینا کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کرتا ہوا
آگے بڑھ گیا۔

مجھے امید ہے عینا تم بہت جلد اس گھر میں اپنا مقام بنا لو گی۔ ان دونوں کو ساتھ دیکھ
کر ان کے دل نے کہا

فارہ! عائشہ نے اسے چپ چاپ سیڑھیوں پر بیٹھا دیکھا تو اس کے برابر آکر بیٹھ
گئیں۔

وہ کچھ نہیں بولی بس چپ چاپ سامنے کھلے پھولوں کو دیکھتی رہی
بیٹارات والی بات پر کچھ ڈسکس کر لیں۔ انہوں نے محبت سے اس کا ہاتھ تھام کر

پوچھا

جی ماما! آپ اسے ڈانٹیں ناں، اس نے اتنی بد تمیزی کی میرے ساتھ مجھے ہلاک
بھی کر دیا، مجھے لگا وہ مجھ سے معافی مانگے گا مجھے منائے گا۔ وہ زار و قطار روئے جا رہی
تھی

بیٹا! اس نے کچھ غلط نہیں کیا ہے، غلط تو تب ہوتا جب وہ آپ کے جذبات کی حوصلہ افزائی کرتا، ان کے جواب اس سے زیادہ لگاؤ سے دیتا، ہمارے مذہب نے کزنز سے پردہ کا حکم دیا ہے، لیکن ہماری لائف اسٹائل کچھ اس طرح سے ہو گئی ہے کہ ہم پردہ نہیں کر پاتے ہیں۔ لیکن کچھ حدود ہیں جو ہمیں طے کرنی ہیں۔ وہ ابھی بھی اس کا ہاتھ تھامے تھیں اور سمجھا رہی تھیں

وہ بس انہیں دیکھتے ہوئے خاموشی سے سن رہی تھی۔

بیٹا تم غلط نہیں ہو تمہاری عمر ہی وہی ہے تمہاری جگہ رشنا بھی ہو سکتی ہے میں اسے بھی ایسے ہی سمجھاتی۔

بیٹرات کا وقت تنہائی کا ہوتا ہے اس وقت شیطان ارد گرد گھومتے رہتے ہیں، ایسے وقت میں تم ایک نوجوان لڑکے سے اگر کوئی بھی لگاؤ والی بات کرو گی اس کا بھی دل کرے گا، بیٹا میرے بیٹے نے تمہیں بلاک کیا مجھے خوشی ہوئی لیکن اس سے زیادہ خوشی تب ہوتی اگر تم اسے کرتی، اپنی نسوانیت کے وقار کو اونچا کرتی۔۔۔

فارسیہ کو گویا سانپ سو نگھ گیا وہ ساکت بت بنی ان کا ایک ایک لفظ اپنے اندر اتار رہی تھی

بیٹرات تم نے بہت بڑی غلطی کی، بہت بڑی غلطی۔ ان کے لہجے میں افسوس تھا کیا مامی۔ وہ سہمی ہوئی انہیں تک رہی تھی

بیٹا تم اتنی رات گئے ایک غیر مرد کے کمرے میں گئی کیوں؟
تنہائی میں شیطان غالب آ جاتا اور وہ اگر خدا نخواستہ کوئی انہونی ہو جاتی تو تم کیا جواب
دیتی کسی کو کہ آدھی رات تم کیوں گئی تھی اس کے کمرے میں؟ وہ اس سے نظریں
ملائے پوچھ رہی تھیں

اس نے شر مندہ ہو کر نگاہیں جھکا لیں۔

بیٹا وہ مرد ہے اس کے گناہ کچھ دن میں ہی دھل جائیں گے، لیکن تم لڑکی ہو
تمہارے تو ماں باپ بھی زندگی بھر نہیں بھول پائیں گے۔ وہ دھیمے دھیمے لہجے میں
اسے بہت کچھ سمجھا گئیں

مامی عورت کے گناہ معاف کیوں نہیں کئے جاتے؟۔۔۔۔۔ وہ ان کی باتوں میں ڈوبی
سوال کر رہی تھی

بیٹا گناہ تو دونوں کے برابر ہیں سزا تو دونوں کو ملے گی، مگر بنت حوا کے پاس ابن آدم
کو بہکانے کے تمام حربے موجود ہیں جو ابن آدم کو جنت سے بھی نکلوا سکتے ہیں
، اسلئے عورت کا کردار زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔ وہ مسکرا کر بولیں
وہ صرف سر ہلا کر رہ گئی۔

بیٹا کسی کو پسند کرنا کوئی غلط بات نہیں ہے اگر تمہیں ادھم پسند ہے تو جب شادی کا
وقت آئے گا میں اس کے آگے تمہارا نام ضرور رکھوں گی اور اگر وہ راضی ہو تو مجھے

کوئی اعتراض نہیں ہوگا، بس میری ایک گزارش ہے اس سے پہلے ایسا کچھ نا کرنا جس سے تم اپنا وقار کم کر دو، مردوں کا سوچ اور دل عورت کے معاملے میں بہت چھوٹے ہوتے ہیں اگر تھوڑی سی بھی آنچ آئے تو وہ زندگی بھر نہیں بھولتے۔ وہ بہت خلوص سے سمجھا رہی تھیں

فارہ شرمندگی میں ڈوبی ان کے سینے سے لگ کر سسک پڑی۔
نہیں بیٹا رونا نہیں، غلطیاں سب سے ہوتی ہیں ہم بڑوں کا کام یہی ہے نا ان کی اصلاح کرنا سمجھانا۔ وہ اسے دھیرے دھیرے تھکنے لگیں۔

خیر تو ہے؟؟۔۔ مریم نے حیرت سے میک اپ کرتی ہوئی ارم کو دیکھا
ہممم خیر ہی تو نہیں۔ وہ بلش لگاتے ہوئے بلش کر گئی
ذکی سے ملنے جاؤ گی، اکیڈمی کے وقت؟ اس نے لپ اسٹک کاشیڈچیک کرتے ہوئے پوچھا

ہاں میری بہن بس تو خیال رکھنا کسی کو پتہ نا چلے تو واپسی پر تمہارے لئے کوئی چیز لاؤں گی۔ اس نے وہی شیڈ اس کے ہاتھوں سے لے لیا اور نفاست سے اپنے ہونٹوں پر لگانے لگی۔

اچھا ٹھیک ہے یار، تمہارے ہی تو مزے ہیں گھومنے پھرنے جاتی رہتی ہوں نئے
گفٹ ملتے رہتے ہیں ایک میں ہوں جو پسند ہے اسے بتا بھی نہیں پائی۔ وہ مایوسی سے

بولی

تو بیٹا تمہیں پسند بھی کون ہے ایک اکیڈمی میں پارٹ ٹائم جاب کرنے والا، اس کی
نجانے کونسی مجبوری ہوگی جو وہ پارٹ ٹائم جاب کر رہا وہ کیا تمہیں گھمائے گا یا
گفٹس دے گا۔ ارم نخوت سے ہنسی

اس کی جاب یا پیسے کا کیا کرنا یا وہ خود اتنا قیمتی ہے۔ اس نے آنکھیں بند کر کے کہا

اس کی آنکھوں کے سامنے ادھم کا وجیہہ سراپا آگیا

تو بھی تم بول دو نا اسے خود کسی دن۔ وہ اس نے اپنے میک اپ کا فائنل ٹچ دیتے

ہوئے مشورہ دیا

ہممم یار لیکن سوچتی ہوں شاید یکطرفہ ہی ٹھیک ہے، کیونکہ اگر اس نے انکار کر دیا تو

یہ سن کر میں سہ نہیں پاؤں گی۔۔۔

پاگل ہو لڑکے بھی کہیں منع کرتے ہیں۔ اس نے اس کی کم علمی پر افسوس کیا

تم خوبصورت ہو یا تمہیں وہ کیسے منع کرے گا۔ اس نے شرارتی انداز میں کہا

وہ بھی ایک امید کے ساتھ مسکرا دی۔۔۔

آپ کو سمجھ میں آیا۔ اس نے کلاس ختم کرنے کے بعد اس سے سوال کیا
نہیں۔ وہ بے چارگی سے بولی

کوئی بات نہیں آپ گھر جا کر پریکٹس کیجئے، جو نا سمجھ میں آئے وہ احمر سے بھی پوچھ
سکتی ہیں، پھر ریگولر کلاس بھی کیجیے ان شاء اللہ بہت جلدی سمجھ میں آجائے گا۔
کلاس ختم ہو چکی تھی سارے اسٹوڈنٹ دھیرے دھیرے جانے لگے تھے وہ اس کی
ٹیبیل کے آگے آ کر کھڑا ہو گیا۔

نہیں اصل میں وہ مجھے اسکول میں بھی جلدی کچھ سمجھ میں نہیں آتا تھا۔ وہ بڑی
معصومیت سے سر جھکائے اسے اطلاع دے رہی تھی
دماغ میں ایک ساتھ بہت ساری چیزیں نہیں رہ سکتی ناں یا تو ہم اپنی پیدائش پر
سوگ مناسکتے ہیں اپنے ماں باپ کو کوس سکتے ہیں یا پڑھائی پر دھیان دے سکتے ہیں،
ان میں آپ کو طے کرنا ہے کہ کونسی چیز آپ کو فائدہ دے رہی ہے اسی پر فوکس
کریں۔ وہ اس کے جھکے ہوئے سر کو دیکھتا ہوا بولا

جی۔ اس کے منہ سے بس اتنا نکلا

چلیں اب گھر پہ کسی کو فون کریں وہ آ کر آپ کو لے جائے چھٹی ہو گئی ہے۔ اس نے
ٹائم دیکھتے ہوئے کہا

عینا نے عافیہ کو کال کیا تو انہوں نے کہا کہ وہ تھوڑی دیر میں احمر کو بھیجیں گی۔ وہ
چپ چاپ ادھم کے پیچھے چلتی سیڑھیاں اترتی نیچے چلی آئی
جب تک احمر آ نہیں گیا وہ نیچے بیٹھا رہا تا کہ عینا کیلے پن سے گھبرانا جائیں۔
گذشتہ دو ہفتے عینا کی زندگی کے بہترین دن تھے جہاں اسے چاروں طرف سے
محبت اور توجہ نصیب ہو رہی تھی۔

وہ اکیڈمی کے باہر کھڑی ارم کا انتظار کر رہی تھی، تبھی ادھم وہاں اپنی بانیک لینے آیا

مریم کا دل دھڑکنے لگا۔

کیا ہے اگر یہ مجھ سے خود بات کر لے۔ اس نے بے نیازی سے اسے بانیک کی
طرف جاتے دیکھ کر سوچا

کیا مجھے خود ہی بات کرنی چاہیے۔

جاؤ مریم جلدی ورنہ وہ چلا جائے گا اس سے اچھا موقع پھر نہیں ملنا۔ اس نے خود کو

سمجھایا

ایکسیوز می سر! وہ تیزی سے چلتی اس کے قریب آگئی

جی۔ وہ ٹھٹھک کر پلٹا

میں مریم سہیل ہوں سر یہیں اکیڈمی میں آتی ہوں۔ اس نے تعارف کروایا
جی۔ وہ نا سمجھی سے اسے تنکنے لگا، چہرہ کچھ جانا پہچانا سا لگا، اسے یاد آیا کہ یہ وہی
دونوں لڑکیوں میں سے ایک ہے جو اس دن عینا اور اس کی ماں کے بارے میں کافی
حقارت سے باتیں کر رہی تھیں۔

افف یہ تو دیکھے ہی جا رہا ہے جیسے میرے حسن نے اسے اپنے سحر میں جکڑ لیا ہو۔
مریم کا دل خوشی سے بھر گیا

وہ سر میرے فون کی بیٹری ڈیڈ ہو گئی ہے مجھے اپنی بہن کو فون کرنا ہے۔ اس نے
بمشکل خوشی کنٹرول کر کے خود پر مسکینیت طاری کی
اوہ اوکے یہ لیجئے۔ اس نے فون اس کی طرف بڑھایا

اس نے تھوڑی دور جا کر اپنے فون پر ایک مس بیل دیا اور اس کے پاس آگئی،
سر وہ فون نہیں اٹھا رہی ہے شاید آتی ہی ہوگی، میں ویٹ کر لیتی ہوں۔ اس نے
فون اس کی طرف بڑھایا

جی مناسب ہو گا کہ آپ اکیڈمی کے کاریڈور میں ویٹ کریں یہ جگہ ٹھیک نہیں۔ وہ
سنجیدگی سے کہتا فون لے بائیک اسٹارٹ کرتا آگے بڑھ گیا

افف اسے میری کتنی فکر ہے چاہتا ہی نہیں ہے کہ میں ایسی کسی جگہ کھڑی رہوں
جہاں ہر کسی کی نظر پڑے۔ وہ اپنی طرف سے اندازے لگاتی خوش ہو رہی تھی

رات میں اس نے دو چار باتیں خود سے جوڑ کر ارم کو آج والا واقعہ بتایا۔
اگر اس نے اپنے ڈائل نمبر سے تمہیں کوئی کانٹیکٹ کیا تو واقعی وہ تم میں انٹر سٹڈ

ہوگا۔ ارم نے قیاس لگایا

میں دعا کروں گی کہ کرے۔ وہ آنکھیں میچ کر بولی

ارم اسکے پاگل پن پر ہنستی رہی۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں ادھم یہ مریم کا نمبر ہے؟۔۔۔

رات کو جب وہ بستر پر آئی تو ایک میسج موصول ہوا جسے پڑھ کر اسے واقعی اپنی
آنکھوں پر یقین نہیں ہوا۔۔۔

شاید وہ اس کے دل کی حالت جانتا تھا اس لئے تو اسے یقین تھا یہ بہن کا نہیں اسی کا
نمبر ہے۔۔۔

فون پر اچانک نمودار ہونے والا یہ میسج بالکل غیر متوقع تھا۔

وعلیکم السلام جی میں مریم ہی ہوں۔ اس نے کانپتے ہاتھوں سے فوراً میسج کا رپلائے

کیا مبادا ان چند سیکنڈز کے دورانے میں وہ آفلائن نا ہو جائے۔

خیریت! اس کا اگلا میسج موصول ہوا

جی الحمد للہ میں ٹھیک ہوں آپ بتائیں آپ نے کیسے یاد کرنے کی زحمت کی؟۔ اس نے اس کے پیٹ میں تتلیاں بے قابو ہو رہی تھیں

جی وہ کچھ بات کرنی تھی آپ سے اگر آپ فری ہوں تو۔۔ اس نے مدعا بیان کیا اگر بہت ضروری بات ہو تو کال کر لیں مجھے نہیں لگتا کہ کوئی بھی اہم بات اس طرح ٹیکسٹ میں کرنی چاہیے۔ وہ دھیرے دھیرے اسے کال پر لانا چاہ رہی تھی جی۔ اس وقت رات ہو چکی ہے کیا آپ کو کال کرنا مناسب ہو گا۔۔۔؟؟؟ اس نے

محتاج ہو کر پوچھا

جی جی، آپ مجھے کسی وقت بھی کال کر سکتے ہیں۔ اس نے بے تابی سے کہا کسی طور بھی موقع کھونا نہیں چاہتی تھی

وہی بنت حوا کی خود سپردگی کا آغاز، اپنی عزت نفس کو کچلنے کا پہلا قدم، اپنے وقار کو پہلی ٹھیس۔۔

کالنگ کی رنگ ہوتے ہی اس کا دل بری طرح دھڑکنے لگا۔

اپنی دھڑکنوں کو سنبھالتے ہوئے اس نے فون اٹھالیا

السلام علیکم۔ اس کی بھاری آواز سنتے ہی اس کا دل پگھلنے لگا

وعلیکم السلام۔ اس نے تھوک نگلتے ہوئے جواب دیا

بہت معذرت آپ کو اس وقت زحمت دی۔ اس کا لہجہ بہت محتاط، مہذب اور

شائستہ تھا

جی بولیں۔ وہ تولٹ گئی تباہ ہو گئی برباد ہو گئی۔ اس نے کہاں دیکھے تھے ایسے لڑکے، وہ تو ان کو جانتی تھی جو چیپ فارورڈ میسجز سے اظہار کرتے، دل چیرنے والی تک بندیاں بھیجتے، فلمی گانوں پر اسٹوری مینشن کرتے یا فضول نبائی والی ریلز بھیجتے تھے۔

مجھے عینز کے بارے میں کچھ بات کرنی تھی۔ اس کے اگلے جملے نے اسکے سر پر بم پھوڑ دیا۔

عینز کے بارے میں بات؟ جی بولیں کیا بات کرنی ہے۔۔۔ اس نے اپنے غصے کو دباتے ہوئے پوچھا

جی وہ اس دن جب ان کا بریک ڈاؤن ہوا تھا آپ لوگ ان کی مدر کے بارے میں بھی کچھ بول رہی تھیں؟۔ اس نے پوچھا

جی ان کی مدر بد قسمتی سے ہماری پھوپھو تھیں۔ اس نے سنجیدگی سے بتایا

جی اصل میں عینا ہماری ایک فیملی فرینڈ کے گھر پہ ہیں ہماری مشترکہ ذمہ داری ہیں آخر ایسا کیا ہوا ہے جو وہ اپنے والد کے نام پر اتنا آپے سے باہر ہو گئیں۔ وہ بڑے

احتیاط سے چن چن کر الفاظ استعمال کر رہا تھا

آپ کے ایک فادر ہیں میرے بھی ایک ہیں، عام طور سے سب کے ایک ہی ہوتے ہیں۔ لیکن عینا کی مدر کا جو کیریکٹر تھا اس حساب سے اس بیچاری کو پتہ ہی نہیں کہ اس کا باپ کون ہے۔ وہ بہت بیزاری سے بتا رہی تھی اس کا اشتیاق ختم ہو چکا تھا، ادھم نے کال اس سے بات کرنے کے لئے نہیں بلکہ عینا کی معلومات کے لئے کیا

تھا

پھر ایذا نکل سے ان کا کیا رشتہ ہے، وہ کیوں عینا کو اپنے ساتھ لے آئے۔ وہ اسے

کشمکش میں کئی دنوں سے تھا لیکن کسی سے شیرنا کر سکا

وہ شاید اس کی ماں کے پرانے کسٹم تھے۔ مریم نے اپنے طور پر ایک سادہ سا جملہ کہا

لیکن وہ ادھم کی سماعتوں کو جھنجھوڑ گیا!!

بہت شکریہ آپ نے اپنا وقت دیانی امان اللہ کچھ دیر بعد اس نے اٹکتے ہوئے جملہ ادا

کیا مریم نے بنا کچھ کہے فون کاٹ دیا اسے اپنی بے عزتی محسوس ہو رہی تھی، کہیں نا

کہیں وہ بہت ہرٹ ہوئی تھی۔۔۔

دن گذرتے جارہے تھے وہ پابندی سے کلاسز لے رہی تھی، پڑھائی میں دل لگنے

کے بعد اسے سمجھ بھی آنے لگا تھا، گھر میں پڑھائی کے متعلق اس کی احمر سے دوستی

بھی ہو چکی تھی، زندگی ایک نارمل روٹین پر آگئی تھی، اسے اپنے ماضی کی ناتو یاد آتی
ناہی کوئی اس سے ذکر کرتا تھا۔ شاید اس نے سمجھوتا کر لیا تھا

ادھم سر نے کلاس میں سمجھایا تھا بہت اچھے سے اور مجھے سمجھ میں بھی آگیا تھا آپ
زیادہ قابل مت بنیں۔ وہ لاؤنج میں بیٹھی پڑھ رہی تھی تبھی احمر آکر زبردستی اسکی
مدد کرنے کے بہانے تنگ کرنے لگا

ادھم سر۔ وہ ہنسا، اب ادھم کو بھی سر کہا جائے گا۔۔۔۔۔
عمر سے کیا ہوتا ہے، ہیں تو وہ میرے سر ہی۔ اس نے تنگ کر کہا
ہاھاھاھا، ایسے تو کوئی بھی سر بن سکتا ہے۔ وہ جان بوجھ کر اسے چڑا رہا تھا جبکہ ایک
سال جو نسیر ہونے کی وجہ سے وہ خود اکثر ادھم کی ہیلپ لے لیتا ہے۔۔۔

امی! وہ تنگ آکر چیخی

مت کرو احمر پڑھنے دوا سے۔ عافیہ نے اسے ڈپٹا

کیوں؟؟، نہیں پڑھے گی تو کیا کل ادھم سر اسے مر غا بنائیں گے۔ اس نے پھر مزاق

اڑایا

میری ہی غلطی ہے جو میں نے گھر میں آپکی موجودگی کے باوجود پڑھنے لکھنے جیسا غیر
معقول کام شروع کر دیا۔ وہ غصے سے اپنی کتاب کا پی سمیٹتی اٹھ کر کمرے میں چلی
گئی۔ وہ ہنستا ہوا سوری سوری کرتا رہ گیا

امی عینا کی شخصیت کو پر اعتماد بنا دینا یہ آپ کی سب سے بڑی اچیومنٹ ہے۔ وہ بچن
میں ان کے پاس آگیا

اللہ کا شکر ہے بیٹا ورنہ بچی کو ایسی حالت میں دیکھ دیکھ کر ہمارا دل کڑھتا تھا۔ وہ کچھ
مہینوں پہلے والی عینا کو یاد کرتے ہوئے بولیں

ابھی تو سب سے بڑا کام باقی ہے اس کو اس کا شرعی، قانونی حق دینے کا۔ انہوں نے
سوچتے ہوئے کہا

ہو جائے گا ان شاء اللہ وہ بھی۔ اس نے پر یقین ہو کر کہا
اتنا آسان نہیں ہے بیٹا اگر وہ انسان زندہ ہوتا تو اس کا گریبان پکڑ کر پوچھتے، اس سے
عینا کا حق دلواتے لیکن اس طرح تو بہت کچھ سوچنا پڑ رہا ہے۔ انہوں نے ٹھنڈی
سانس بھری۔

وہ اپنے کمرے میں لیٹا عینا کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ نجانے کب سے اس کی
شخصیت میں اتنی دلچسپی ہونے لگی۔ اس کا بیک گراؤنڈ مریم کے ذریعے پتہ چلنے کے
باوجود بھی اس کی عزت اس کے دل سے کم نہیں ہوئی۔ الٹا وہ اس کے لئے الگ
جذبات محسوس کرنے لگا۔۔۔

کالج یونیورسٹی میں بہت سی لڑکیوں نے اس سے بہانے سے دوستی اور اس سے آگے بڑھ کر رشتہ رکھنے کی کوشش کی لیکن وہ ہمیشہ بچا رہا۔ فاریہ نے بھی اس طرح کے جذبات کا اظہار تک کر دیا، اب تو وہ اس سے نارمل ہائے ہیلو سے آگے تک بات نہیں کرتی تھی لیکن جب وہ اس سے فری تھی تب بھی اس نے کبھی اس کے بارے میں اس طرح سے نہیں سوچا نہ ہی اس کو اس طرح خیالوں میں رکھ کر دیر تک خود سے ہی اس بارے میں باتیں کی۔

کیا وہ بھی میرے بارے میں ایسا سوچتی ہوگی۔۔۔؟ اس نے عینا کے جذبات کے بارے میں سوچا

میں نے غور کیا ہے اکثر پڑھاتے وقت نظریں ملنے پر وہ سرخ ہو جاتی ہے، جلدی سے نگاہیں پھیر لیتی ہے۔۔ کیا یہ وہی سائن ہے کہ وہ مجھ سے محبت کرتی ہے۔۔۔ اس کی نظروں کے سامنے کلاس کے کچھ گزرے ہوئے لمحے فلم کی طرح چلنے لگے

--

کیا مجھے امی سے بات کرنی چاہیے اس بارے میں، یا پڑھائی مکمل کر کے جاب کے بعد؟۔۔ اس نے سوچا

نہیں اس سے پہلے مجھے عینا سے ایک بار کنفرم کرنا ہو گا کہ کیا وہ بھی میرے بارے میں ایسا سوچتی ہے تو میں گھر پر بات کروں۔۔ اس نے آگے کی پلاننگ کی

کیا عینا کو اپنی فیملی اور فادر کا پتہ لگانے میں وقت ضائع کرنا چاہیے یا اپنے مستقبل کو بہتر بنانے کو شش کرنی چاہیے۔ انہیں سب گہری کشمکش میں وہ نجانے کب نیند کی وادیوں میں کھو گیا۔

تم لوگ سو تو نہیں گئیں؟۔ عینا، میرل کے بالوں میں تیل لگا کر مساج کر رہی تھی جب عافیہ نے کمرے میں آکر پوچھا

نہیں امی، تیل لگا رہے تھے۔۔ عینا نے جواب دیا، یہ ان دونوں کا ہفتے میں دو دن کا معمول تھا جس دن شیمپو کرنا ہورات میں ایک دوسرے کو تیل لگایا کرتی تھیں۔۔ تم لوگوں کی ثانیہ خالہ کل آرہی ہیں۔ انہوں نے بتایا خوشی ان کے چہرے سے پھوٹ رہی تھی۔ ان کی چھوٹی بہن سے دوسرے شہر میں رہنے کی وجہ بہت کم ملاقات ہو پاتی تھی۔ وہ ایک ہفتے کے لئے رہنے کو آرہی تھیں۔

یس، میری فیورٹ خالہ آرہی ہیں۔ میرل خوشی سے چیختی۔

ثانیہ خالہ اپنے آزاد مزاج کی وجہ سے بچوں کی فیورٹ تھیں بغیر کسی لگی لپٹی کے منہ پر کہہ دینے والی۔۔۔

میرل بے حد خوش تھی، عینا کو بھی خوشی تھی کہ گھر میں کوئی مہمان رہنے کے لئے آرہا ہے لیکن کہیں نا کہیں نئے لوگوں سے ملنے کی جھجک اب بھی تھی۔۔

جلدی سو جاؤ تم لوگ، صبح سویرے اٹھنا ہے تمہارے پا پا اور احمر انہیں لینے جائیں
گے اور ہمیں گھر میں بہت کام ہو گا۔ انہوں نے تاکید کی
جی امی! وہ دونوں اپنے بال سمیٹ کر بستر پر آ گئیں۔۔۔

انعم کی پریگنسی کے آخری ایام چل رہے تھے۔ لیکن اس سے زیادہ پیچین راتیں
کامران کی گذر رہی تھیں۔ ایک عجیب سی پیچینی اس کے رگوں میں سرایت کر گئی
تھی۔

ابھی بھی گھر کے سب لوگ سو رہے تھے اور وہ کھڑکی کے پاس بیٹھا سگریٹ
پھونکے جا رہا تھا۔۔

انعم کی طبیعت کے چڑچڑے پن میں، سہیل صاحب نے اسے اپنے گھر آنے جانے
کی پہلے کی طرح آزادی تو دے دی تھی لیکن ارم اور مریم کو اجازت نہیں تھی کہ وہ
سلام سے آگے اس سے بات کریں یا بلا ضرورت سامنے آئیں۔ یہ سب اسے اپنی
بے عزتی محسوس ہوتی۔۔

آج بھی انعم کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی اس لئے وہ رات میں یہیں رک گیا۔

وہ اپنی ہی سوچوں میں گم تھا کہ انعم کے کراہنے کی آواز آئی، جب تک وہ اس کے قریب پہونچا وہ درد کی شدت سے تڑپنے لگی۔ اس کے ہاتھ پاؤں پھول گئے وہ دوڑ کر راحت بیگم کو بلا لیا۔ انہوں نے فوراً گاڑی نکالنے کو کہا اور ایک بیگ میں ضروری سامان رکھ کر وہ آنا فانا آدھی رات کو ڈاکٹر کے یہاں نکل پڑے۔۔۔

ہاسپٹل پہونچتے ہی انہوں نے انعم کو ایڈمٹ کر لیا۔ صبح ہونے قریب فجر کے وقت خدا نے انہیں اپنی رحمت سے نوازا دیا۔۔۔ مبارک ہو بیٹی ہوئی۔ نرس نے ایک نرم و نازک وجود کو راحت بیگم کی گود میں ڈالا وہ خوشی سے بے قابو ہو گئیں۔۔۔ ادھر کامران کو اپنی سماعتیں مفلوج ہوتی محسوس ہونے لگیں اس کا دل چاہا وہ کانوں کو ہاتھ لگا لے۔

مبارک ہو بیٹا دیکھو کتنی پیاری ہے۔ انہوں نے اسے کمبل میں اچھے سے لپیٹ کر اس کی طرف بڑھایا۔ نہیں۔۔۔۔ وہ چیخا

اسے اپنے ہاتھ میں گندے، بوسیدہ پردے میں لپٹا وجود نظر آیا۔ اس کے ہاتھوں پیروں سے جان نکلنے لگی۔۔۔

گھر میں صبح سے ہی ہلچل تھی۔ عافیہ نے ان دونوں کو فجر کے بعد سونے نہیں دیا۔
ایاز صاحب اور احمر سات بجے اسٹیشن کے لیے نکل گئے۔ جبکہ عمرز بردستی اٹھائے
جانے پر بیزاری سے صوفے پر بیٹھا اونگھ رہا تھا۔

اس کو اٹھانے کی کیا ضرورت تھی امی، اسکا کیا کام یہاں، نا اسے گھر کا کوئی کام کرنا
ہے نا ہی مارکیٹ جا کر کچھ لاسکتا ہے۔ میرل نے اسے کینہ تو ز نظروں سے دیکھا وہ
کب سے جلیبیاں لانے کے لئے بھیج رہی تھی مگر کام چوری تو عمر پر تمام تھی
عمر کے حواسوں پر نیند سوار تھی جو وہ اس کے منہ لگ کر قطعی خراب نہیں کرنا چاہتا
تھا اس لئے اونگھتے اونگھتے صوفے پر لیٹ گیا۔

یہ دیکھیں سو رہا ہے۔ اٹھو، جاؤ تم کمرے میں سوؤ۔ امی نے بھی بہن کے آنے کی
خوشی میں بے قابو ہو کر اسے بھی اٹھا۔ عینا صوفے کا کور بدلنے آئی تو اسے سوتا دیکھ
کر جھنجھوڑا

کیا ہے یار! سنڈے کے دن بھی سکون کی سانس نہیں لے سکتا بندہ۔ وہ چڑ کر چیخا
چلو کمرے میں سانس لو۔ وہ اسے سہارا دے کر کمرے میں لے آئی
میں نے اٹھا دیا اس لئے کہ بعد میں شکوہ نا کرے خالہ کے آنے پر اٹھایا نہیں کسی نے
۔ عافیہ سادگی سے بولیں

لوجی امی جی جیسے کی آپکو پتہ نہیں، آپ اسے عید کے دن بھی نا اٹھائیں تو شکایت نا
کرے۔ میرل اس کی رگ رگ سے واقف تھی
شاید وہ لوگ آگئے۔ عینا تیزی سے بولتی گندے کور اور پردے اندر کی طرف لے
کر بھاگی

جاؤ تم عمر کی کمیاں بعد میں بیان کر لینا دروازہ کھول دو۔ انہوں نے تیزی سے ہاتھ
چلاتے ہوئے، میرل کو دروازے کی طرف دھکا دیا
کیا برائیاں ناکروں اگر جگا ہوتا تو کم از کم دروازہ ہی کھول دیتا۔ وہ جاتے جاتے بھی
بولنا نا بھولی

تھوڑی دیر بعد وہ ہنستی مسکراتی ثانیہ اور ان کے بچوں کے ساتھ اندر آگئی
السلام علیکم۔ عافیہ خوش ہو کر بہن کے گلے لگ گئیں
وعلیکم السلام، باجی اتنی سردی لگ رہی ہے کیا بتاؤں۔ وہ کانپ رہی تھیں
ہاں خالہ بہت زیادہ سردی لگی۔ ان کی دونوں سیٹیاں بھی ناک سرخ کئے کھڑی
تھیں

باجی پلیز میں کمرے میں جا رہی آپکے، ناشتہ وہیں لے آنا بہت سردی ہے باہر۔ وہ
بے تکلفی سے بولیں، ان کا مزاج ہی ایسا تھا بے تکلف، آزاد اور چنچل

ہاں ہاں، جاؤ بچوں تم لوگ بھی۔ وہ پاس کھڑی بچیوں کو پیار کر کے بولیں جتنے
رخسار سردی کی وجہ سے سرخ ہو رہے تھے۔ ثانیہ کی شادی کو نو سال ہو گئے تھے
خدا نے دو بچیوں سے نوازا تھا جن کی عمر بالترتیب چھ اور سات سال تھی،
میرل اپنے خالو کو ڈرائنگ روم میں بٹھا کر آگئی
چلو میں بھی روم میں جا رہی ہوں، تم دونوں ڈرائنگ روم میں ناشتہ دے کر فوراً
کمرے میں بھی لے آؤ بچے بھی بھوکے ہوں گے۔

جی امی!

ناشتہ بن چکا تھا، عینانے ٹرائی میں رکھ کر احمر کے ذریعہ ڈرائنگ روم میں بھجوا دیا
اور اب وہ دونوں جلدی جلدی خالہ اور بچوں کے لئے ناشتہ نکالنے لگیں۔

امی یہ کتنی پیاری ہے۔ انعم گھر آگئی تھی سب اس کے گرد گھیرا ڈالے بیٹھے تھے۔ مریم
بچی کو گود میں لئے بیٹھی تھی

ہاں ماشاء اللہ، مجھے تو یقین ہی نہیں آ رہا تھا کہ میری بچی کو اتنی بڑی خوشی نصیب
ہوئی ہے۔ فرحت بیگم نثار ہوئی جا رہی تھیں

امی ہم نام رکھیں گے اس کا۔ مریم کا تو دل ہی نہیں چاہ رہا تھا کہ وہ اسے گود سے

اتارے

ارم کا فون بجنے لگا وہ جلدی سے فون اٹھا کر باہر نکل گئی۔
امی ارم کو میری بیٹی کی کوئی خوشی ہی نہیں ہوئی دیکھیں کب سے فون میں گھسی تھی
، اور ابھی بھی کال سننے باہر چلی گئی، یہ نہیں کہ بہن نے اتنے عرصے بعد خوشی
دیکھی ہے اس میں میں بھی شریک ہو جاؤں۔ انعم نے حسب عادت شکایت کا
موضوع ڈھونڈ لیا

ارے نہیں بیٹا، کوئی کام ہو گا پڑھائی لکھائی سے متعلق۔ فرحت بیگم نے جلدی سے
صفائی دی

نہیں امی، کوئی نا کوئی چکر ہے مریم بھی تو اسی کی کلاس میں پڑھتی ہے، وہ تو نہیں گھسی
رہتی فون میں۔ انعم اپنی بات پر اڑی رہی

ارے آپی دفع کرو اس کو، ہم نام سوچتے ہیں گریا کا کوئی۔ مریم نے جلدی سے اس
کی توجہ اپنی طرف کی مبادا وہ بال کی کھال نکالتے ہوئے معاملے کی تہہ تک ناپہونچ
جائے۔

نام کا اثر شخصیت پر ہوتا ہے، کچھ اچھا سا سوچ کر رکھنا۔ فرحت بیگم نے بھی سکون کا
سانس لے کر بات آگے بڑھائی، اس وقت وہ بالکل نہیں چاہ رہی تھیں کہ انعم کا موڈ
خراب ہو

بالکل ویسے ہی جیسے آپ کا احساس گھر میں گھستے ہی فرحت بخشتا ہے۔ سہیل صاحب

جو کمرے میں آرہے تھے ان کی بات سنتے ہی طنز کرنا بھولے

کہنا کیا چاہتے ہیں آپ؟ وہ فوراً ہی نام کا اثر زائل ہو گیا اور غصے سے تلملا اٹھیں

کچھ نہیں باہر جا رہا ہوں، بچی کے سامان کا انعم نے کب کا بولا تھا مگر میں ایک

ضروری فون سننے لگا تھا، کچھ اور چاہیے تھے میسیج کر دینا۔ وہ جلدی سے کہہ کر باہر

نکل آئے ورنہ وہ جنگ چھیڑ دیتیں

چھوڑیں امی، ابو کی تو عادت ہے، یہ دیکھیں میں نے ایک نام پسند کیا ہے، یہ اتنے

سالوں بعد آئی ہے باجی کی زندگی میں اس لئے یہ خدا کا دیا ہوا "ہدیہ" ہے آج سے

ہم اسے ہدیہ بلائیں گے۔ مریم خوشی سے بار بار اسے چوم رہی تھی

واہ ماشاء اللہ کتنا پیارا نام ہے۔ انعم کو بھی بہت پسند آیا

نام تو اچھا ہے، مگر اس کے باپ کو آ لینے دو، اس کا بھی حق ہے وہ بتائے کوئی نام۔

فرحت بیگم کو داماد کی یاد آگئی

ارے ہاں آپنی، جیجو تو ہاسپٹل سے گھر بھی نہیں آئے۔ مریم بھی حیرت سے بولی

ہاں امی، ہاسپٹل میں بھی ان کا رویہ عجیب تھا، شاید وہ بیٹا چاہ رہے ہوں۔ انعم بھی

سوچتے ہوئے بولی

ارے بھی کام ہو گا کچھ تم لوگ بلا وجہ کی سوچیں ناپالو۔ انہوں نے ان دونوں کو تو ڈپٹ دیا لیکن خود کی سوچوں کو ناروک سکیں، کامران کا رویہ انہیں اسپتال میں ہی بہت عجیب لگا تھا۔

ماشاء اللہ باجی یہ عینا تو کتنی پیاری ہے۔ وہ ثانیہ کو سلام کر کے ناشتہ رکھ رہی تھی تبھی انہوں نے بغور اس کا جائزہ لیتے ہوئے کہا۔ عینا کے بارے میں انہوں نے ثانیہ کو پہلے ہی بتا دیا تھا تا کہ وہ تعارفی سلسلے سے گھبرائے نہیں۔

ہاں ماشاء اللہ پیاری تو بہت ہے جتنی پیاری صورت ویسی ہی پیاری عادات۔ عافیہ نے محبت سے اسے دیکھتے ہوئے کہا

وہ جھینپ گئی

ہاں ہم تینوں میں کانٹے اگے ہیں، بس عینا پیاری ہے۔ احمر نے مصنوعی آہ بھری جی الحمد للہ۔ امی پر اللہ کا کرم ہوا زرا دیر سے ہی سہی مجھے نواز دیا نہیں۔ وہ بڑے

اطمینان سے بولی

ثانیہ نے دیکھا وہ ان سے بے تکلفی سے باتیں کرتی بالکل ان کا ہی حصہ لگ رہی تھی

-

ارے بھی عمر کہاں ہے؟ ثانیہ کو اچانک سے عمر کی کمی محسوس ہوئی

دنیا دھر سے ادھر ہو جائے خالہ مگر کوئی طاقت عمر کو صبح جلدی نہیں اٹھا سکتی۔

میرل فوراً ہی میدان میں کودی

ہاں تو اور کیا سنڈے ہے سونے دو بچے کو، میں بھی کسی کے لئے کبھی اپنی نیند قربان

نہیں کرتی تھی شادی سے بعد بھی نہیں۔ وہ بے نیازی سے بولیں

ہاں، اماں سے مارتک پڑ جاتی تھیں تمہیں۔ عافیہ کو پرانا وقت یاد کر کے ہنسی آگئی

ارے باجی لیکن اب تو ان دونوں کی وجہ سے مجبوراً اٹھنا پڑتا ہے۔ انہوں نے کینہ تو ز

نظروں سے دونوں بیٹیوں کو دیکھا جو احمر کے ارد گرد بیٹھی تھیں۔

فکرنا کرو جب تک یہاں ہو سوتی رہنا بچے ہمارے پاس رہیں گے۔ عافیہ نے تسلی

دی

میرل اور عینا ہنسنے لگیں

تم کھاؤ نا میرل جاؤ حلوہ اور نکال لاؤ۔ انہوں نے ثانیہ کی خالی پلیٹ دیکھ کر میرل

سے کہا

ارے نہیں باجی بہت کھالیا، کب سے کھا ہی تو رہی تو، آپ نے تو ناشتے میں ہی اتنا

کھلا دیا جیسے ہم احمر کے ولیمے پر آئے ہوں۔ انہوں نے ناشتے میں اتنی ورائٹی دیکھ کر

احمر کو چھیڑا

بس خالہ اس بار میرا ولیمہ کروا کے ہی جانا۔ احمر نے بے صبری سے کہا

ضرور ضرور۔ خالہ نے بھی حامی بھر لی

ادھم باقاعدگی سے رشنا اور عینا دونوں کو ساتھ لے کر اکیڈمی جاتا تھا، آج بھی جب اس نے گاڑی اس کے گھر کے باہر روکی تو وہ خلاف معمول باہر نہیں آئی۔ کیا کر رہی ہے عینا ابھی تک نہیں آئی۔ تھوڑی دیر انتظار کرنے کے بعد رشنا کو بھی حیرت ہوئی

وہ خیریت سے تو۔ ادھم کو پیچینی ہوئی اس نے دو تین بارن ایک ساتھ دئے اور گاڑی سے اتر کر دروازے پر آکر بیل بجا دی السلام علیکم انکل!۔ ایاز کے دروازہ کھولنے پر اس نے سلام کیا وہ عینا کو آج اکیڈمی نہیں جانا کیا؟۔ اس نے لگے ہاتھوں آنے کا مدعا بیان کیا نہیں آج گھر پر مہمان ہیں۔ ایاز نے خشک لہجے میں جواب دیا اوکے پھر میں چلتا ہوں اللہ حافظ۔ وہ واپس پلٹ گیا

انہوں نے بھی اسے گھر کے اندر آنے کی آفر نہیں کی اور دروازہ بند کر کے اندر آگئے

کیا ضرورت ہے عینا کو ادھم کے ساتھ جانے کی احمریا عمر میں سے کوئی پہنچا دیتا۔ وہ کچن میں آکر عافیہ سے بولے

وہ دونوں ضروری نہیں کہ وقت پر روز آنہ گھر رہیں اور پھر قباحت کیا ہے، ادھم

اس کا بھائی ہے۔ عافیہ نے مصروف سے انداز میں جواب دیا

دنیا کو نہیں پتہ ہے کہ وہ اس کا بھائی ہے کل کو کوئی کچھ بھی بول سکتا ہے۔ وہ جھنجھلا کر

بولے، باہر رہنے والے مردوں کو ہی باہر کی زبانوں کا اچھے سے اندازہ رہتا ہے

وقت سب ٹھیک کر دے گا ان شاء اللہ۔ عافیہ نے سنجیدگی سے کہا

وہ خاموشی سے کچن سے نکل آئے۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ وہ رات میں سونے کے لئے لیٹی تو ادھم کا میسج

موصول ہوا

وعلیکم السلام۔ اس نے جواب دیا

خیریت؟ مہمان چلے گئے.. اگلا میسج آگیا

نہیں ابھی کچھ دن رہیں گے۔ اسے کافی حیرت ہوئی ادھم نے پڑھائی کے متعلق

لنکس، پی ڈی ایف کے علاوہ کبھی کوئی میسج نہیں کیا۔ اس لئے بہت سوچ سوچ کر

جواب دے رہی تھی

اس کا مطلب تب تک تم اکیڈمی نہیں آؤ گی۔ ادھم کے دل کو کچھ ہوا

نہیں کل سے آؤں گی ان شاء اللہ۔ اس نے جواب ٹائپ کیا

اچھا، آئی مس یو۔ اس کا اگلا میسج کچھ دیر کے لئے چمکا لیکن چند سیکنڈ میں ہی ڈیلیٹ کر دیا گیا

لیکن یہ الفاظ اس کے دل پر نقش ہو چکے تھے،

اس کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا

ادھر، ادھم کی بھی عجیب کیفیت تھی، وہ کہہ کر پچھتا رہا تھا

نجانے کیوں خود پر قابو نہیں رکھ پایا۔

آج کی رات دونوں کو نیند نہیں آنے والی تھی۔

آپ عینا سے ملے؟۔۔ وہ رات کو سونے سے پہلے یہ چیک کرنے کے لئے گیسٹ روم کی طرف آئیں کہ انہیں کسی چیز کی ضرورت تو نہیں، لیکن کھڑکی کے قریب پہونچتے ہی ثانیہ کی آواز نے ان کے قدم جکڑ لئے وہ ناچاہتے ہوئے بھی ان کی باتیں سننے لگیں

ہاں ملا۔ ثاقب نے جواب دیا

پیاری بچی ہے نا، بیچاری ماں باپ کے چوری سے رکھے گئے حلال رشتے نے اس پر کتنی خوشیوں کو حرام کر دیا ہوگا، وہ ہمارے بچوں کی طرح نارمل زندگی گزارنے کے لئے ترس گئی ہوگی۔ ثانیہ نے افسوس کیا

ہمممم۔ ثاقب نے بس اتنا ہی کہا

وہ تو اچھا ہوا کہ بھائی صاحب نے اپنے دوست کی دوستی کی لاج رکھی اور لے آئے
اسے، ماشاء اللہ کتنا خوش ہے یہاں۔ ثانیہ کے لہجے میں بہن بہنوئی کے لئے فخر تھا
ہمممم۔ پھر ثاقب کا وہی جواب آیا

کیا ہے کن سوچوں میں گم ہیں آپ۔ وہ چڑ گئیں

تمہیں کچھ عجیب سا نہیں لگ رہا۔ ثاقب کے پر سوچ سے انداز میں کئے گئے سوال پر
ثانیہ کے ساتھ ساتھ باہر کھڑی عافیہ چونکی
کیا مطلب۔ ثانیہ نے نا سمجھی سے پوچھا

میری سمجھ میں نہیں آتا آج کے زمانے میں کون کسی سے اتنی ہمدردی رکھتا ہے کہ
ایک کال پر چلا جائے اور لڑکی کو گھر لے آئے، پرانی ذمہ داری اپنے سر لے لے۔
ثاقب کی آواز ابھری۔ باہر کھڑی عافیہ بے چین ہو گئیں

کہنا کیا چاہتے ہو۔ ثانیہ الجھ سی گئیں

مجھے لگتا ہے یہ بھائی صاحب کی خود کی کوئی غلطی ہے اور وہ دوست کا نام لگا کر بتا
رہے۔ ثاقب کی بات نے باہر کھڑی عافیہ کی ٹانگوں سے جان کھینچ لی
پاگل ہو گئے ہو بھائی صاحب ایسے بالکل نہیں ہیں، آپ نے سوچا بھی کیسے۔ ثانیہ

بپھر کر بولی

مجھے ایسا لگایا میں الزام نہیں لگا رہا ہوں، ایسے ہی خیال آگیا۔ ثاقب نے جلدی سے
صفائی دی

اپنا دماغ کم چلائیں اور سو جائیں۔ وہ شوہر کو ڈپٹ رہی تھی
ثانیہ بالکل صحیح کہہ رہی ہے ایسا بالکل نہیں ہیں۔ وہ بمشکل خود کو گھسیٹتی
اپنے کمرے تک لے آئیں
ایاز بے خبر سو رہے تھے

ایسا کر ہی نہیں سکتے کبھی تو شکایت کا موقع نہیں دیا مجھے۔ وہ خود کو تسلی دے رہی
تھیں۔ ایاز سے انہیں اتنی محبت تھی ان پر شک کرنا تو حرام تھا
وہ چپ چاپ ان کی دوسری طرف لیٹ گئیں۔

میں جلد ہی کچھ کرتی ہوں تاکہ لوگوں کے دل سے آپ کے لیے شک نکل جائے،
میرا شوہر میرے ساتھ وفادار ہے۔ انہوں نے سوئے ہوئے شوہر کے ہاتھوں پر
حق سے اپنی گرفت مضبوط کر لی۔۔۔

ثانیہ کے آنے بعد گھر میں کافی رونق ہو گئی تھی۔

روز کہیں نا کہیں گھومنے کا پروگرام بن جاتا تھا، جسکی وجہ سے اس کا اکیڈمی کا بھی
بہت ناغہ ہو رہا تھا۔

ادھم کے صرف ایک "مس یو" کے میسج نے اس کے دل کی دنیا اٹھل پٹھل کر دی تھی۔

آج بھی وہ لوگ ڈنر کرنے باہر آئے ہوئے تھے۔

سب ایک دوسرے کے ساتھ خوش گپیوں میں مصروف تھے انجوائے کر رہے تھے لیکن عینا کا دھیان بار بار بھٹک کر ادھم کی طرف جارہا تھا۔

کیا پتہ وہ میسج انہوں نے کسی اور کو کیا، اس لئے ڈیلیٹ کر دئے ہوں۔ اس کے ذہن میں ابھرتی ہوئی سوچ نے خود اسے مایوس کر دیا

لیکن کسے؟ ایک انجانا سنا حسد اس کے پورے وجود میں سرایت کر گیا۔

میری بلا سے کسی کو کریں مجھ سے کون سا انہوں نے جنم جنم ساتھ نبھانے کا وعدہ

کیا ہے۔ وہ خود کی سوچوں پر چڑسی گئی

یہ سب میں کیا سوچ رہی ہوں، امی! کیا سوچیں گی اسے میں نے کس لئے اکیڈمی بھیجا

یہ کیا کرنے لگی۔ اسے بلا وجہ شرمندگی بھی ہو رہی تھی

تم کچھ کھا نہیں رہی بیٹا؟۔ ثانیہ نے اسے مسلسل سوچوں میں گم دیکھ کر ٹوکا

جی وہ میرا دل نہیں چاہ رہا ہے۔ اس کا دل کھانے کے اچاٹ ہو گیا تھا

ارے کیوں بھلا کیا ہوا۔ احمر فکر مند ہو گیا

کچھ نہیں، شاید شام کو گول گپے کھائے تھے اس لئے۔ اس نے بہانہ کیا

چلو میں کھانا کھا چکا ہوں ان لوگوں کو کھانے دو ہم تھوڑا سا ٹہل لیتے ہیں تمہاری طبیعت بھی ٹھیک ہو جائے گی۔ وہ ٹشو سے ہاتھ صاف کرتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا
آپ نے کھانا کھا تو لیا تھا نا؟ وہاں سے باہر نکلتے ہی اس نے پوچھا
ہاں ہاں تم فکرنا کرو، سنو عینا چلو سامنے والے مال میں چلتے ہیں کچھ لینا ہے مجھے۔
اس نے اسے تسلی دی اور عینا کو لے کر مال کی طرف آگیا۔

بس کر دو یار تمہارا جی نہیں بھرتا چیٹنگ کر کر کے۔ مریم نے اکتا کر ارم کو ٹوکا
جسکی انگلیاں مسلسل فون کی اسکرین پر ٹک ٹک چل رہی تھیں۔
بس بیٹا تم کیا جانو۔ وہ ایک ادا سے مسکرائی
ہممم۔ اس کے چہرے پر ایک مایوس سی مسکراہٹ آگئی
کیا ہو گیا بہن، کیا بنا وہ اکیڈمی والے کا، کیا بول رہا تھا اس دن فون پر؟۔ اس کے
چہرے پر مایوس سی دیکھ کر وہ ہنسی

تمہیں فرصت ہو تب نا بتاؤں۔ اس نے فون کی طرف دیکھ کر شکوہ کیا
اچھا بابا ایک سیکنڈ رکو۔ اس نے جلدی جلدی ذکی کو بائے بولا اور اس کی طرف
متوجہ ہوئی

اب بولو۔ اس نے فون اس کی تسلی کے لئے سائڈ میں رکھ دیا

اس دن اس نے فون کیا تھا نا تو وہ عینا کے بارے میں پوچھ رہا تھا، اس کی ماں کے بارے میں۔ وہ کڑوے لہجے میں بتانے لگی
عینا سے کیا لینا دینا اس کا۔ ارم کو غصہ آگیا
پتہ نہیں کیا ہے، معصوم منہ بنا کر رو دھو کر ورغلانی ہوگی اسے۔ مریم کے لہجے میں
نفرت ہی نفرت تھی

یہ ماں بیٹی بس ہماری خوشیاں کھانے کے لئے ہی اتری ہیں، پہلے پھوپھو کے
کر تو توں کی وجہ سے انعم آپ کی شادی اتنی مشکلوں سے ہوئی، اب یہ تمہاری
خوشیاں کھانے لگی ہے۔ ارم کا لہجہ بھی ویسا ہی تھا
خیر تم دفع کرو، ذکی کے ایک دو دوستوں نے کہا ہے کہ بھابھی اتنی خوبصورت ہیں
ان کی کوئی بہن ہو تو میری بھی سیٹنگ کرواؤ، میں تمہیں فوٹو دکھاتی ہوں ایک سے
ایک ہینڈ سم اور امیر ہیں۔ پھوپھو کے کر تو توں کا ابھی تک غم منانے والی پل بھر
میں اپنے کر تو ت بھول گئی، اب وہ فون کھولے ذکی کے دوستوں کی فوٹو ڈھونڈ رہی
تھی

کون بھابھی۔ مریم نے نا سمجھی سے پوچھا
میں اور کون۔ اس نے گویا اس کی عقل پر ماتم کیا

اچھا۔ اسے بھی ہنسی آگئی، اب وہ دونوں بڑے اشتیاق سے فون پر جھکی فوٹوز دیکھ رہی تھیں۔

انف یہ "پری میچور بھابھیاں"۔۔

وہ کسی کام سے باہر آیا تو۔ عائشہ کا فون آگیا کہ رشنا پھوپھو کے یہاں ہے وہیں سے وہ

اسے لیتا آئے

وہ کام ختم کر کے پھوپھو کی طرف چلا گیا۔

واپسی پر فار یہ بھی اس کے ساتھ تھی۔

بھائی کل ہماری دوست کی شادی ہے اس کا گفٹ بھی نہیں لیا ابھی تک آپ کسی مال

میں لے چلیں۔ رشنا نے گاڑی میں بیٹھتے ہی فرمائش کی

اور کوئی ٹائم نہیں ملا تھارات میں کونسا وقت ہے مال جانے کا۔ حسب توقع وہ

بھڑک اٹھا

بھائی پلینز ہماری کالج سے واپسی ہی شام میں ہوئی تھی پھر ہم اکیلے تو جاتے نہیں نا۔

اس نے معقول جواز پیش کیا تو وہ خاموش ہو گیا

اور پھر کچھ دیر بعد وہ مال کے سامنے اتر گئے۔

اندر گھستے ہی فار یہ اور رشنا تو اپنی چیزیں پسند کرنے لگیں، وہ خاموشی سے ادھر ادھر
ٹہلنے لگا۔

یہ آپ کس کے لئے لے رہے ہیں۔ عینا کی آواز پر وہ چونکا پلٹ کر دیکھا تو وہ بیگز
کے کارنر کی طرف احمر کے ساتھ کھڑی تھی، اسے رات اس طرح مال میں ایک
لڑکے کے ساتھ کھڑا دیکھ کر اسے بہت برا لگا

یہ دنیا کی سب سے خوبصورت لڑکی کے لئے ہے۔ احمر ڈارک براؤن کلر کا بیگ
تھامے محبت سے بول رہا تھا

ادھم کے تن بدن میں آگ لگ گئی، عجیب سا ایک حسد اسے احمر سے محسوس ہوا
دل چاہا وہاں کی ہر چیز تہس نہس کر دے۔

کون سی لڑکی؟ عینا حیرت سے بولی
ناچاہتے ہوئے بھی وہ رک کر انکی باتیں سننے لگا۔

امی کا برتھ ڈے آرہا ہے یا ران سے خوبصورت کون ہے۔ احمر کی ہنستی ہوئی آواز
سے اس کے جلتے ہوئے دل پر تھوڑی سی پھوار پڑی کچھ قرار آیا

اچھا مجھے لگا آپ کو کوئی لڑکی پسند آگئی ہے۔ وہ بھی ہنسی

ابھی سے لڑکی پسند کر کے امی کے جوتے کھانے ہیں کیا نابا بانا۔ اس نے کانوں کو

ہاتھ لگایا

تب بھی کوئی اگر پسند ہو تو شیر سکتے ہو۔ اس نے اگلوانا چاہا
اگر کوئی ہوگی بھی تو میں تمہیں بتاؤں گا، تمہیں؟ اس نے جان بوجھ کر تمہیں پر

زور دیا

کیوں نہیں بتا سکتے۔ وہ برامان گئی

ہاں تاکہ تم امی کی چمچی فوراً انہیں بتادو۔ وہ عافیہ کے تئیں اس کی وفاداری سے

واقف تھا

ادھم اور قریب آگیا تاکہ ان کی باتیں باسانی سن سکے۔۔

مجھ سے بنا کر رکھنے میں ہی آپکی اور آپکی بیگم کی بھلائی ہوگی۔ وہ غرور سے بولی
تمہارے اطوار ابھی سے مجھے ظالم نند والے لگ رہے ہیں، اس لئے تمہیں پہلے
وداع کر کے میں اپنی معصوم بیگم کو گھیر لاؤں گا۔ وہ تو اس سے بھی چار ہاتھ آگے تھا
ان کی بھائی بہن جیسی نوک جھونک سے ادھم کے اندر سکون اتر رہا تھا۔۔

میں وہاں رہ کر بھی فون پر امی کو بھڑکاؤں گی۔ اس نے دھمکی دے کر اپنی اہمیت

جتائی

اس سے پہلے وہ کوئی جواب دیتا کہ ادھم سامنے آگیا۔

ارے ادھم تم۔ وہ اسے دیکھ کر حیرت سے بولا

ہاں وہ رشنا اور فاریہ کو کچھ سامان لینا تھا۔ اس نے ایک نظر عینا پر ڈالی جو اس کے
آتے ہی گھبرا گئی تھی اور اب مسلسل اسکی نظریں نیچے گڑی تھیں۔۔
اچھا ہم بھی فیملی کے ساتھ آئے تھے ڈنر کرنے لیکن کچھ کام سے مال میں آنا پڑا۔
اس نے بتایا

اچھا ہو گیا کام۔ وہ بے مقصد سوال کرنے لگا
یہ تم استاد کے ادب میں ایسے کھڑی ہو گئیں جیسے اسمبلی میں کھڑی ہو۔ احمر نے
اسے زمین میں دھنستے دیکھ کر حیرت سے کہا
ادھم نے اپنی بیساختہ مسکراہٹ چھپا کر رخ موڑ لیا۔
ایک تو احمر ہر جگہ فضول بکواس شروع کر دیتے ہیں۔ وہ دل ہی دل میں کچکا کر رہ گئی
اوہو تم یہاں، کیا شاپنگ کرنے آئی ہو۔ رشنا اسے دیکھ کر قریب آ گئی
نہیں وہ احمر کو کچھ سامان لینا تھا۔ اس نے دھیمی آواز میں جواب دیا
اچھا۔ رشنا نے نظر اٹھا کر احمر کو دیکھا، جو بڑی دلچسپی سے اسے دیکھ رہا تھا
بد تمیز۔ اسے غصہ تو بہت آیا مگر کنٹرول کر گئی
یہ میری فاریہ آپ ہی ہیں پھوپھو کی بیٹی۔ اس نے کچھ دور کھڑی جوتے دیکھتی فاریہ کی
طرف اشارہ کیا

اچھی ہیں ماشاء اللہ۔ اس نے بغور دیکھتے ہوئے کہا، واقعی فاریہ ایک خوبصورت لڑکی تھی

ہاں تبھی ناہم نے سوچا ہے یہ شادی کر کے ہمارے گھر ہی آئیں، بھائی اور یہ بچپن کے دوست بھی ہیں۔ وہ خوشی خوشی اس کے کان میں گھس کر اپنے تئیں خوش خبری سنارہی تھی، لیکن اس کی اس خوش خبری نے اس کا نازک سادل توڑ دیا اس کی آنکھیں پانیوں سے بھرنے لگیں۔

چلیں سب ہمارا ویٹ کر رہے ہوں گے۔ بمشکل خود کو کنٹرول کرتی ہو بنا کسی کی طرف دیکھے وہ آگے بڑھ گئی

وہ لوگ کھاپی کر گھر پہونچے تو عافیہ ان کے انتظار میں جاگ رہی تھیں۔ وہ انہیں سلام کر کے فوراً اپنے کمرے میں آگئی۔

پاپا آگئے امی؟۔ احمران کے لئے کھانا پیک کروا کر لایا تھا، وہ کچن میں لا کر ان کے حوالے کر دیا اور ٹائم دیکھتے ہوئے ایاز کا پوچھنے لگا

نہیں بیٹا آئے تھے مگر پھر گئے بزنس کے سلسلے میں کچھ دنوں کے لئے آؤٹ آف سٹی گئے ہیں۔ انہوں نے کھانا فریج میں رکھتے ہوئے بتایا اس وقت کھانے کا موڈ نہیں ہو رہا تھا

اوہ اچھا، چلیں پھر میں سونے جا رہا ہوں تھک گیا ہوں۔ ایذا کثر بزنس کے سلسلے میں جایا کرتے تھے اس لئے ان کے لئے یہ نارمل بات تھی عافیہ نماز پڑھنے چلی گئیں، عشاء کی اذان ہوئے کافی دیر ہو گئی تھی لیکن سوچا تھا ان کے آنے کے بعد ہی پڑھیں گی۔

وہ چپ چاپ بیڈ کے کراؤن سے ٹیک لگائے بیٹھی تھی۔ میرل، ثانیہ کی بچیوں کے ساتھ دوسرے کمرے میں سو رہی تھی۔ اس لئے اسے سوگ منانے کے لئے اکیلا پن بھی میسر آ گیا۔ ورنہ زبردستی مسکرا مسکرا کر اسے سننا پڑتا۔

ایک عجیب سی گھٹن اس کے آس پاس محسوس ہو رہی تھی اندھیرے کمرے میں وحشت ہونے لگی تو اس نے اٹھ کر لائٹس آن کر دیں اور بے مقصد ٹہلنے لگی۔۔۔ ادھم نے کبھی اس سے کوئی عہد و پیمان نہیں کیے نا ہی ان کی اس موضوع پر کبھی بات ہوئی، لیکن ابھی ابھی جب اس کے دل نے دھڑکنا سیکھا تھا، اسے ایسے کسی نے مٹھیوں میں لے کر خاموش کرادیا۔۔۔

ایک طوائف کی بیٹی بھلا ایسے خواب کیسے دیکھ سکتی ہے۔ اس نے دکھ سے سوچا

خیریت بیٹا جاگ رہی ہو...!!! عافیہ نے اسکے کمرے کی لائٹس آن دیکھی تو اندر
آ گئیں

جی امی بس ایسے ہی نیند نہیں آرہی تھی۔ وہ چونک کر سیدھی ہو گئی
بیٹا جاگ رہی ہو تو، مجھے تم سے ایک ضروری بات کرنی تھی۔ وہ اس کے پاس بیڈ پر
آ کر بیٹھ گئیں

جی امی بولیں۔۔۔ وہ اپنی سوچوں کو جھٹک کر مکمل ان کی طرف متوجہ ہوئی
بیٹا میں نے تمہیں اپنی بیٹی سمجھا ہے تم ہماری ذمہ داری ہو، کیا اگر ہم تمہارے
بارے میں کوئی فیصلہ کرنا چاہیں تو ہمیں حق حاصل ہے۔ وہ بڑی آس کے پوچھ
رہی تھیں

حکم کریں امی۔ اس نے محبت سے ان کا ہاتھ تھام لیا
بیٹا ہم تمہارا اور احمر کا رشتہ طے کرنا چاہ رہے ہیں، بس رشتہ طے کریں گے شادی
بعد میں۔ عینا کے وجود کو گویا انہوں نے آگ کے بھڑکتے شعلوں میں جھونک دیا۔
بیٹا تم سمجھ رہی ہونا تمہاری یہاں موجودگی لوگوں کے بیچ چرچا کا موضوع بنی ہے
اس طرح سب کی زبانیں بند ہو جائیں گی۔ اس کی دلی کیفیت سے بے خبر وہ اپنے
ہی دلائل پیش کر رہی تھیں

آپ نے ایاز صاحب سے پوچھا۔ اس کے ہونٹوں کے بہت دیر کے بعد ایک

سر سراتی ہوئی آواز آئی

وہ بزنس کے سلسلے میں باہر گئے ہوئے ہیں اور ویسے بھی میں نے سوچا پہلے تمہاری رائے جان لوں پھر بات کرو سب سے، مجھے امید ہے کسی کو کوئی اعتراض نہیں ہوگا

۔ وہ اس کا ہاتھ دبا کر بولیں

وہ بت بنی بیٹھی رہی۔

بیٹا تمہارے اصل گھر تک پہنچانا بھی ممکن نہیں ہے اس لئے، اور تمہیں خود سے

دور بھی نہیں کر سکتی تو تمہیں اس گھر میں ہمیشہ کے لئے رکھنے کی خواہش ایسے ہی

پوری ہو سکتی ہے۔ وہ بول رہی تھیں اور عینا بس پتھر بنی سن رہی تھی۔

اصل گھر۔ وہ زیرِ لب بڑبڑائی اسے لگا وہ ایک بار پھر اسی طوائف کی بیٹی بن گئی ہے

اتنے دن سے چڑھایا ہوا یہ مصنوعی خول پگھل پگھل کر گر رہا ہو۔۔۔

آپ ایک بار ایاز صاحب سے اپنی اس خواہش کے بارے میں بات کر لیں پھر مجھ

سے بات کریں۔ پتھریلے لہجے میں بے حد رکھائی سے بولتی انہیں پہلے دن والی لٹی

پی عینا لگ رہی تھی۔۔۔

عافیہ کو عینا سے رشتے کی بات کئے، کئی دن گزر گئے چکے تھے، ثانیہ بھی چھٹیاں منا

کر جا چکی تھیں۔ لیکن عینا کی حالت پھر پہلے جیسی ہو چکی تھی چپ چاپ کمرے میں

پڑھی رہتی ناکیڈمی جانا، ناگھر کے کسی کام میں حصہ لینا۔ عافیہ کے لئے یہ بہت تکلیف دہ بات تھی کہ ہنستی کھیلتی عینا پھر سے گم سم رہنے لگی ہے۔
ادھم کی پیچینی بھی بڑھتی جا رہی تھی۔ وہ اتنے دنوں سے اکیڈمی بھی نہیں آرہی تھی ناہی فون میسجز کا جواب دے رہی تھی۔

عافیہ سے ایک دو بار پوچھا تو انہوں نے طبیعت خرابی کی اطلاع دی۔
ایسا کیا ہو گیا طبیعت کو جو فون میسجز تک کا جواب نہیں دے سکتی۔ اسی ادھیڑ بن میں وہ اس کے گھر چلا گیا

ارے السلام علیکم خیریت۔ احمر اسے دیکھتے ہی خوش ہو گیا
وعلیکم السلام ہاں الحمد للہ بس وہ میں ادھر آیا تھا تو سوچا ملتا چلوں۔ اس نے بروقت بہانہ گھڑا

بہت اچھا کیا آؤ، بیٹھو یا!۔۔ وہ اسے لئے ڈرائنگ روم میں آ گیا
تم بتاؤ پڑھائی لکھائی کیسے چل رہی..؟ اس کے آنکھیں بند دروازے پر ٹکی ہوئی
تھیں گویا ابھی عینا وہاں سے نکل کر آ جائے گی۔
تم ٹھیک ہونا بھائی؟؟ احمر نے مستقل بولتے ہوئے اس کی خاموشی نوٹس کی تو پوچھ
بیٹھا

ہاں ٹھیک ہوں میں۔ وہ کھسیا گیا

اچھا وہ عینا کی طبیعت زیادہ خراب ہے کیا؟ اکیڈمی نہیں آرہی ہے میں نے فون کیا تو وہ بھی نہیں اٹھا رہی ہے۔ آخر اپنے جذبات کے آگے ہار مان کر اس نے پوچھ ہی لیا ہاں وہ اصل میں تمہیں تو پتہ ہی ہے اس کی بیک لائف کی وجہ سے وہ کبھی کبھی ایسی ہی ہو جاتی ہے۔ احمر کے لہجے میں ادا سی در آئی

تو اس کی فیملی کا کچھ پتہ چلا، کب تک اسکی ایسی کنڈیشن رہے گی۔ اس نے پیچین ہو کر سوال کیا

احمر کے ذہن میں اس رات کی وہ سین گھومنے لگا، جب ایاز عافیہ کو بتا رہے تھے کہ، عینا شہریار کی بیٹی ہے۔۔

کیا ہوا کیا سوچنے لگے۔ ادھم نے دوبارہ پوچھا

ہاں وہ کچھ نہیں۔ احمر گڑ بڑا گیا

تم ملو گے عینا سے چلو ملو ادوں۔ احمر نے سوچا اب جب وہ آیا ہے تو مل لے عینا سے

آخر وہ اسکی بہن ہی تو ہے ایک

نا ایک دن اس کے گھر جائے گی

میں۔ اسے حیرت ہوئی

ہاں چلو۔ وہ اسے اشارہ کرتا اندر کی طرف بڑھ گیا

ادھم کو جیسے کوئی مقناطیسی کشش اندر کھینچے جارہی تھی وہ خود بخود اس کے پیچھے ہولیا

فاری کے بابا فاری کی شادی کا کہہ رہے تھے۔ عارفہ بیگم نے مٹر چھیلنے ہوئے عائشہ

کو بتایا

ابھی باجی، ابھی تو ایسی کوئی عمر بھی نہیں ہوئی۔ عائشہ نے حیرت سے کہا

ارے یہی عمر ہوتی ہے شادی کی اور کونسا آج ہی ہو جائے گی، رشتہ ڈھونڈنے میں

طے کرنے میں وقت تو لگے گا ہی۔ انہوں نے جواب دیا

ہمممم۔ ٹھیک کہہ رہی ہیں آپ۔۔ عائشہ نے کچھ سوچتے ہوئے تائید کی

ہاں بس اب دعا کرو کوئی اچھا رشتہ مل جائے۔ وہ عائشہ کے چہرے پر نظر ڈالے بغیر

اپنی ہی باتیں کر رہی تھیں

آپ نے فاریہ سے بات کی باجی؟؟، ایک بار بچوں سے پوچھنا بھی ضروری ہوتا ہے

۔ عائشہ نے کچھ دیر بعد پوچھا

ہاں پوچھ لوں گی ابھی بس تمہیں ہی بتا رہی تھی۔ انہوں نے مٹر کی ٹوکری ان کے

حوالے کر دی

جی اچھا۔ چلیں آپ نماز پڑھ لیں۔ میں تب تک کچن دیکھ لوں،

وہ ٹو کر اٹھائے کچن میں آگئیں، دل عجیب کشمکش میں تھا، ادھم سے پوچھے بنا کوئی فیصلہ کرنا بھی غلط تھا، اور ادھم کی عمر انہیں ان سب باتوں کے لئے ٹھیک نہیں لگ رہی تھی۔

عینا یہ دیکھو کون آیا ہے۔ احمر اسے لئے کمرے میں آگیا وہ چونک کر کھڑی ہو گئی دل اور بھر آیا آنسو آنکھوں سے چھلکنے کو بیتاب تھے، بڑی مشکل سے وہ خود پر کنٹرول کئے کھڑی رہی احمر ناہوتا تو شاید وہ شدت جذبات میں ادھم کے گلے لگ جاتی۔۔۔ عینا کیا ہوا طبیعت نہیں ٹھیک ہے۔ اس نے پیچینی سے پوچھا اس کی حالت عجیب سی ہو رہی تھی کپکپاتے ہونٹوں کو دانتوں سے کاٹتی وہ آنسوؤں کو روکنے کی ناکام کوشش کر رہی تھی، اور آنسو بہہ بہہ کر رخساروں کے نیچے گر رہے تھے۔

ایسی کیا تکلیف ہے جو یہ ادھم کو دیکھتے ہی اتنا تڑپ گئی؟۔۔۔ احمر کو بھی اس کے آنسو پیچین کر رہے تھے

ادھم میرا خیال ہے کچھ دیر کے لئے اسے اکیلا چھوڑ دیتے ہیں۔ احمر اس کا ہاتھ پکڑ کر کمرے سے باہر نکل آیا

اسکے آنسوؤں کو صاف کر کے کی حسرت دل میں لئے وہ چپ چاپ پیچھے احمر کے ساتھ نکل آیا۔

خود کو اپنی بے بسی پر کوستا وہ احمر کو خدا حافظ بولتا گھر سے نکل گیا۔
کیا بات ہے عینا ایسی کوئی بات ہے جو تم کچھ دنوں سے اس طرح کا رویہ اپنائی ہو۔
ادھم کے جاتے ہی وہ تیزی سے پلٹ کر واپس عینا کے پاس آگیا
احمر بھائی!!! وہ ہچکیوں سے روتی ہوئی اس کے سینے سے لگ گئی، پہلی بار اس کے منہ سے لفظ بھائی نکلا تھا

ہاں عینا میں ہوں نابو لو کیا ہوا؟۔ اس کا سر سہلاتے ہوئے اس نے شفقت سے پوچھا

اس کے آنسو اسے بہت تکلیف دے رہے تھے
امی آپ سے میری شادی کروانے کا کہہ رہی ہیں احمر بھائی۔ اس کے رونے کی رفتار اور بڑھ گئی

ارے مجھ سے تو ایسی کوئی بات نہیں کی۔ اسے شاک لگا
انہوں نے صرف بات کی عینا، ان کے دل میں خیال آیا بس، امی اتنی دقیانوس
ہر گز نہیں ہیں کہ زبردستی شادی کر دیں، میں یا تم دونوں میں سے کسی ایک نے

بھی منع کر دیا نا وہ کبھی نہیں کریں گی۔ وہ مسلسل اس کا سر تھپکتے ہوئے تسلی دے رہا تھا

مگر ہماری شادی کے بارے میں تو سوچنا ہی گناہ ہے، یہ تو ناممکن ہے۔ وہ بڑبڑائے جا رہی تھی

وہ مسلسل اس کا سر تھپک رہا تھا

میں سچ میں آپکی بہن ہوں احمر بھائی، ایاز مرزا ہی میرے باپ ہیں۔ وہ ایک تیز رفتاری سے اپنے دل کا بوجھ زبان کے ذریعے اتار گئی کیا بکو اس کر رہی ہو عینا؟ احمر نے ایک جھٹکے سے اسے کاندھوں سے پکڑ کر خود کے سامنے کیا

یہ سچ ہے، یہی سچ ہے آپ چاہیں تو ایک بار ان سے کنفرم کر لیں۔ وہ تھک کر بیڈ پر بیٹھ گئی ابھی بھی ہچکیوں سے اس کا وجود ہل رہا تھا۔

تم یہ کیا بول رہی ہو عینا، تم تو شہریار انکل کی بیٹی ہو نا تم ایسے کیوں کہہ رہی ہو میرے پاپا ایسا نہیں کر سکتے۔ اس کے حواس غائب ہو گئے تھے کچھ سمجھ ہی نہیں آ رہا تھا کیا کرے

نہیں ہوں میں کسی شہریار کی بیٹی، میں اسی آدمی کی بیٹی ہوں جس نے میری ماں سے شادی کی تھی ان سے ملنے بھی آتا تھا کوئی شہریار نہیں وہ ایاز مرزا ہی تھا۔ وہ چیخنی

تم تم ایک منٹ چپ رہو دھیمی آواز میں بات کرو۔ وہ اپنے ایک ہاتھ سے اس کا منہ دبا گیا کہیں آواز باہر ناچلی جائے۔ احمر ٹوٹا بکھر اسٹا، بیڈ پر بیٹھ گیا، عینا کے آنے کے بعد پاپا کا بدلتا رویہ، عینا کا پاپا کو دیکھتے ہی خاموش ہو جانا، پاپا کا کبھی غلطی سے بھی عینا کو مخاطب نہ کرنا، اور سب سے اسٹریٹجی ہیو تو انہوں نے تب کیا تھا جب امی نے عینا کا تعارف شہر یار انکل کی فیملی سے کروایا تھا۔ یہ سارے واقعات فلم کی طرح احمر کے دماغ میں چلنے لگے، شہر یار انکل کے اتنے سارے دوست ہیں ان میں ایک دو بے اولاد بھی ہیں لیکن ایک بے سہارا لڑکی کو سہارا دینے والے اکیلے پاپا ہی کیوں؟؟ وہ اتنا چھوٹا بچہ نہیں تھا جو ان باتوں کو نا سمجھ پاتا۔

میں آپ کو اپنی گرینی سے ملوا سکتی ہوں تاکہ آپ کو مکمل یقین ہو جائے۔ اسے

مسلسل ایک ہی کیفیت میں بیٹھے دیکھ کر وہ بولی

ہم کل ہی ملیں گے، اکیڈمی کے بہانے، تم فکر نہ کرو۔ اس نے دوبارہ اس کے سر پر

ہاتھ رکھا اور اس کے آنسو صاف کئے

احمر بھائی!! وہ دروازے کی طرف پلٹ رہا تھا تو اس نے آواز دی

امی کو کچھ مت بتانا، مجھے ان معاملات اگر کسی کی پرواہ ہے تو وہ امی ہیں بس اور کوئی

نہیں، انہوں نے ایک بے سہارا لڑکی کو گلے تو لگا لیا لیکن شاید یہ سب پتہ چلنے کے

بعد وہ سوتن کی بیٹی کو برداشت بھی نہ کر پائیں۔ اس کی آنکھوں میں ایک التجا تھی

نہیں میں کچھ نہیں کہوں گا، تم بھی ان کے ساتھ نارمل رہنا، میں خود ان سے کہوں گا کہ پاپا سے ابھی کچھ نا کہیں۔ ایک ہی پل میں وہ شوخ اور زندہ دل سا لڑکا ٹوٹے بکھرے وجود میں تبدیل ہو گیا تھا، شدت ضبط سے اسکی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔

اس کے جاتے ہی عینا پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی۔
اگر اس کا وجود نا ہوتا تو اس کی ماں کے مرتے ہی ان کی یہ کہانی بھی ختم ہو چکی ہوتی، لیکن چونکہ ان کے اس رشتے نے ایک وجود کو بھی جنم دے دیا تھا اس لئے مسائل ہی مسائل ہیں۔

ماما کیا ہوا۔ انہیں سوچوں میں گم دیکھ کر وہ پوچھ بیٹھا
کچھ نہیں بیٹا تم سے کچھ بات کرنی تھی۔ وہ ٹھنڈی سانس بھر کر بولیں
جی بولیں۔ وہ چائے کا کپ سایڈ میں رکھ کر مکمل ان کی طرف متوجہ ہوا
بیٹا تمہیں فاریہ کیسی لگتی ہے۔ انہوں نے بغور اسے دیکھتے ہوئے پوچھا
اچھی ہے ماما مگر اس نیت سے نہیں جیسی آپ پوچھ رہی ہیں۔ وہ ان کی سنجیدگی سے
سمجھ گیا تھا وہ کیا جاننا چاہ رہی ہیں

لیکن کیوں بیٹا کیا خرابی ہے، تمہارے پھوپھا چاہ رہے ہیں اب اسکی شادی کرنا، میں نے سوچا کہ میں رشتہ دینے سے پہلے ایک بار تم سے پوچھ لوں، اچھی لڑکی ہے تم دونوں کی دوستی بھی ہے اور ویسے بھی کونسا ابھی شادی کرنی ہے ابھی تو بس بات طے کر دیں گے۔۔ وہ بڑے ہی پیار سے پوچھ رہی تھیں

امی کزن ہونے کے ناٹے دوستی تھی اب وہ بھی نہیں ہے، میں اسے اپنی لائف

پارٹنر کے روپ میں نہیں دیکھتا۔ وہ جھنجھلا کر بولا

پھر کسے دیکھتے ہو؟ انہوں نے سنجیدگی سے پوچھ لیا

عینا کو۔ اس کے منہ سے بیساختہ پھسلا

عینا سے۔ عائشہ کو شک سا لگ گیا

کیوں ماما عینا میں کیا خرابی ہے؟۔۔ اب وہ ان سے پوچھ رہا تھا

خرابی نہیں بیٹا، لیکن اس کے ماں باپ کا کچھ پتہ نہیں ہے۔ وہ ہچکچا کر بولیں

پتہ چل جائے گا ماما بس آپ پلیز فاریہ کے بجائے عینا کے بارے میں سوچیں۔ وہ

ملتی ہوا

عائشہ کو نئی پریشانی نے آن گھیرا جہاں انہیں کچھ سمجھ میں ہی نہیں آ رہا تھا۔۔

دادی کیا کر رہی ہیں کھانا کھالیں۔ وہ اپنا سوٹ کیس کھولے سامانوں کو ٹٹول رہی
تھیں تبھی ارم نے انٹری دی

ہاں آرہی ہوں بیٹا تم چلو۔ ان کے ہونٹوں پر ایک شفیق سی مسکراہٹ بڑی اجنبی
سی لگ رہی تھی

جب تک دم خم تھا بیٹی کے ساتھ رہتی تھیں، بہو اور پوتے پوتیوں کو گھاس بھی نا
ڈالتی تھیں لیکن وقت نے ان کے سارے کس بل نکال دیے تھے۔

عینا کو سوچ سوچ کر ہمہ وقت ذہن میں احساس جرم کی کیفیت نے جڑ پکڑ لیا تھا۔
بیٹیوں کی ماؤں کو تو بیٹیاں کانچ کی بنا کر پالنا ہوتا ہے انہوں نے کیسے اپنی بیٹی کو پتھر
کی طرح سجا سنوار کر بازار کی زینت بننے کے لئے چھوڑ دیا اور اسکی کمائی، اس کی
تعریفوں، اسکی عاشقوں پر فخر کیا کرتی تھیں۔

عینا کو بھی انہوں نے اسی سانچے میں ڈھالنا چاہا لیکن وہ ان سب چکا چوندھ سے
متاثر ہونے والی لڑکی نہیں تھی۔ اسے یہ روشنیاں چھتی تھیں۔۔

آہ عینا نجانے کس حال میں ہوگی۔ ان کے لبوں سے سسکی نکلی

عینا! وہ کچن میں چائے بنا رہی تھی جب عافیہ پیچھے سے آئیں

جی۔ وہ ان سے نگاہیں ملائے بغیر بولی

بیٹا، تم نے میری باتوں کا غلط مطلب لے لیا، تمہاری شادی احمر تو کیا کسی سے بھی
تمہاری مرضی کے خلاف نہیں ہو سکتی۔ اسکے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے انہوں
نے تسلی دی

وہ کچھ نابولی بس آنسوؤں کو کنٹرول کرنے میں لگی تھی۔

شکر ہے میں نے پہلے ایاز سے بات نہیں کی، بلکہ تم سے کی، ورنہ وہ آج واپس آگئے
ہیں میں انہی سے پہلے کرتی۔ وہ اسکی حالت سے بے خبر وہ ہنستے ہوئے بول رہی
تھیں

جانے دیجئے ان سے اب اس بارے میں کوئی بات نہیں کیجئے گا۔ وہ کچھ دیر رک کر
بولی

ہاں اب کیا کرنا ہے۔ وہ پھر ہنسیں
وہ بنا کچھ بولے ان کے گلے لگ گئی۔

صرف آپ کو کھونے کا خوف ہے امی ورنہ میں کبھی خاموش نارہتی، بس آپ کو
نہیں کھو سکتی میں۔ وہ بے آواز آنسوؤں سے روتی سوچ رہی تھی

چل پگی بس کر زرا سی بات سر پر سوار کر کے بیٹھ گئی۔ انہوں نے محبت سے اسے
خود سے الگ کیا اور پیشانی چوم لی

امی!! وہ چائے لے کر باہر نکلتے ہوئے پلٹ کر مخاطب ہوئی۔

ہاں۔ انہوں نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا

جب شوہر دو تین گھنٹوں کے راستے کی دوری والے شہروں میں بھی بزنس میٹنگز کے سلسلے میں جا کر دو دو تین تین ہفتے لگائیں ناتواپنا دل کسی بھی آنے والے حادثے کے لئے بڑا کر لیا کریں۔ وہ کہتی ہوئی نکل گئی

ہائیں کیا بول گئی باؤلی ابھی تک اپنے ماضی سے نکل نہیں پارہی ہے، جب تک اس کی شادی کسی اچھے لڑکے سے نہیں ہو جاتی نا اس کا دل مردوں کی طرف سے صاف نہیں ہوگا۔ وہ ایاز کے لئے دودھ گرم کرتے ہوئے سوچ رہی تھیں۔۔

احمر بھائی!! اکیڈمی جانے کے ٹائم وہ احمر کے کمرے میں آگئی
چلیں اب۔ وہ اس کے پاس آکر بولی

ہممم چلو۔ وہ ایک ٹھنڈی سانس بھر کر اٹھ بیٹھا
عینا نے بغور اس کا سرخ چہرہ دیکھا شاید وہ مسلسل روتا رہا ہو

احمر بھائی آئی ایم سوری میری وجہ سے آپ لوگوں کو اتنی تکلیف ہوگی۔ اس کی آواز
ککپکپا گئی

کچھ تمہاری وجہ سے نہیں عینا، اس کہانی کے ہر کردار نے اپنی اپنی زندگی بہت عیش و آرام سے گزاری ہے ہمیں بس جذباتی تکلیف ہوئی، تم نے جو بچپن سے سہا ہے

ذہنی، جسمانی ہر افیت، شاید ہم تمہارے آگے کبھی سرناٹھاپائیں۔ وہ جوتے پہننے
کے لئے جھکا ہوا تھا اس کی آواز میں بہت درد اور تھکان تھی

چلو۔ وہ کھڑا ہوا اور اسے دیکھ کر ہلکا سا مسکرایا

چلو اب تو تمہارے دن شروع ہوئے ہیں تمہاری اپنی پہچان بنانے کے دن۔ وہ اس
کا سر تھپک کر بولا

اس کی آنکھیں پھر آنسوؤں سے بھرنے لگیں۔ وہ اثبات میں کرہلاتی اس کے پیچھے
ہولی

ارے واہ، عینا کیڈمی جارہی ہے، بہت اچھی بات ہے بیٹا۔ عافیہ اسے دیکھتے ہی
خوش ہو گئی

احمر تیزی سے آگے بڑھ گیا، وہ ماں سے نظریں نہیں ملا سکتا تھا
عینا بھی نگاہیں چراتی، اللہ حافظ بولتی باہر نکل آئی۔

اسے دیکھتے ہی احمر نے بائیک اسٹارٹ کر دی، وہ خاموشی سے اس کے پیچھے بیٹھ گئی

--

سنو یہ تم کالج میں بھی نظر نہیں آئی مجھے کہاں گئی تھیں..؟ وہ اکیڈمی کے لئے نکلی
تھیں تبھی مریم کو اچانک یاد آ گیا

ہاں وہ کہیں تو نہیں وہ لایبریری گئی تھی۔ ارم کی زبان لڑکھڑانے لگی

لایبریری اور تم؟ مریم کو مارے حیرت کے غش آنے لگے۔

سچ سچ بتانا تم پڑھا کو کب سے ہو گئیں، ذکی سے ملنے گئی تھی نا؟ اس نے رخ اپنی

جانب کرتے ہوئے پوچھا

جب جانتی ہو تو پوچھتی کیوں ہو۔۔ وہ چڑسی گئی

تو تمہیں چھپانے کی کیا ضرورت تھی یار مجھ سے تم کب سے چھپانے لگی یہ سب۔

مریم ہنستے ہوئی بولی

وہ اصل میں ذکی مجھے ہوٹل میں لے کر گیا تھا۔ وہ انگلیاں مروڑتے ہوئے بتا رہی
تھی

تو کیسا تھا؟ کوئی اچھا مہنگا ہوٹل تھا یا ایویں ہی، کیا کیا تم نے۔۔ مریم نے اشتیاق سے
پوچھا

مریم وہ ہم وہاں، چار پانچ گھنٹے تھے۔ وہ نگاہیں چرا رہی تھی

تو!!۔۔ اس کے رویے اور لہجے سے کچھ انہونی کا احساس ہو رہا تھا مریم چونک گئی

مجھے بہت برا لگ رہا ہے مریم۔۔۔ بہت عجیب سا لگ رہا ہے۔۔۔ خود سے گھن

آ رہی ہے مجھے۔ وہ ٹوٹ ٹوٹ کر بول رہی تھی

ارم۔۔ مریم کے پیروں تلے کھسک گئی

مریم مجھے بہت شرمندگی ہو رہی ہے، میں بہت گلٹ فیل کر رہی ہوں۔۔ وہ مریم

کا ہاتھ پکڑ کر بولی

ہم، گھر واپس چلتے ہیں ارم، میرا دل بہت گھبرا رہا ہے گھر میں تھوڑا سکون ہوگا۔

مریم نے اس کا ہاتھ مضبوطی سے پکڑ کر کہا

گھر میں کسی سے نظر نہیں ملا ہو پارہی ہوں۔ وہ راستے میں ہی رونے لگی

ارے تو ایسے غائب دماغی سے ہم اکیڈمی جا کر کیا کریں گے، چلو گھر چلو پلیز میں امی،

سے کہہ دوں گی میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے مگر میں اکیڈمی نہیں جاسکتی ابھی۔ وہ

اس کا ہاتھ تھام پکڑ کر کھینچتی ہوئی واپس لے آئی۔

اما آپ پریشان ہیں۔۔؟ رشانے انہیں مستقل ایک ہی پوزیشن میں بیٹھے دیکھ کر

پوچھا

ہممم نہیں بیٹا ایسا کچھ خاص نہیں، تم بتاؤ اکیڈمی نہیں گئی؟؟ وہ چونک پڑیں

نہیں اما آنکھ نہیں کھلی عجیب سی سستی ہے تو چھٹی کر لی۔ وہ لاڈ کرتے ہوئے انکی گود

میں سر رکھ کر لیٹ گئی

اما، اما جانی۔ اس نے پھر انہیں سوچوں میں گم ہوتا دیکھ کر ہلایا

ہممم بیٹا بولو۔ وہ ٹھنڈی سانس بھرتی حواسوں میں واپس آچکی تھیں۔

اما کیا بات ہے بتائیں نا! وہ سمجھ گئی کوئی بات ہے اس لئے ضد کرنے لگی
بیٹا ادھم نے کچھ عجیب سی فرمائش کر دی ہے۔ وہ بہت ڈسٹرب لگ رہی تھیں
کیسی عجیب اما؟ وہ اٹھ بیٹھی

بیٹا وہ فاریہ کے بجائے عینا سے شادی کرنا چاہ رہا ہے۔
کیا! لیکن ہم تو یہی سمجھتے تھے کہ وہ فاریہ آپنی میں انٹر سٹڈ ہیں۔ رشنا کا منہ کھلے کا کھلا
رہ گیا

بیٹا فاریہ سے ہو یا نا ہو ہم عینا سے کسی صورت بھی نہیں کر سکتے ادھم کی شادی۔ وہ
قطعیت سے بولیں

کیوں اما؟ مجھے تو فاریہ آپنی ہی پسند ہیں لیکن عینا کوئی بری لڑکی تو نہیں ہے نا۔ رشنا
نے معصومیت سے پوچھا
عینا بری نہیں ہے بیٹا! لیکن شادی کرتے وقت ہمیں لڑکی کے ماں باپ کا تو پتہ ہونا
چاہیے نا۔ وہ جھجھکتے ہوئے بول رہی تھیں

اچھا اما پھر آپ کیا جواب دیں گی بھائی کو...؟؟ وہ ان کی بات سمجھتے ہوئی بولی
میں ادھم سے نہیں، عافیہ سے بات کروں گی کہ وہ عینا کا رشتہ کہیں اور دیکھے، میں
اپنے بیٹے کو کیسے منع کروں۔ وہ سوچتے ہوئے پلان ترتیب دے رہی تھیں

السلام علیکم مامی!!! دروازہ کھولتے ہی فرحت کو براؤن عبا یہ میں لپٹا عینا کا چہرہ نظر آیا

تم، تم یہاں کیا کر رہی ہو۔ فرحت کے چہرے کے تاثرات بگڑ کر ان کا اچھا خاصہ چہرہ خوفناک بنا رہے تھے

گرینی سے ملنا تھا مامی۔ وہ نرم لہجے میں بولی

یہ کون ہے؟ ان کی نظر پیچھے کھڑے احمر پر پڑی

بھائی ہے میرا! اس کا لہجہ اعتماد سے پُر تھا

پر اعتماد لہجہ، پہلے سے بھرا ہوا جسم، پیلے پن کی جگہ، چمکتا ہوا صحت مند چہرہ، حسد کی تیز لہر نے ان کے پورے وجود کو اپنے لپیٹ میں لے لیا

تمہاری ماں کے بھی ایسے بہت سے بھائی تھے۔ وہ زہر خند لہجے میں بولیں
گرینی کو باہر ہی بھیج دیں مامی، آپکی پردہ نشین و باکردار بیٹیاں اندر ہوں گی احمر نہیں جاسکتا نا۔ وہ ان کا زہر نظر انداز کر کے بڑے آرام سے بولی

پاس والے کمرے میں لیٹی ارم کا دل تیزی سے دھڑکنے لگا، اسے محسوس ہوا کہ عینا اسکے سارے حالات جان چکی ہے اور اسی پر طنز کر رہی ہے۔۔

ارے عینا میری بچی۔ نور جہاں آواز سن کر دیکھنے آئیں تو عینا کو دیکھ کر جذباتی ہوں گئیں

گرینی!! عینادوڑ کر ان سے لپٹ گئی، اسے گرینی پر بھی بے حد غصہ تھا لیکن ان کو ان چند مہینوں میں ہی اتنا ضعیف ہوتے دیکھ کر وہ پگھل گئی، اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

میری بچی مجھے معاف کر دو۔ انہوں نے اس کے آگے ہاتھ جوڑ دئے نہیں گرینی پلیز۔ وہ انہیں سہارا دے کر اندر کمرے کی طرف لے آئی گرینی! مجھے مُمی اور ایاز مرزا کے نکاح کے پیپرز چاہیے۔ ان کو بستر پر بٹھاتے ہی وہ بولی زیادہ دیر نہیں کر سکتی تھی کیونکہ احمر باہر انتظار کر رہا تھا۔ کیوں بیٹا کیا ایاز تمہیں اپنی اولاد ماننے سے انکار کر رہا ہے؟ تم اس گھر میں محفوظ ہونا؟؟۔۔۔ وہ پیچینی سے پوچھنے لگیں

میں اس گھر میں بہت محفوظ ہوں گرینی، ابھی تک تو سب مجھے بہت پیار کرتے آئے ہیں آگے کا نہیں پتہ۔ وہ افسردگی سے بولی اللہ تمہاری مدد کرے میری بچی! میں تمہیں یہاں بھی نہیں رکھ سکتی کاش اتنی مجبور نہ ہوتی۔ وہ بلک بلک کر رونے لگیں

نہیں نانی سب ٹھیک ہو جائے گا ان شاء اللہ اور میں آپکو بھی اپنے ساتھ لے جاؤں گی۔ اس نے ان کے آنسو صاف کئے تسلی دی

گرینی نے اپنے ٹرنک کے اندر سے ایک بیگ نکال کر اس میں سارے کاغذات
چیک کئے اور اس کے حوالے کر دیا۔ وہ گرینی سے دعائیں لیتی گھر سے نکل آئی
ملاد کھاؤ، مجھے!! اسے دیکھتے ہی احمر نے فوراً بیگ اس کے ہاتھوں سے جھپٹا
نکاح کے پیپرز، عینا کا برتھ سرٹیفکیٹ، کپل فوٹوز، سب کچھ تو تھا۔ اس کی آنکھیں
دھندلا گئیں، اس نے اس آس سے بیگ کھولا تھا کہ شاید کچھ ایسا مل جائے جس سے
پتہ چلے کہ یہ سب عینا کی غلط فہمی تھی۔ لیکن یہ سب سچ تھا
مجھ سے صرف دو سال چھوٹی ہے عینا، اتنے سالوں سے پاپامی، کو، ہم سب کو
دھوکہ دے رہے تھے۔ اس نے کرب سے آنکھیں موند لیں
عینا خاموش تھی۔

واپسی پر کئی بار اس کا دل چاہا کہ بانیک کو کسی گاڑی کے آگے دے دے اور اس
تکلیف سے نکل جائے۔۔

کھانا ٹھیک سے کھایا آپ نے؟؟۔۔ عافیہ نے محبت سے ایاز کو دیکھتے ہوئے پوچھا
ہاں کھایا! یہ احمر کہاں ہے کھانے کی میز پر نہیں تھا۔ انہوں نے پوچھا
ہاں وہ شام سے ہی کمرے میں بند ہے شاید آن لائن کوئی کلاس چل رہی ہو میں نے
ناک کیا مگر کچھ جواب نہیں دیا اس نے۔ وہ ان کے قریب آ کر بیٹھ گئیں

اچھا چلو تھک گیا ہوں نیند آرہی ہے۔ وہ اپنی طرف کا کبل کھولتے ہوئے لیٹ گئے
کیا بات ہے اتنے دن بعد آئے ہو اور دن میں بھی سوتے رہے اس وقت بھی نیند
آرہی ہے۔ انہوں نے شکوہ کیا

کیا یار نیند آرہی ہے تو کیا کروں۔۔ وہ چڑ کر بولے

یہ کیا ہے آپ کا میرے ساتھ رویہ آجکل اتنا روکھا کیوں رہنے لگا ہے، ایسے عجیب
بی ہیور پر میں کوئی ضروری بات کرنا چاہوں تو وہ بھی نہیں کر پاتی ہوں۔ وہ روہانسی
ہو گئیں

سوری یار شاید طبیعت ٹھیک نہیں ہو میری اس لئے چڑچڑاپن ہے۔ وہ اٹھ کر بیٹھ
گئے اور ان کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے لیا

کیا ہوا آپکی طبیعت کو؟ وہ بیل بھر میں پگھل کر ان کے لئے فکر مند ہو گئیں
ٹھیک ہو شاید بی پی وغیرہ کا ایشو ہو تم بتاؤ کیا کہہ رہی تھیں۔۔ وہ ان سے نظریں
چرائے ہی بات کر رہے تھے

وہ لوگ عینا کے رہنے پر طرح طرح کی باتیں کر رہے ہیں۔ وہ دھیمی آواز میں
بولیں

کون لوگ اور کیسی باتیں۔ وہ چونک گئے

وہ ثانیہ آئی تھی تو میں نے ثاقب کو باتیں کرتے سنا کہ وہ کہہ رہے تھے کہ دوست کی بیٹی پر کون اتنا مہربان ہوتا ہے کیا پتہ ایاز کی اپنی۔۔۔ چھی میں اس کے آگے بول نہیں سکتی، وہ تو گھر میں بات کر رہے تھے ہم نے سن لیا باہر لوگ طرح طرح کی باتیں کرتے ہوں گے جو ہمیں پتہ بھی نہیں چلتی ہوں!!!۔۔ انہیں یہ بتاتے

ہوئے کراہیت سی آئی

ایاز کی حالت غیر ہونے لگی

تو ہم عینا کو کسی ہاسٹل میں ڈال دیتے ہیں۔ کچھ دیر بعد انہوں نے خود کو سنبھالتے ہوئے مشورہ دیا

ارے نہیں میرا دماغ میں ایک اور خیال ہے! کیوں نا ہم عینا اور احمر کی بات پکی کر دیں۔۔ ان کی حالت سے بے خبر وہ اپنے تئیں اس مسئلے کا حل بتا رہی تھیں۔۔ ایاز کے چہرے کی رنگت شدت ضبط سے سرخ پڑنے لگی

عینا، عینا، عینا، عینا کی پڑھائی، عینا کی شادی تنگ آ گیا ہوں میں، وہ کونسی منحوس گھڑی تھی جو میں اسے اس گھر میں لے آیا۔۔ وہ فرسٹریٹ ہو کر دھاڑے

عافیہ منہ پر ہاتھ رکھے گنگ سی ان کا یہ ڈراؤنا روپ دیکھ رہی تھیں

کیا ہوا پاپا! بچے بھی اتنی تیز دھاڑ سن کر دوڑتے ہوئے آگئے

احمر بھی کسی انہونی کے احساس سے بھاگا چلا آیا۔

اب اور کچھ نہیں ملا تو عینا اور احمر کی شادی کا شوشہ چھوڑ دیا، تم سکون سے کیوں

نہیں رہتی۔ وہ مسلسل چیخے جارہے تھے

میرل اور عمر سہمے ہوئے کھڑے تھے

ایاز کو خود پر کنٹرول کرنا مشکل ہو رہا تھا وہ مسلسل ہانپ رہے تھے۔

کیوں پاپا؟ کیوں میری شادی عینا سے نہیں ہو سکتی۔ وہ سرخ آنکھیں ان پر جمائے

ہوئے پوچھ رہا تھا

وہ پھولتی اکھڑتی سانسوں سے بس اسے دیکھے جارہے تھے

بولنے ناپا پاپا کیوں؟ کیونکہ وہ طوائف کی بیٹی ہے نجانے کس کا گند اخون ہو گا اس کی

رگوں میں؟ اسی لئے ناپا پاپا؟؟؟۔ وہ ان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر پتھر یلے

لہجے میں پوچھ رہا تھا

ایاز آنکھیں پھاڑے بے یقینی سے بیٹے کو دیکھ رہے تھے۔

عافیہ بت بنی، حیرت سے باپ اور بیٹے کا یہ نیاروپ دیکھ رہی تھیں۔

یہ تم کیسے بات کر رہے ہو، باپ کے سامنے تن کر کھڑے ہو ایسی تربیت کی ہے میں

نے تمہاری۔۔ عافیہ کا غم و غصے سے برا حال ہو گیا

وہ بنا کچھ بولے خون آلود نظروں سے ایاز کو گھورتا رہا۔

آنکھیں نیچی کروا حمر۔ عافیہ چیختے ہوئے آگے بڑھیں اور ایک تھپڑ اس کے منہ پر جڑ دیا۔۔

امی پلیز،۔۔ عینا نے جو دروازے پر خوف و دہشت میں گھری کھڑی تھی فوراً ہی آگے بڑھ کر عافیہ کو تھام لیا وہ لہرا کر گر پڑی تھیں۔

امی!!۔۔ وہ تینوں چیختے ہوئے ان کے قریب آئے

احمر نے فوراً انہیں سنبھال کر بیڈ پر لٹایا، عمر تیزی سے ڈاکٹر کو فون ملانے لگا ایاز تھکے تھکے سے صوفے پر بیٹھے بس ٹکٹکی باندھے عافیہ کو دیکھ رہے تھے۔ وہ ڈاکٹر آگئے ہیں۔ عمر نے اطلاع دی

عینا اور میرل عافیہ کے کپڑے درست کر کے کمبل اوڑھا کر ہٹ گئیں۔ احمر ان کا ہاتھ تھامے بیٹھا رہا، وہ نیم بیہوشی کی کیفیت میں تھیں

کوئی پریشانی کی بات نہیں ہے بی بی پی لو ہو گیا ہے بس۔ وہ تھوڑی دیر چیک اپ کرنے کے بعد مسکرا کر بولے

یہ دوائیاں لے آؤ بیٹا۔ انہوں نے پریسکرپشن عمر کے ہاتھ میں تھمایا

پریشان ناہوں کوئی گھبرانے والی بات نہیں ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے جاتے جاتے ایاز کے کندھے پر ہاتھ رکھا

بہت شکریہ ڈاکٹر صاحب آپکا۔ وہ انہیں دروازے تک چھوڑنے ان کے پیچھے
کمرے سے باہر آگئے۔

امی آپ ٹھیک ہیں۔ میرل ان کا ہاتھ مضبوطی سے پکڑے بھیگی آنکھوں سے پوچھ
رہی تھی

بیٹا کیا بات ہو گئی ہے ایسی ہے کیوں اپنے پیپا سے بات کر رہے تھے ایسا کیا ہو گیا بیٹا
پہلے تو کبھی نہیں ہوا ایسا؟۔ وہ ایک ہاتھ سے احمر کا چہرہ چھوتے ہوئے بیتابی سے پوچھ
رہی تھیں، وہ نگاہیں چرا کر منہ پھیر گیا

کچھ نہیں امی وہ بس آپ دونوں کو کبھی ایسے تیز آواز میں بات کرتے ہوئے نہیں
دیکھا اس لئے آپ سے باہر ہو گئے۔ عینانے آگے بڑھ کر بات کو سنبھال لیا مبادا
احمر کے منہ سے کچھ ایسا نکل جائے جو عافیہ کی طبیعت اور بگاڑ دے۔

ہو جاتا ہے بیٹا شوہر اور بیوی کا رشتہ ہی ایسا ہوتا ہے، بہت سے اتار چڑھاؤ آتے ہیں کیا
ہو گیا اگر تمہارے پیپا کی آواز تھوڑی اونچی ہو گئی، میری غلطی تھی نا بیٹا وہ تھکے
ہارے تھے میں نے بحث شروع کر دی، تو غصہ آنا لازم ہے۔ وہ بڑی محبت سے
سمجھا رہی تھیں۔

جی امی، آپ زیادہ بات نا کریں آنکھیں بند کریں اور آرام کریں۔ وہ ان کی پیشانی کو
اپنے ہاتھ سے دباتا سنجیدگی سے بولا

میں آپکے لئے دودھ گرم کر کے لاتی ہوں۔ عینا انہیں مسکراتا دیکھ خود بھی مسکرا

دی

ایاز دروازے پر خاموشی سے کھڑے سب سن رہے تھے۔

وہ ایک نظر ان پر ڈالتی آگے بڑھ گئی۔

عینز!!... وہ کچن میں ابھی داخل ہی ہوئی تھی کہ پیچھے سے ان کی آواز آئی
انہوں نے اس گھر میں آنے کے بعد پہلی دفعہ اسے مخاطب کیا تھا۔ جب وہ چھوٹی
تھی ان کے گھر آنے پر گرینی اسے بتاتیں کہ یہ اس کے پاپا ہیں اسے بہت عجیب لگتا
وہ اسے دیکھتے اسکے سلام کا جواب دیتے اور آگے بڑھ جاتے، ان کے لائے ہوئے
فروٹس، چاکلیٹس کبھی آئس کریم بچپن میں بھی اسے خوش نہیں کرتے تھے وہ تو
باقی بچوں کی طرح اپنے پاپا کے ساتھ گھومنا پھرنا چاہتی تھی، اسکول جانا چاہتی تھی،
لیکن ان کے آنے کے بعد مٹی سج سنور کر یا تو ان کے ساتھ کہیں باہر چلی جاتی یا
کمرے گھر میں ہی دلہن بنی ان کے آگے پیچھے پھرتی رہتی، ناتو کبھی مٹی اسے ان کے
سامنے لے گئی نا ہی انہوں نے کبھی اس کی غیر موجودگی میں پوچھا کہ عینا کہاں ہے

--

اس وقت ان کی آواز بھی ایک سراب محسوس ہوئی، گویا وہ پلٹ کر دیکھے گی تو

پتھر بن جائے گی۔

عینا...!!! انہوں نے دوبارہ پکارا

اس نے کانپتے ہوئے رخ موڑا

وہ بنا کچھ بولے گھٹنوں کے بل بیٹھے اس کے آگے ہاتھ جوڑے ہوئے تھے
عینا کا خون جوش مارنے لگا اس کے باپ کا جڑا ہوا ہاتھ اس کا دل چاہا آگے بڑھ کر
ان کے ہاتھوں پر اپنا سر ٹکا دے اور زور زور سے دھاڑیں مار کر اتنا روئے کہ روتے
روتے مرجائے، لیکن یہ حق تو اسے کبھی ملا ہی نہیں اتنی ہمت کہاں سے لاتی
وہ۔۔۔ بت بنی کھڑی رہی

میرا طرف تمہارے جتنا بڑا نہیں ہے عینا میں تھک گیا ہوں، عافیہ کو سب بتا کر سزا
پانا چاہتا ہوں تبھی شاید مجھے تھوڑا سکون نصیب نہیں ہو۔ ان کے ہونٹ تھر تھرا
رہے تھے

ابھی نہیں پایا۔۔۔ احمران کے پیچھے سے نمودار ہوا

ابھی آپ کو اپنے احساس جرم کے ساتھ بہت عرصے تک جینا ہے، میں جانتا ہوں
اپنی ماں کو وہ فوراً معاف کر دے گی آپ کو اور میں اتنی جلدی آپ کو سکون کی طرف
لوٹا نہیں دیکھ سکتا، آپ نے میری وفادار ماں کے ساتھ ایسی غداری کی، وہ عورت
جو پڑھی لکھی ہونے کے باوجود بھی، آپ کی کسی بات سے انحراف گناہ سمجھتی ہے،
جس رنگ کی آپ تعریف نا کریں وہ رنگ پہننا چھوڑ دیتی ہے، خوبصورت، تعلیم

یافتہ، وفادار اور شوہر پرست عورت کو آپ نے یہ صلہ دیا اتنے سال سے اسے
دھوکے میں رکھا اور آپ چاہتے ہیں آپ اتنی جلدی معافی مانگ کر سارا مسئلہ ہی
ختم کر دیں، اتنی آسانی سے تو نہیں۔۔۔ وہ زہر بجھی مسکراہٹ کے ساتھ ان کے
قریب آ کر غرایا

ایاز ہارے ہوئے جواری کی طرح وہیں فرش پر بیٹھ گئے۔۔

پھوپھو جان یہ مٹھائی کیسی ہے۔۔۔؟؟؟ رشنا نے جیسے ہی دروازہ کھولا عارفہ بیگم

نے ہنستے ہوئے مٹھائی کا بڑا سا ڈبہ اس کے ہاتھ میں تھما دیا

ارے اپنی ماں کو تو بلاؤ پھر بتاتی ہوں۔ وہ عائشہ کو آوازیں دیتی اندر آ گئیں

السلام علیکم باجی۔ عائشہ چھت پر کپڑے پھیلا کر واپس سیڑھیاں اتر رہی تھیں

وہیں سے سلام کیا، شادی کے اتنے سالوں بعد بھی نند بھانج کے تعلقات اتنے

اچھے تھے کہ عائشہ کے لئے ہمیشہ ان کی آمد مسرت کا باعث بنتی تھی۔

وعلیکم السلام عائشہ میری جان یہ لومنه میٹھا کرو۔ انہوں نے آگے بڑھ کر مٹھائی ان

کے منہ میں ڈالی۔۔

مجھے پتہ تو چلے کیسی مٹھائی ہے..؟ انہوں نے ان کھلا کھلا سا چہرہ دیکھا اور مٹھائی

کھاتے ہوئے پوچھا

فار یہ کارشتہ پکا ہو گیا ہے۔ وہ خوشی خوشی بتا رہی تھیں
اوہ اچھا ماشاء اللہ بہت بہت مبارک ہو باجی۔ ان کے چہرے پر ایک سایہ لہرایا لیکن
پھر جلد ہی خود کو سنبھال کر مبارکباد دی
رشنا خاموش کھڑی رہی اس کا دل اداس ہو گیا۔
کیا ہو گیا تم لوگوں کو خوشی نہیں ہوئی۔ عارفہ بیگم نے شاید ان کی اداسی محسوس
کر لی

ارے نہیں باجی ہمیں خوشی کیوں نہیں ہوگی،۔۔ وہ ہنس کر بولی
پھر کیا بات ہے؟؟ وہ مشکوک ہوئیں
وہ باجی اصل میں شہریار اور ہم سب کی خواہش تھی کہ فار یہ ادھم کی دلہن بنے۔
انہوں نے تھوڑی دیر بعد اٹکتے ہوئے کہا۔
خواہش تو میری بھی یہی تھی عائشہ لیکن تم فار یہ کے ابا کو جانتی ہو نا ان کے لئے
لڑکے کا ویل سیٹلڈ ہونا، فیملی کا امیر ہونا کتنا اہمیت رکھتا ہے، میں بار بار اپنے بھتیجے کا
نام ان کے آگے پیش کر کر کے اس کی بے عزتی اور اپنی بھائی کی روح کو تکلیف
نہیں دے سکتی۔ وہ شرمندہ نظر آرہی تھیں
ارے باجی کوئی بات نہیں ہے، اس اللہ کی کوئی مصلحت ہوگی، ہماری فار یہ کا نصیب
اچھا ہو بس۔ انہیں وہ شرمندہ سی بالکل اچھی نہیں لگ رہی تھیں،

تم میرا فون کیوں نہیں اٹھا رہی تھی ارم۔ پورا دن یونہی بیزار سی سے گزارنے کے بعد جب اس نے رات میں اپنا فون اٹھایا تو ذکی کی ڈھیروں مسڈ کال تھیں ناچاہتے ہوئے بھی اس نے کال بیک کیا جسے پہلی ہی رنگ میں اٹھاتے ہی اس کی تڑپتی ہوئی آواز آئی۔

بس وہ میرا دل نہیں چاہ رہا تھا۔ اس کے دل کو کچھ ہوا، لیکن آنسو پیتے ہوئے بولی تمہارا مجھ سے بات کرنے کا دل نہیں چاہ رہا تھا ارم !!! اس نے بے یقینی سے پوچھا

وہ ذکی اب میں کبھی تم سے ایسے باہر نہیں ملوں گی۔۔۔ وہ اس کی بات کا جواب دے بغیر بولی

تم اس بات سے پریشان ہو؟؟۔۔۔ وہ کچھ دیر خاموش رہ کر بولا ہمہمم ذکی مجھے بہت رونا آرہا ہے، گھن آرہی ہے خود سے گھٹن محسوس کر رہی ہوں میں۔ وہ دبی آواز میں روتے ہوئے بولی

معاف کر دو مجھے آئندہ ایسا نہیں ہوگا۔ وہ شرمندہ ہوا آئندہ کی نوبت ہی نہیں آئے گی اور تم جلد ہی اپنے والدین کو بھیجو میرے گھر۔ اس نے سختی سے کہا

ٹھیک ہے ارم تم بالکل پریشان مت ہو میں بھیجوں گا میاؤ کو پلیز تم بس اپنا خیال رکھو۔۔۔ اس نے یقین دلاتے ہوئے کہا

ٹھیک ہے چلو میں بعد میں بات کرتی ہوں کوئی آ رہا ہے۔ اس نے خدا حافظ کہہ کر فون رکھ دیا

وہ میں نے ابھی ذکی سے بات کی ہے۔ مریم کمرے میں آئی تو وہ خود ہی اسے بتانے لگی

کیا کہا اس نے؟؟ وہ بیتابی سے اس کے قریب آئی

وہ کہہ رہا ہے کہ اپنے والدین کو بھیجے گا۔ اس نے دھیمی آواز میں بتایا اوہ خدا یا تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے ورنہ میں تو ان اندیشوں میں تھی کہ کہیں باقی لڑکوں کی طرح وہ بھی شادی کے نام پر چھوڑ کر ناچلا جائے۔ اس کے چہرے پر اطمینان چھا گیا

کیا ہوا تم خوش نہیں ہو؟؟.. اس نے اسے خاموشی سے چھت کو تکتا دیکھ کر پوچھا میں گناہوں کے دلدل میں خود کو دھنستا محسوس کر رہی ہوں مریم۔ اس گناہ کے بعد تو میرا دل بالکل ہی سیاہ ہو گیا ہے، راتوں کو مجھے خواب آتے ہیں کہ لوگ مجھ پر پتھر مار رہے ہیں اور اتنے پتھر مار رہے ہیں کہ میری موت قریب آگئی ہے اور جب میں مرنے لگتی ہوں تو میری آنکھ کھل جاتی ہے، کبھی ایسی غلطی مت کرنا میری

بہن پلیز۔۔ وہ چھت پر یک ٹک دیکھتی ہوئی مریم کا ہاتھ سختی سے جکڑ کر بولی اس وقت وہ کسی اور ہی دنیا میں لگ رہی تھیں۔۔

مریم نے بمشکل اپنے ہاتھ سے منہ دبا کر خود کو چیخنے سے روکا ورنہ اسے ارم سے سخت خوف آ رہا تھا۔۔

با جی بہت پریشان ہوں کچھ بات کرنی تھی آپ سے۔ رشنا کے وہاں سے جاتے ہی عائشہ عارفہ سے بولیں

خیریت تو ہے عائشہ میں جب سے آئی ہوں تمہیں پریشان دیکھ رہی ہوں؟.. انہوں نے فکر مندی سے اس کا چہرہ دیکھتے ہوئے پوچھا

مجھے ادھم نے بڑی ٹینشن میں ڈالا ہوا ہے با جی۔ وہ دھیرے دھیرے انہیں پوری بات بتانے لگیں

اے ہائے، یہ کیسے ممکن ہے؟؟۔ وہ منہ کھولے رہ گئیں

وہی با جی سمجھ میں نہیں آتا کیسے منع کروں۔ وہ رو دینے کو تھیں

ارے منع کرنا ہی ہو گا۔ مانا کہ عینا سیدھی سادی بچی ہے لیکن اس کا گھر خاندان کچھ تو پتہ ہونا چاہیے اس کی ماں ایسی ویسی عورت تھی نجانے کس کا خون ہو۔۔ عارفہ

بیگم کو اب غصہ آ رہا تھا

کیا کہوں سیدھا منہ پھاڑ کر اسے طوائف کی اولاد نہیں کہہ سکتی نا۔ خود کو برا لگتا ہے
اور بچوں کے سامنے تو اور برا محسوس ہوتا ہے۔ وہ سخت ڈپریسڈ تھیں
ہاں ہم مروت کے مارے لوگ نہیں کہہ پاتے نا کچھ۔ وہ افسوس کرتے ہوئے
بولیں

عائشہ ٹینشن میں بیٹھی رہیں۔۔

اے تم عافیہ سے بات کرو اسے اپنا مسئلہ سمجھاؤ، وہ سمجھدار عورت ہے سمجھ جائے
گی، اسے کہو کہ لڑکی کو ہمارے ادھم سے دور رکھے اور عینا کے ماں باپ کو جلد از
جلد ڈھونڈ کر ان کے حوالے کرے ورنہ کل کو اس کا خود کا بیٹا اس کی تمنا کر بیٹھا تو
کیا کرے گی۔۔ تھوڑی دیر سوچنے کے بعد انہوں نے عائشہ کو سمجھایا
آپ ٹھیک کہتی ہیں باجی۔ انہیں بھی ان کی بات پتے کی لگی، اور ٹھان لیا کہ عافیہ
سے بات کریں گی۔۔

رات کو وہ جب کمرے میں آئی تو ادھم کی کال آرہی تھی، اس نے کچھ دیر سوچا پھر

اٹھالیا

السلام علیکم۔ اسکی آواز کمرے میں گونجی، اس نے گھبرا کر والیوم کم کیا اور دروازہ

بند کر لیا

وعلیکم السلام جی بولیں۔ دھیمی آواز میں جواب دیا
تم ٹھیک ہو عینا۔۔ وہ تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد بولا
جی، الحمد للہ، آپ بتائیں اسوقت کال کیوں کئے ہیں؟ وہ بہت محتاط ہو کر بات کر
رہی تھی

عینا میں ماما کو تمہارے گھر بھیجنا چاہ رہا ہوں۔ اس نے آخر کہہ ہی دیا
اسوقت خیریت تو ہے۔ اس نے گھبرا کر گھڑی میں وقت دیکھا
اسوقت نہیں بیوقوف لڑکی ہمارے رشتے کے لئے بھیجنا چاہ رہا ہوں۔ وہ مسکرایا
ہمارے رشتے کے لئے۔ اس نے بے یقینی سے پوچھا
ہاں کیوں میں تمہیں پسند نہیں۔ اس نے اس کی حیرت پر سوال کیا
نہیں وہ بات نہیں ہے آپ تو وہ فاریہ کے ساتھ۔۔ وہ کہتے کہتے رک گئی
میں فاریہ کے ساتھ کچھ بھی نہیں عینا، وہ بس میری کزن اور بچپن کی دوست
"تھی"۔ اس نے تھی پر زور دے کر کہا

اور میرا کسی کا بھی کچھ نہیں ہے، میرا تم سے بھی کوئی افیئر نہیں ہے بس میں شادی
کا خواہش مند ہوں۔ وہ قدرے سختی سے بولا
عینا کے جلتے سلگتے دل پر اسکی باتیں ابر رحمت بن کر گر رہی تھیں۔۔

اپنی اس خوشی میں وہ بھول ہی گئی کہ ایاز نے گھر والوں سے اسکا رشتہ ادھم کے گھر سے کس طرح جوڑ کر بتایا ہے۔

وہ تو ادھم کی باتوں میں کھوئی ہوئی تھی۔۔

عافیہ کی طبیعت ٹھیک محسوس ہو رہی تھی۔

وہ کمرے سے باہر نکلیں تو انہیں اپنا ہی گھر اجینیوں سالگ رہا تھا میرل اپنے کمرے میں تھی، احمر بھی مستقل کمرے میں بند رہنے لگا تھا، عمر باہر تھا۔ ایاز چپ چاپ اکیلے لان میں بیٹھے تھے۔۔

یہ میرا گھر تو نہیں ہے اس میں تو ہمیشہ بچوں کے ہنسنے بولنے کی آوازیں گونجتی رہتی تھیں۔ انہوں نے وحشت سے اپنے گھر کی اداس اداس دیواروں کو دیکھتے ہوئے سوچا۔۔

بس اب مجھے عائشہ بھابھی سے بات کرنی ہوگی میں اب اس سے زیادہ اگران کا خیال کر کے رکی رہی تو میرا گھر بکھر جائے گا، میرے اور میرے شوہر کے بیچ پریشانیاں بڑھتی جائیں گی۔۔ انہوں نے ایک سرسری نظر کچن میں کام کرتی ہوئی عینا پرڈالی اور ایک پختہ ارادے کے ساتھ فون اٹھا کر کمرے میں چلی گئیں

ہیلو السلام علیکم عائشہ بھابی!! انہوں نے کال ریسیو ہوتے ہی عائشہ کو سلام کیا
و علیکم السلام عافیہ کیسی ہو؟؟.. انہوں نے جواب دیتے ہوئے ان کی خیریت پوچھی
الحمد للہ بھابی ٹھیک ہوں۔

بھابی مجھے عینا کے حوالے سے آپ سے کچھ ضروری بات کرنی ہے آپ تسلی سے
سنئے گا پلیز۔۔ ادھر ادھر کی باتیں کرنے کے بعد انہوں نے بہت اعتماد جٹا کر کہا
مجھے بھی تم سے عینا کے حوالے سے ہی بات کرنی تھی عافیہ لیکن پہلے تم بولو
۔۔ انہوں نے سنجیدگی سے کہا

آپ کو کیا بات کرنی ہے عینا کے بارے میں؟؟۔ انہوں نے حیرت سے پوچھا۔۔
السلام علیکم!! وہ سالن بنا کر چولہا صاف کر رہی تھی تبھی میسیج کا نوٹیفکیشن آیا
ہاتھ گندا تھا، اس لئے تھوڑا اچک کر اوپر رکھے فون کی روشن اسکرین دیکھی تو ادھم
کا سلام جگمگا رہا تھا۔۔

اس کے ہونٹوں پر شرمیلی سی مسکراہٹ آگئی۔ اس نے جلدی جلدی چولہا صاف
کر کے ہاتھ دھلا اور دوپٹے سے خشک کرتی فون اٹھا کر کرسی پر بیٹھ گئی۔
و علیکم السلام۔ اس نے مسکراتے ہوئے جواب بھیجا

کیسی ہو؟ تھوڑی دیر کے بعد ہی اس نے سین کر کے دوسرا میسیج کیا
ٹھیک ہوں آپ کیسے ہیں؟ اس نے فوراً جواب دیا

اکیڈمی آنے کا ارادہ ہے، یا بس جتنی پڑھائی کر لی کافی ہے؟ اس نے طنزیہ پوچھا
کافی ہے۔۔ اس شوخی سے سیپلائے کیا

میری نانی کہتی تھی ان کے زمانے میں جب لڑکیاں چوتھی پانچویں تک پڑھ لیتی
تھیں تو لوگ کہتے تھے کہ خط و کتابت کرنا آگیا ہے نا، کافی ہے، ویسے تو تم بھی خط و
کتابت کر سکتی ہو۔۔ اس نے ڈھیروں ہنسی والی ایمو جی کے ساتھ میسج بھیجا

خط و کتابت کا پتہ نہیں چیٹنگ کرنا خوب آگیا ہے۔ اس نے بھی ویسا ہی جواب دیا
چلو میں نے اکیڈمی میں تمہیں ڈھنگ سے پڑھایا ہو یا نا ہو چیٹنگ کرنا تو سکھا دیا ہے
۔۔ وہ اس کے ساتھ ہنسی مزاق کرتا ہوا الگ ہی کچھ لگ رہا تھا

صرف چیٹنگ نہیں میں نے تو عمر سے کہہ کر انسٹا گرام کا اکاؤنٹ بھی بنوایا ہے
۔۔ اس نے خوشی خوشی بتایا

اچھا کیا کرتی ہو انسٹا گرام پر۔ وہ شاید اس کی دلچسپیاں جاننا چاہ رہا تھا
کچھ نہیں آپ پر نظر رکھی ہوئی ہے کہ کہیں آپ نے کسی لڑکی کو فالو تو نہیں کیا،
میں نے سنا ہے انسٹا پر لڑکے بہت لڑکیاں پھنسا رہے ہیں۔ وہ بڑی معصومیت
سے جواب دے رہی تھی

ادھم کا بے ساختہ قہقہہ ابل پڑا۔ لیکن ساتھ بیٹھے دوستوں کی معنی خیز نظروں سے
خائف ہو کر دوبارہ سنجیدہ ہو گیا۔

اگر فالو کیا ہوتا لڑکیوں کو تو؟؟؟ اس نے سوال کیا
پھر میں آپ سے ناراض ہو جاتی۔ بہت ہی ناز سے بتایا گیا
ادھم کا دل پھر سے دھڑکنے لگا۔
کبھی لگا ہی نہیں تھا کہ کسی کی باتیں اسے اتنی اچھی لگ سکتی ہیں۔

دیکھو عافیہ، عینا بہت پیاری بچی ہے لیکن شادی کرنے کے لئے صرف لڑکی کا پیارا
ہونا ضروری نہیں ہوتا ہے، اچھا یا برا کم از کم لڑکی کا خاندان تو پتہ ہونا چاہیے، ماں
باپ کی خبر ہونی چاہیے۔ وہ اپنے مخصوص ٹھہرے ہوئے لہجے میں بول رہی تھیں

شادی...!! عافیہ سخت حیران ہوئیں
ہاں، ادھم کہہ رہا ہے کہ عینا سے شادی کرے گا، اب ہم بچوں کو یہ سب نزاکتیں
نہیں سمجھا سکتے، نا اس طرح کی نگینو باتیں زیادہ کھل کر کر سکتے ہیں، دیکھو اگر
میرل ہوتی تو میں کبھی منع نہ کرتی ہم خوشی خوشی دونوں کی شادی کر دیتے، لیکن تم
خود سمجھ سکتی ہونا۔ وہ اپنی بات کی تائید چاہ رہی تھیں، لیکن عافیہ کے تو سر پر آسمان
ٹوٹ پڑا تھا۔

عینا اور ادھم کا نکاح، اللہ تو بہ یہ کیسے ممکن ہے۔ انہیں جھر جھری آگئی۔

میں عینا سے بات کروں گی بھابھی اس بارے میں آپ فکر نہ کریں ایسا کبھی نہیں ہوگا۔ وہ تھوڑی دیر بعد لڑکھڑاتی ہوئی آواز میں بولیں

شکر یہ عافیہ تم نے میری مشکل آسان کر دی۔ عائشہ کے سر سے بوجھ اتر گیا، جواب عافیہ کے دل و دماغ پر مزید بھاری ہو کر چڑھ گیا تھا۔

وہ انہیں اللہ حافظ بول کر وہیں کرسی پر ڈھے گئیں۔ سامنے کچن میں کرسی پر بیٹھی عینا کی نظریں فون اسکرین پر اور مسکراہٹ ہونٹوں پر چمکی ہوئی تھی۔

یا اللہ اور کتنے امتحان لکھے ہیں تو نے اس بچی کی قسمت میں۔۔ وہ بے بسی سے سوچ رہی تھیں۔

تم لوگ آجکل ناکالج جا رہی ہونا کیڈمی، کیا بات ہے؟؟ راحت بیگم نے ان دونوں کو گھورتے ہوئے پوچھا

ارم نے گھبرا کر منہ کمر کے اندر کر لیا جیسے وہ اس کے چہرے پر کچھ پڑھ لیں گی وہ امی ارم کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی، میں اکیلی کیسی جاتی، گلی میں اتنے لڑکے بیٹھے ہوتے ہیں۔ مریم نے بروقت معقول بہانہ گھڑا

کیا ہو گیا طبیعت کو چلو ڈاکٹر کو دکھالائیں۔ وہ پریشان سی اسکے پاس آ گئیں کئی دنوں سے اسکو سب سے کٹا ہوا دیکھ رہی تھیں۔

نہیں امی ٹھیک ہو جاؤں گی میں، بس آرام کرنے دیں مجھے۔ وہ گھبرا گئی
اچھا ٹھیک ہے، میں بخار کی دوا دیتی ہوں کھا کر سو جاؤ نہیں آرام ہو اتو کل ڈاکٹر کے
یہاں چلنا کوئی بہانہ نہیں چلے گا۔ وہ اس کی پیشانی چومتی ہوئی کہہ کر چلی گئیں
ان کے جاتے ہی اس کا ضبط ٹوٹ گیا اور اپنے آپ آنسو بہنے لگے۔
مریم بس خاموشی سے اسے دیکھ رہی تھی۔

شاید ہر لڑکی گناہ کے اس دلدل میں پیر رکھنے کے بعد ایسے ہی روتی تڑپتی ہو لیکن
بہت کم خوش نصیب ایسی ہوتی ہیں جو اس سے بچ کر نکل آتی ہیں۔ زیادہ تر گناہ،
ایک بار کی غلطی کو چھپانے کی تگ و دو اور اس کے خوف کو خود پر مسلط کرنے کی
وجہ سے ہوتے ہیں اگر انسان ایک بار کی غلطی سے سیکھ کر سنبھل جائے تو وہ پہلے
سے بہترین انسان بن سکتا ہے۔ کبھی بھی اپنی غلطی کو پیشہ ور گناہ میں تبدیل نا
ہونے دیں۔

فارہ آپنی ایک بات پوچھوں۔!! رشنا آج کالج سے پھوپھو کی طرف آگئی تھی اور
اس وقت فارہ کے کمرے میں لیٹی تھی۔

ہاں پوچھو۔ لپ اسٹک کا شیڈ چیک کرتے ہوئے وہ مصروف سے انداز میں بولی
آپ اس رشتے سے خوش ہو؟۔ اس نے دھیمی آواز میں پوچھا

میرے لئے بس اتنا ہی کافی ہے کہ یہ شادی ابھی نہیں ہو رہی ہے، ابھی بس رشتہ
طے ہوا ہے اور میں کوشش کروں گی کہ تب تک خود کو اس رشتے کے لئے خوش کر
سکوں ابھی تو ڈیفہ نیٹلی نہیں ہوں۔ اس کے ہاتھ پل بھر کور کے لیکن پھر اس نے
خود کو سنبھال لیا

آپ کو پتہ ہے ادھم بھائی کس سے شادی کے لئے کہہ رہے؟ وہ اب اٹھ کر اور
قریب بیٹھ گئی

عینا سے۔ وہ بنا اسکی طرف دیکھے بولی
آپ کو کیسے پتہ بھائی نے کچھ کہا آپ سے؟ اس نے حیرت سے پوچھا
پتہ نہیں کیوں جب میں نے انہیں پہلی بار دیکھا تھا تبھی مجھے احساس ہوا تھا، اور
تمہارے بھائی کو اگر مجھ میں دلچسپی ہوتی نا تو وہ مجھے ڈانٹنے کے بجائے یہ کہتا کہ، میں
ماما سے شادی کی بات کروں گا، مگر اس نے ایسا کچھ نہیں کہا۔ وہ پھیکی سی مسکراہٹ
کے ساتھ بولی

رشنا کو سمجھ میں ہی نہیں آیا کہ کیا بولے۔۔
میری محبت کی دفعہ اس کا ضمیر گوارہ نہیں کرتا تھا اور اب دیکھو کیسے عینا، عینا کئے
رہتا ہے۔ اس کی مسکراہٹ اب طنزیہ ہو گئی تھی

جانے دیں آپ، آپکی شادی جس سے ہو رہی ہے وہ بھی بہت اچھے ہیں ہینڈ سم ہیں
پڑھے لکھے ہیں۔ اس نے اپنے طور پر تسلی دی

ناہوتے تب بھی میں تمہارے بھائی کے پیچھے نہیں جاتی رُشنا، میں عورت اور مجھے
اپنا غرور بنا کر رکھنا ہے، میں ایسے مرد کے پیچھے کبھی نہیں بھاگ سکتی جو مجھ سے
محبت ہی نا کرتا ہو۔ وہ آئینے میں خود کو دیکھتی ایک عزم سے بولی
رشنا نے مسکرا کر اسے حوصلہ دیا۔۔

وہ خود کو سنبھال رہی تھی لیکن ناچاہتے ہوئے بھی اس کے دل میں عینا کے لئے
حسد کی لہریں اٹھ رہی تھیں۔۔

عینا!!!۔۔۔ عافیہ اسکے پاس آ بیٹھیں وہ نیچے قالین پر بیٹھی کپڑے تہہ کر رہی
تھی، دھیرے دھیرے اس نے گھر کی آدھی سے زیادہ ذمہ داریاں اپنے سر کر لی
تھیں۔

جی امی۔۔!! وہ فوراً متوجہ ہوئی

عافیہ نے بغور اسکی طرف دیکھا، وہی چہرہ تھا لیکن اس پر ایک الگ سارنگ تھا
، ہونٹ بنا مسکان کے بھی کھلے ہوئے تھے، آنکھوں میں شدت گریہ کی سو جن اور
خالی پن کی جگہ الوہی سی چمک تھی۔۔

بیٹا وہ۔ عافیہ کی جان نکل رہی تھی اس کے چہرے سے یہ چمک چھینتے ہوئے
جی امی بولیں۔ وہ ان کے تاثرات دیکھ کر گھبرا گئی اور کپڑے چھوڑ کر ان کے پاس

آگئی

بیٹا تم بچپن سے اپنے باپ کو دیکھتی آئی ہونا، ملنا بھی چاہتی ہو گی اپنی فیملی سے؟؟۔

انہوں نے اس کا ہاتھ تھام کر پوچھا

وہی ذکر پھر سے وہی بات، عینا کے چہرے پر تاریکی چھا گئی

بیٹا میں جانتی ہوں تمہاری فیملی کون ہے۔ وہ اسکے ہاتھوں پر اپنی گرفت مضبوط کر

رہی تھیں

بیٹا وہ ادھم کی فیملی ہے ادھم تمہارا بھائی ہے بیٹا۔ انہوں نے ہاتھ چھوڑ کر اس کا چہرہ

اپنے ہاتھوں میں لے لیا

امی!! ایک کراہ نکلی اس کے منہ سے اور ہونٹ بس تھرتھرا رہے تھے

سوری بیٹا کاش میں تمہاری خوشی کے لئے کچھ کر پاتی۔ وہ اسے بھینچ کر رو دیں

کاش امی میں خود کے لئے کچھ کر پاتی۔ وہ ان کے سینے سے لگی بیہوش ہو چکی تھی

احمر عینا کو ہاسپٹل لے آیا۔

ڈاکٹر نے اسے ایڈمٹ کر لیا تھا

ایسی کیا بات ہوئی تھی امی عینا کی اور آپکی۔ وہ کاریڈور میں چیئر پر بیٹھی دعائیں پڑھ رہی تھیں جب احمران کے پاس آیا۔

بس بیٹا دعا کرو خدا اس بچی کو اس آزمائش سے نکال لے۔ وہ زار و قطار آنسوؤں کے ساتھ دعائیں مانگ رہی تھیں

لیکن ہوا کیا تھا امی۔ اس نے پیچین ہو کر پوچھا

بیٹا مجھے لگتا ہے اس بد نصیب کو ادھم سے محبت ہو گئی ہے، ادھم نے اپنے گھر پر بھی بول دیا ہے، اے کاش ہم بے بس نہ ہوتے۔ وہ روئے جا رہی تھیں

احمر کے چہرے پر کئی رنگ آ جا رہے تھے، لیکن اب وہ اتنا مضبوط ہو چکا تھا کہ اس طرح کی کٹھن گھڑیوں میں خود کو سنبھال سکے۔

نہیں امی اب مزید آزمائشیں اس کا مقدر نہیں بن سکتیں۔ کچھ دیر بعد وہ ایک عزم کے ساتھ بولا

کیا مطلب؟ وہ چونک کر بولیں

کچھ نہیں امی بس دعا کریں وہ جلدی سے ٹھیک ہو جائے۔ اس نے محبت سے ماں کا ہاتھ تھام کر کہا

آمین۔۔ وہ دوبارہ تسبیحات کا ذکر کرنے لگیں

احمر گہری سوچ میں ڈوبا رہا۔۔

گھر میں سب کہاں ہیں..؟؟ ایاز شام کو آفس سے گھر آئے تو میرل کو اکیلے خاموش لاؤنج میں بیٹھے دیکھ کر وہیں اس کے پاس بیٹھ گئے۔

وہ سب تو ہاسپٹل گئے ہیں، میں آپ کے لئے پانی لاتی ہوں پاپا۔ وہ کھڑی ہو گئی ہاسپٹل خیریت تو ہے عافی کی طبیعت پھر سے خراب ہو گئی کیا۔؟ وہ تڑپ گئے نہیں امی تو ٹھیک ہیں وہ عینا کی طبیعت خراب ہو گئی ہے۔ وہ کہہ کر پانی لینے چلی گئی عینا کی طبیعت خراب؟!! انہیں سخت پیچینی اور شرمندگی نے آن گھیرا پاپا پانی لیں۔ میرل پانی لے کر آ گئی

پاپا آپ رو رہے ہیں۔ وہ ان کی آنکھوں میں آنسو میں دیکھ کر پریشان ہو گئی بیٹا تھک گیا ہوں، بہت تھک گیا ہوں۔ اس کے ینگ اور اسمارٹ سے پاپا ایکدم بوڑھے نظر آنے لگے تھے۔

پاپا! وہ اپنے ہاتھ ان کے گھٹنوں پر رکھتی زمین پر بیٹھ گئی بیٹا تمہارے پاپا بہت برے ہیں، بہت برے۔ وہ اس کے ہاتھوں کو تھام کر بے بسی سے بول رہے تھے

نہیں پاپا، آپ سب سے پیارے ہیں سب سے اچھے ہم سب کا آئیڈیل ہیں پاپا آپ ایسے کیوں بول رہے؟

آج کل آپ کو کیا ہو گیا ہے پاپا کبھی امی پر چلاتے ہیں، کبھی غصہ کرتے ہیں اور ابھی

آپ ایسے بول رہے ہیں۔ وہ رو پڑی

میرل!! پیچھے سے احمر نے آواز دی۔

جی بھائی۔ وہ آنسو صاف کرتی ہوئی کھڑی ہو گئی

تم اندر جاؤ، مجھے پاپا سے کچھ بات کرنی ہے۔ وہ سنجیدگی سے بولا

یہ کیا ہو رہا ہے ہمارے گھر میں؟، کبھی امی بیمار، کبھی عینا بیمار، کبھی پاپا غصے میں چلاتے ہیں کبھی برو جان غصے میں گھومتے ہیں۔ وہ بغور انہیں دیکھتی پلٹ گئی۔

چپ ہو جاؤ بچہ کیوں رو رہی ہو اتنا۔ انعم بچی کو سنبھالنے میں ہلکان ہو رہی تھی

امی۔ وہ تنگ آ کر چیخی

کیا ہو گیا کیا ہو گیا؟۔ وہ بھاگی بھاگی آئیں

امی یہ چپ ہی نہیں ہو رہی ہے کیا کروں میں؟۔ وہ تنگ آ کر بولی

بیٹا چھوٹی بچی ہے، منہ سے تکلیف نہیں بتا پائے گی نا۔ ہو سکتا ہے پیٹ میں درد ہو یا

بھوک لگی ہو۔ انہوں نے پیار سے تسلی دی

میں اکیلی سنبھال رہی ہوں، دودو بہنیں کسی کام کی نہیں ہیں، اور خالائیں تو بھانجے

بھانجیوں کے لئے جان دیتی ہیں ایک میری بہنیں ہیں، مریم تو کبھی کبھی اٹھا بھی

لیتی ہے مگر ارم نے تو بھول کر نہیں چھوا کبھی۔ وہ حسب عادت شکایتوں کا دفتر
کھول کر بیٹھ گئی

بیٹا وہ ارم کی طبیعت کچھ ٹھیک نہیں ہے اس لئے بچی پر توجہ نہیں دے پارہی، ورنہ
تم سے محبت تو بہت اسے، تم ایسا مت سوچو۔ انہوں نے صفائی دی

ایسا ہی ہے امی میری بہنوں کو میری کوئی قدر نہیں ہے۔ وہ روہانسی ہو گئی
میں بھیجتی ہوں ان دونوں کو۔ وہ تنگ آ کر کمرے سے نکل گئیں

مریم، بیٹا ارم کو لے کر تھوڑا انعم کے پاس بیٹھ جاؤ وہ اکیلی بچی کو لے کر ہلکان ہو رہی
ہے۔ انہوں نے بیسن کے پاس کھڑی منہ دھلتی مریم سے کہا

جی امی، ابھی جاتی ہوں۔ وہ تو لیے سے منہ صاف کر کے اپنے کمرے میں آ گئی۔

ارم!!۔۔ اس نے خاموش بیٹھی ارم کو پکارا

ہممم۔ وہ چونک کر متوجہ ہوئی

اکیلی بیٹھی ہو اور برا محسوس کرو گی، چلو آپ کے پاس بیٹھتے ہیں ہدیہ کے ساتھ

کھیلیں گے تو اچھا لگے گا۔ وہ اس کے پاس آ کر بولی

ہممم چلو۔ وہ کچھ سوچ کر کھڑی ہو گئی

چلتے چلتے وہ شیشے کے پاس رک گئی۔

وہی چہرہ، وہی آنکھ، وہی ناک، وہی رنگ، اس کے باوجود اس کے چہرے پر کس چیز کی کمی ہے؟ اس نے آئینے میں اپنا عکس دیکھتے ہوئے سوچا

کمی نہیں زیادتی ہے، ان اضافی لعنتوں کی جو میرے چہرے سے برس رہی ہے۔

اس کا دل چاہا اپنے منہ پر تیزاب الٹ لے

چلو کیا دیکھ رہی۔ مریم نے اسے شیشے کے سامنے جما ہوا دیکھ کر ڈپٹا

وہ چپ چاپ اس کے پیچھے چل پڑی

لاؤ آپ ہمیں دو۔ ارم کمرے میں گھستے ہی ہلکان ہوتی انعم سے بچی کو لے لیا
پکڑو میں تو تنگ آگئی ہوں تم لوگوں تو توفیق نہیں ہوتی بہن اور بھانجی کے پاس بیٹھ
جاؤ، اور اس کا باپ اسے پتہ نہیں کیا ہوا ہے فون کروں تو بس ہوں ہاں میں جواب
دیتے ہیں، اتنے سالوں بعد خدا نے اولاد سے نوازا اسکی بھی پرواہ نہیں۔ شوہر کی
بے توجہی نے ان کے کڑوے مزاج کو مزید کسیلا بنا دیا تھا۔

بزی ہوں گے آپ۔ ارم آہستہ آواز میں بولی

چھوڑیں آپ یہ دیکھیں میری گود میں آتے ہی کیسے ہنس رہی۔ مریم نے کھلکھلاتے

ہوئے ان کی توجہ ہدیہ کی طرف کی

وہ دونوں بھی مسکرا دیں۔

دو مجھے میں اسے۔ ارم نے اسکی گود سے اٹھالیا

سنجھل کے۔ انعم نے اسکی تیزی دیکھ فوراً ٹوکا

آؤ بیٹا اپنی بڑی خالہ کے پاس۔ وہ احتیاط سے اسے اپنی گود میں لے کر کھڑی ہو گئی
اللہ۔ اگلے ہی پل وہ لڑکھڑا کر زمین پر آرہی تھی۔ انعم نے جلدی سے نیچی کو سنبھالا،
مریم نے بڑی مشکل سے اسے گرنے سے روکنا چاہا لیکن توازن سنبھالنا سکی۔

ادھم بھائی کی کال۔ وہ کمرے میں آئی تو قالین پر پڑا عینا کا فون زور و شور سے بجنے لگا

ہیلو السلام علیکم۔ اس نے ریسیو کر کے سلام کیا

وہ آواز سن کر کچھ پل کے لئے خاموش رہ گیا۔

ہیلو۔ وہ دوبارہ بولی

ہاں وہ وہ علیکم السلام، میرا عینا کہاں ہے۔ اس نے گڑبڑا کر جواب دیا
ادھم بھائی، وہ عینا کی طبیعت خراب ہو گئی امی ماور بھائی اسے ہاسپٹل لے کر گئے ہیں

۔ اس نے بتایا

طبیعت خراب؟ کونسے ہاسپٹل میں ہے وہ؟۔ وہ یہ خبر سن کر پیچھین ہو گیا
میرل نے ہاسپٹل کا نام بتا دیا وہ فوراً ہی گاڑی کی چابی اٹھا کر کمرے سے باہر نکل آیا۔
کہاں جارہے ہو بھائی اس وقت؟ ارحم لاؤنج میں ٹی وی دیکھ رہا اسے باہر جاتے دیکھ
کر پوچھ بیٹھا۔

وہ عینا کی طبیعت خراب ہے، ایڈمٹ ہے۔ پریشانی اس کے چہرے سے جھلک رہی تھی

اوہ میں بھی چلوں ساتھ میں۔ اس نے آفر کی
نہیں رہنے دو میں اکیلا ہی جا رہا ہوں تم سو جاؤ۔ وہ تیزی سے کہہ نکل گیا
ارحم کندھے اچکا کر ٹی وی دیکھنے لگا۔
تم ابھی تک سوئے نہیں، صبح اسکول نہیں جانا کیا۔ عائشہ کمرے سے نکلیں تو اسے
بیٹھے دیکھ کر ڈپٹا
سنڈے ہے ماما۔ وہ ہنسا

تو ساری رات جاگو گے کیا۔ انہوں نے گھورا
نہیں ماما آپ جا کر سو جائیں، ویسے بھی بھائی آئے گا تو دروازہ بھی کھولنا ہو گا نا اس
لئے میں یہیں ہوں آپ جا کر سو جائیں۔ اس نے والیوم تیز کرتے ہوئے جواب دیا
ادھم! وہ کہاں گیا؟۔ انہوں نے حیرت سے مڑ کر اس کے کمرے کی طرف دیکھا
وہ عینا کی طبیعت خراب ہے ہاسپٹل میں اسی سے ملنے گئے ہیں۔ وہ اس نے عام سے
سے لہجے میں جواب دے کر ان کا دماغ اڑا دیا
یہ لڑکا بھی نا، کیسے سمجھاؤں اسے۔ ایک شدید غصے کی لہر ان کے اندر دوڑ گئی۔

کیا ہوا؟ ان کی چیخ سن کر راحت بیگم بھاگی بھاگی آئیں۔
پتہ نہیں امی کیسے چکر آگیا۔ وہ بمشکل آنکھیں کھولتی مریم کے سہارے اٹھ بیٹھی
امی ہم اسے ڈاکٹر کے پاس لے چلتے ہیں۔ مریم گھبرا گئی تھی
ہاں تم اس کا عبا یہ لاؤ، تب تک میں بھی ہاتھ دھل کر آتی ہوں۔ وہ بھی پریشان
ہو گئیں

مریم نے اسے لیموں پانی پلایا تو اس کے ہوش کچھ ٹھکانے آئے، اور اب وہ اسے
عبا یہ پہنانے میں مدد کر رہی تھی۔

چلو بیٹا! راحت بیگم بھی اپنی چادر لپیٹی آ گئیں۔

مریم انہیں دروازے تک چھوڑنے آئی، وہ ٹیکسی رکوا کر جا چکی تھیں۔

شکر ہے شام کا وقت ہے بھیڑ نہیں ہے۔ وہ کلینک پہنچیں تو خالی کلینک دیکھ کر شکر
ادا کیا

جائیں اندر چلی جائیں۔ نرس نے مسکرا کر کہا

وہ اندر آئیں تو ایک ینگ سی ڈاکٹر بیٹھی تھی۔

آپ نئی آئی ہیں لگتا ہے۔ راحت بیگم نے پوچھا

ہاں میں نے ابھی نیا نیا جوائن کیا ہے۔ وہ پیشہ وارانہ مسکراہٹ سے بولی

اچھا بیٹا، یہ بیٹی ہے میری اسکی طبیعت کئی دنوں سے خراب چل رہے عجیب سست
سست سی پھر رہی ہے، آج تو چکرا کر گر پڑی۔ وہ فکر مندی سے بولیں
اچھا پریشان ناہوں۔ تم ادھر آؤ لیٹ جاؤ۔ اس نے اشارے سے ارم کو اپنے قریب
بلایا اور لیٹنے کا اشارہ کیا
وہ چپ چاپ لیٹ گئی۔

وہ کچھ دیر معائنہ کرتی چھوٹے چھوٹے سوال کر رہی تھی۔
کتنے سال ہوئے شادی کو۔ وہ اس کا چیک اپ کرتے ہوئے پوچھ رہی تھیں
ہاں۔ راحت بیگم کا دل کسی انہونی کے خیال سے لرزا
ارے میرا مطلب یہ پہلا بچہ ہی ہے نا۔ وہ ہنس کر بولی
راحت بیگم کے سر پر تو گویا آسمان ٹوٹ پڑا انہیں کچھ سنائی ہی نہیں دے رہا تھا۔
ارم کو لگا اس کا اس کے سر پر کسی نے بم پھوڑ دیا ہے۔۔ ڈاکٹر اسے مختلف ہدایات
کے بارے میں بتا رہی تھی مگر اسے کچھ سنائی ہی نہیں دیا۔
ڈاکٹر انہیں مسکرا کر خدا حافظ کہہ کر یہیں کے میڈیکل اسٹور سے دوا لینے کی تلقین
کر رہی تھی۔

راحت بیگم خاموشی سے خود کو بمشکل گھسیٹتی باہر نکل گئیں
ارم بھی مرے مرے قدموں سے ان کے پیچھے خود کو گھسیٹنے لگی۔

السلام علیکم آنٹی، کہاں ہے عینا، کیسی ہے وہ۔؟؟ وہ ہاسپٹل میں انہیں ڈھونڈتا

بے تابی سے قریب آگیا

وعلیکم السلام۔ عافیہ اسے دیکھ کر اور پریشان ہو گئیں

جی آنٹی عینا کہاں ہے، کیسی ہے وہ کیا ہو گیا اس کو۔ وہ ویسی ہی بیتابی سے پوچھ رہا تھا

ہاں بیٹا بس وہ تھوڑا اس کی طبیعت خراب ہو گئی تھی، ٹھیک ہے اب، تم جاؤ گھر بیٹا

کافی رات ہو گئی۔ وہ گھبراہٹ میں کچھ بھی بول رہی تھیں

آنٹی میں عینا سے ملنا آیا ہوں۔ وہ حیرت و بے یقینی سے ان کا یہ رویہ دیکھ رہا تھا۔

چلو اندر ملو ادیتا ہوں۔ احمر نے پیچھے سے آکر اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا

ہاں۔ وہ مسکرایا

احمر اسے لئے اندر آگیا۔

مسلل کئی گھنٹوں کی بیہوشی کے بعد اسے ہوش آیا تھا وہ ٹکٹکی باندھے چھت کو

گھور رہی تھی۔

عینا! احمر اس کے قریب آیا

اس نے پلکوں کو ہلکا سا جنبش دے کر اس کی طرف دیکھا۔ ساتھ میں کھڑے ادھم کو دیکھ کر اس کے دماغ میں کچھ گھنٹے پہلے کی گئی عافیہ کی باتیں آگئی، وہ پھر بے بس ہو گئی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ عافیہ بھی کمرے میں آگئی تھیں
احمر اپنے ہاتھوں سے عینا کے آنسو صاف رہا تھا اور ادھم بے بسی سے اسے دیکھ رہا تھا

-

ادھم!! احمر نے ایک نظریا ز صاحب کی طرف دیکھا اور ان کا اشارہ پاتے ہی ادھم کو پکارا۔

ہاں بولو۔ وہ عینا کی طرف سے نگاہ ہٹائے بغیر بولا
نکاح کرو گے عینا سے۔ اس کی آواز خاموش کمرے میں گونجی
وہ چونک کر حیرت سے ان کی طرف دیکھنے لگا۔
یہ کیسے ممکن ہے۔ عافیہ حتی الامکان اپنی آواز کم کر کے چیخیں
آپ میرے ساتھ باہر چلیں امی میں بعد میں سب سمجھا دوں گا آپ کو۔ احمر انہیں
کندھوں سے تھامتا باہر لے آیا
یہ کیسے ممکن ہے احمر، تم جانتے ہو تمہارے پاپا بھی جانتے ہیں۔ وہ اسے ڈانٹتے ہوئے
بولیں

سب سمجھائیں گے آپ پہلے یہاں بیٹھیں۔۔ وہ انہیں لے کر ایک خالی روم میں
لے گیا

گھبراہٹ کے مارے عافیہ کابی پی ہائی ہونے لگا وہ انہیں نرس کے حوالے کر کے
اسے کچھ سمجھاتا باہر چلا گیا۔

نرس انہیں مختلف طرح کے جو سزاوردوائیں دے رہی تھی۔

ہٹو مجھے جانے دو۔ کچھ دیر بعد جب ان کے ہو اس ٹھکانے پر ہوئے تو وہ نرس کو
دھکیلتی، بمشکل خود کو سنبھالتی تیزی سے عینا کے کمرے کی طرف بھاگیں جہاں
احمر عینا سے رجسٹر پر سکنیچر لیتے ہوئے شفقت سے اس کے سر پر ہاتھ رکھے
ہوئے تھا اور اب سب نکاح کے بعد دعا مانگ رہے تھے کمرے میں ایک مولوی اور
اس کے علاوہ احمر کے دو دوست موجود تھے۔

اس سے پہلے کی عافیہ دوبارہ چکرا کر گرتیں، دونر سیں تیزی سے آگے بڑھ کر انہیں
سنبھالتی دوسرے روم میں لے گئی۔

ناتوا اس نکاح میں کوئی زبردستی تھی، ناہی ناپسندیدگی لیکن اس کے باوجود بھی دولہا
اور دلہن دونوں کے چہرے پر بڑی سنجیدگی تھی۔۔

نکاح کے بعد ایاز بھی مولوی صاحب کو باہر تک چھوڑنے چلے گئے ادھم خاموشی
سے بیٹھا اپنے جوتے گھور رہا تھا۔

تم یہیں بیٹھو میں امی کے پاس سے آتا ہوں اچانک سے یہ سب ہوا ہے، انہیں
سمجھانا ہو گا۔ وہ ادھم کے کندھے پر ہاتھ رکھتا ہوا مسکرا کر اٹھ کھڑا ہوا

ادھم اس کے جواب میں مسکرا بھی ناسکا، بس سر ہلا دیا۔

ادھم...!! احر کے جاتے ہی عینا کی ہلکی سی آواز آئی

ہاں عینا بولو...! وہ اٹھ کر اس کے قریب آگیا

میں تو مجبور تھی آپ نے کیوں نہیں منع کیا، اس طرح اچانک شادی، آپ کو کیا
ضرورت تھی خود کو اس پریشانی میں ڈالنے کی۔ وہ اسکی طرف دیکھ کر بے چارگی

سے بولی

تم غلط سوچ رہی ہو عینا۔! اس نے بڑی نرمی سے اس کا ہاتھ تھام لیا۔

تمہارے ساتھ نکاح کرنا تو میری سب سے بڑی خواہش تھی، میں نے ماما سے اس
بارے میں بات کر لی تھی لیکن بس وہ۔ وہ بولتا ہوا رکا

اور وہ..؟ اس نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا

اور وہ نہیں مانیں ناں۔ اس کی خاموشی پر اس نے خود جواب دیا

انہوں نے کہا ہو گا کہ ایک ایسی لڑکی جس کے گھر خاندان کا کوئی اتا پتہ نا ہو، ایک
طوائف کی بیٹی کو وہ اپنے گھر کی بہو کیسے بنا سکتی ہیں۔ اس کی خاموشی پر وہ طنزیہ

مسکراتے ہوئے بولے جارہی تھی۔

بس عینا۔!! اس نے اس کے ہونٹوں پر اپنا ہاتھ رکھ دیا۔

آج یہ آخری بار تھا اس کے بعد میں تمہارے منہ سے کبھی یہ لفظ ناسنوں۔ اس کی آنکھوں میں غصہ اور تکلیف واضح تھی

اس کے ہونٹوں پر ادھم کا ہاتھ وہ اپنی آنکھیں کھولے بس اسے تکے جارہی تھی۔
آج سے ہمارا بس ایک ہی تعارف ہے، ادھم کی عینا، عینا کا ادھم۔ وہ اس کے اوپر جھکا ایک جذب کے عالم میں بولا تھا

آپ اپنی ماما کو کیسے منائیں گے، مجھے بالکل اچھا نہیں لگے گا کہ وہ میری وجہ سے آپ سے ناراض ہوں۔ وہ اس کا ہاتھ مضبوطی سے پکڑتی ہوئی بولی

جب اللہ تعالیٰ نے یہ بندھن باندھ ہی دیا ہے، تو یہ راستہ بھی بتا دے گا، تم بس اپنی

صحت کا خیال رکھو۔ اس نے جھک کر اس کی پیشانی چوم لی

احمر بھائی آرہے ہوں گے۔ وہ قدموں کے چاپ سے گھبرا کر بولی

احمر میں چلتا ہوں صبح آؤں گا پھر، ابھی ماما کو بنا بتائے آیا تھا پریشان ہو رہی ہوں گی۔

وہ احمر کو اندر داخل ہوتا دیکھ کر کھڑا ہو گیا

ہاں ٹھیک ہے، بہت شکریہ ادھم خدا تم دونوں کو ہمیشہ خوش رکھے۔ اس نے آگے

بڑھ کر ادھم کو گلے لگالیا

خیال رکھنا آنٹی کا۔ وہ مسکراتا ہوا اسے خود سے الگ کرتے ہوئے بولا

امی کے بہانے تمہارا خیال رکھنے کا بول کر گیا ہے۔ اس نے عینا کو چھیڑا
وہ بس مسکرا کر رہ گئی۔

پورے راستے ٹیکسی میں راحت بیگم بت بنی بیٹھی رہیں۔
ارم کے دل میں ہول اٹھ رہے تھے نجانے اب کیا ہونے والا ہے، اتنے سنگین جرم
کے بعد اب کیا وہ خود کو زندہ رکھ پائے گی، اس کا دل چاہا ٹیکسی سے چھلانگ مار کر
کسی ٹرک و رک کے نیچے آ کر اپنا قصہ ہی تمام کر دے۔
گھر کے آگے اترتے ہی وہ تیزی سے دوڑتی اندر بھاگ گئی۔
اپنے کمرے میں آ کر بستر پر گرتے ہی وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔
ارے ارم کیا ہوا کتنا پیچھے لگ گیا کیا؟ مریم اسے ایسے تیزی سے آتے دیکھ، ہنس کر
بولی

ہاں مریم، سیاہ بھیانک کالا کتا، جو زندگی بھر میرا سایہ بن کر میرے پیچھے بھاگتا رہے
گا۔ وہ روتے ہوئے بولی

راحت بیگم کمرے میں آتے ہی بستر پر گرنے کے انداز میں بیٹھ گئیں۔
امی آپ کو پتہ ہے کامران بھائی آئے ہیں گڑیا کو گود میں لئے بیٹھے ہیں تب سے۔
مریم خوشی سے بولی

امی!! وہ ان کے قدموں میں بیٹھ کر رونے لگی
امی مجھے معاف کر دیں، مجھ سے بہت بڑی غلطی ہو گئی میں، میں شرمندہ ہوں امی۔
وہ ہچکیوں کے دوران بول رہی تھی۔
مریم حیرت سے ان دونوں کو دیکھ رہی تھی۔
کون ہے وہ؟.. کافی دیر کی خاموشی کے بعد راحت بیگم کی پتھریلی آواز آئی
امی وہ ہماری فرینڈ کا بھائی ہے۔ ارم کی حالت خراب ہو رہی تھی اس لئے مریم نے
ڈر کے مارے جواب دے دیا
تمہیں بھی پتہ تھا؟ وہ وحشت بھری آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھیں
اس کی رنگ رلیوں کے بارے میں بھی تم سب جانتی تھی۔ وہ دھاڑیں
امی!! خوف کے مارے اس کے پسینے چھوٹ گئے
یہ تو میری سب سے اچھی فرمانبردار بیٹی تھی، انعم اور مریم کا مزاج گرم تھا لیکن ارم
، ارم تو خاموش مزاج تھی، پھر ارم نے ایسی غلطی کر دی، میرا سارا غرور خاک میں
ملا دیا۔ وہ سر پر ہاتھ رکھے پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھیں
امی پلیز چپ ہو جائیں کا مران بھائی ہیں گھر میں انہیں زرا بھی بھنک پڑ گئی تو اچھا
نہیں ہوگا۔ مریم نے بڑی مشکل سے انہیں سنبھالا

امی وہ رشتہ لے کر آئے گا رم نے بات کی ہے۔ وہ ان کے آنسو صاف کرتے ہوئے
بتا رہی تھی

کب؟ وہ چونک کر بولیں

جب ہم کہہ دیں۔ وہ ان کا ہاتھ تھام کر بولی
مجھے ابھی فون ملا کر دو۔ انہوں نے قطعیت سے کہا

سوری یار!! بہت دیر ہو گئی میرے چھوٹو کو میری وجہ سے جاگنا پڑا۔ دروازہ کھولتے
ہی اس نے ارحم کو بھیج لیا

بس کر دیں بس کر دیں کیا ہو گیا ہے مریض دیکھ کر آئے ہیں یا عید کی نماز پڑھ کر
ایسا گلے لگے جا رہے ہیں۔ اس نے حیرت سے اسے پرے کیا
تم کیا جانو تمہارے بھائی کا آج کتنا سپیشل دن ہے۔ وہ دلکشی سے مسکرایا
کیا ہو گیا ہے کیوں بلا وجہ مسکرائے جا رہے ہو۔ اسے اپنے بھائی کی دماغی حالت پر
شبہ ہونے لگا

کچھ نہیں۔ اس نے سر جھٹکا

میں جا رہا ہوں سونے کب سے نیند آرہی ہے۔ وہ اپنے کمرے میں چلا گیا
وہ بھی مسکراتے ہوئے اپنے کمرے میں آ گیا

اندر گھستے ہی اسے زبردست شاک لگا۔ عائشہ بیڈ پر بیٹھی اسے خشمگیں نگاہوں سے گھور رہی تھیں

ماما آپ یہاں۔ وہ گھبرا گیا، اس نے کبھی ماں سے جھوٹ نہیں بولا اس لئے فی الحال وہ ان کا سامنا نہیں کرنا چاہ رہا تھا کیونکہ اس وقت سچ بولنا خطرے سے خالی نہیں تھا۔ کہاں گئے تھے۔ انہوں نے سیدھا سوال کیا

وہ ماما میرا ایک دوست ہاسپٹل میں ایڈمٹ تھا اسی کے پاس گیا تھا۔ اس نے تھوک نگلتے ہوئے جواب دیا

اچھا کیا ہوا تھا دوست کو؟ ان کا لہجہ بہت سرد تھا
وہ۔۔۔ ہاں وہ ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا اس کا۔ اب وہ قدرے سنبھل کر جواب دے رہا تھا

ان کی آنکھوں میں مرچیاں لگنے لگیں، ان کی اتنی سعادت مند اولاد جھوٹ بھی بولنے لگی، باتیں بھی چھپانے لگی۔

ٹھیک ہے سو جاؤ۔ وہ اس کے جھوٹ پر فوراً پوچھ گچھ کر کے اسے باغی نہیں بنانا چاہتی تھیں، جو ان اولاد اگر منہ در منہ جواب دینے لگے گی تو کیا عزت رہ جائے گی، اس لئے اسے گڈنائٹ بول کر کمرے سے باہر نکل آئیں۔

اپنے کمرے میں آکر انہیں سخت رونا آ رہا تھا، شہریار کی یاد اور شدت سے آنے لگی تھی۔

ایاز کے لئے فی الحال عافیہ کا سامنا کرنا ہو سخت مشکل ہو رہا تھا۔ اس لئے انہوں نے احمر کو کہا کہ وہ انہیں گھر چھوڑ آئے، عینا کے پاس وہ خود رک جائیں گے۔

وہ انہیں ڈھیروں ہدایات دے کر چلا گیا۔

وہ روم میں آئے تو عینا بے خبر سو رہی تھی، ایک سکون تھا اس کے چہرے پر وہ قریب ہی بیٹھ گئے۔

اس کا چہرہ بالکل اپنی ماں کی طرح تھا۔ آنکھ ناک ہونٹ سب وہی، بس اس کا چہرہ اور نین نقش اس کی ماں کی طرح بے باک نہیں بلکہ نرم اور معصوم تھے۔ آپ۔۔ وہ انہیں اس طرح گھورتا پا کر کسمسائی

ہاں بیٹا سوری تم آرام کرو۔ انہوں نے محبت سے اس کے سر پر ہاتھ رکھا

پاپا!! وہ زیر لب بڑبڑائی

میں اس قابل نہیں بیٹا کہ تم مجھے پاپا کہو ایاز صاحب ہی کہا کرو۔ وہ شرمندہ سے بول رہے تھے

وہ بول نہیں پائی بس انہیں دیکھتی رہی۔

جب وہ آئی تھی اس گھر میں تو یہ شخص کیا تھا، جوان، ہینڈ سم، اسمارٹ، پر اعتماد لیکن اب کیا بکھرے ہوئے بال اور جھکے ہوئے کاندھے، آنکھوں کے گرد سیاہ حلقے۔ اس کا دل چاہا ان کے گلے لگوں اور زور زور سے سب کو بتاؤں کہ آپ ہی میرے پاپا ہیں اور باپ بیٹی میں معافی جیسا کوئی رشتہ نہیں ہے۔ لیکن اس کے اندر اتنی ہمت نجانے کب آئے گی۔ وہ اب اس کے لئے پانی لے آئے اور سہارا دے کر پلا رہے تھے۔

کیا بات ہے ایسے کیوں بیٹھے ہو سب لوگ۔؟ انعم کمرے میں آئی تو انہیں فون پر مصروف دیکھ کر حیرت سے پوچھنے لگی کچھ نہیں، وہ کچھ دیکھ رہے تھے۔ راحت بیگم گھبرا کر بولیں ارم نے آنسو چھپانے کے لئے چہرہ دوسری طرف کر لیا امی کا مران آئے ہوئے ہیں، داماد ہیں اس گھر کے اتنے دن بعد آئے ہیں کچھ خاطر تواضع ہوگی؟ یا سب ایسے کمرے میں بیٹھے رہیں گے۔ کامران کے آمد نے اس کے مزاج پر بہت خوشگوار اثر ڈالا تھا وہ بہت کھلی کھلی سی لگ رہی تھی۔ اپنی خوشی میں اس نے ان کے چہرے پر موجود پریشانی کو محسوس بھی نہیں کیا۔

ہاں تم چلو میں آتی ہوں ابھی۔ راحت بیگم نے اپنے لہجے میں بشاشت پیدا کی، ویسے بھی ذکی کی ماں سے بات کرنے کے بعد ان کی پریشانی کافی حد تک کم ہو گئی تھی۔

ارم! ان کے جاتے ہی مریم نے اسے پکارا

تم اب خوش ہو؟، تمہاری اور ذکی کی شادی ہو رہی ہے؟۔۔ وہ بغور اسے دیکھتے

ہوئے سوال کر رہی تھی

نہیں نامریم اللہ نا کرے کسی لڑکی کو ایسی نوبت کے بعد شادی نصیب ہو۔ وہ تڑپ گئی

ہمارے مذہب نے ہمیں اپنی پسند سے شادی کی گنجائش دی ہے اس کو پورا کرنے کے لئے ہم کس کس حد تک چلے جاتے ہیں۔ کسی حلال چیز کو حرام طریقے سے پورا

کرنا تو بیوقوفی ہی ہے نا۔ وہ سسکتے ہوئے بولی

آجکل اس کے شب و روز روتے سسکتے ہی گذر رہے تھے ڈاکٹر کے یہاں سے واپس

آنے کے بعد اس میں اور شدت آگئی تھی۔

چپ ہو جاؤ، بس کرو۔ مریم نے اسے سینے سے لگا لیا اس کی یہ حالت اسے دیکھی

نہیں جارہی تھی۔۔

ادھم صبح صبح ہی ہاسپٹل آگیا۔

کیا ہوا کب تک ڈسچارج کریں گے۔ اس نے احمر سے پوچھا
بس ابھی کچھ دیر میں۔ وہ ضروری سامان عینا کے چھوٹے سے بیگ میں ڈال رہا تھا
ادھم کا چپکے چپکے اسے دیکھنے کا مشغلہ جاری تھا۔

تم یہیں رہو ادھم میں، بل پے کر کے آتا ہوں۔ وہ ادھم سے کہہ کر چلا گیا
کیا بد تمیزی ہے یہ، کیوں احمر بھائی کے سامنے مجھے کنکھیوں سے گھور رہے تھے
، شرم تو آتی نہیں آپکو... وہ غصے میں لگ رہی تھی
اس میں شرم کی کیا بات ہے اور کیوں میں کنکھیوں سے گھوروں گا بھلا، سامنے سے
دیکھوں گا پورے حق سے، اور بھولتے مت یہ حق آپ کے بھائی نے خود دیا ہے۔
وہ اترا یا

وہ بس گھور کر رہ گئی۔
گھور کیا رہی ہو ٹھیک ہے بھئی اب کنکھیوں سے گھوریں گے نہیں حال احوال بھی
دریافت کر لیں گے۔ وہ مسکرا کر بولا

خبردار!! جو کسی بڑے کے سامنے مجھ سے مخاطب بھی ہوئے۔ اس نے انگلی اٹھا
وارننگ دی

کمال ہے بھئی!! وہ اس کی منطق پر حیران رہ گیا
ابھی وہ اس کی وضاحت مانگتا کہ احمر آگیا۔

وہ لوگ گھر کے لئے نکل رہے تھے، احمر آگے آگے سامان لئے چل رہا تھا اور پیچھے ادھم اسے اپنے بازوؤں کے گھیرے میں لئے سہارا دے کر گاڑی کے پاس لا رہا تھا، اتنا خوبصورت احساس، عینا اس پل کی ہمیشگی کے لئے اپنے رب کے حضور مسلسل دعا گو تھی۔

راستے میں ادھم کو ڈراپ کر کے وہ عینا کو لئے گھر آگیا۔
اسے آرام سے اس کی کمرے تک پہنچایا، اور آرام کی تلقین باہر آگیا۔ ایاز صاحب رات بھر کے تھکے لاؤنچ میں صوفے پر ہی سو رہے تھے شاید عافیہ کا سامنا کرنے کی ابھی بھی ہمت نہیں تھی۔ میرل اور عمر کی ناشتے کو لے کر بحث چل رہی تھی وہ عافیہ کے کمرے میں آگیا۔ مگر وہ وہاں نہیں تھیں
باتھ روم بھی خالی تھا۔

عمر!! امی کہاں ہیں؟؟ اس نے باہر آ کر عمر سے پوچھا۔

پتہ نہیں میں تو ابھی اٹھا ہوں۔ وہ لاعلم تھا

امی کو ڈھونڈ رہے ہیں بھائی؟ میرل نے کچن سے آواز دی

ہاں۔ وہ چھت کی طرف جاتا ہوا رکا

وہ تو عائشہ آنٹی کی طرف گئی ہیں، میں نے کہا بھی کہ بھائی آجائیں پھر ان کے ساتھ چلی جائیے گا، مگر وہ نہیں رکیں چلی گئیں بول رہی تھی کچھ ضروری کام ہے۔ اس نے کچن سے ہی بتایا

اس اطلاع پر تو احمر لرز کر رہ گیا۔

اتنی صبح صبح کون آگیا۔؟ رات میں ادھم کو لے کر فکر مندی کی وجہ سے انہیں نیند نہیں آئی، سنڈے تھانچے سو رہے تھے، ادھم صبح ہی صبح باہر نکل پڑا تھا، ٹینشن نے ان کا سر درد بڑھا دیا تھا، وہ کچن میں اپنے لئے چائے بنا رہی تھیں جبھی ڈور بیل کی آواز آئی۔ وہ شال لپیٹتی جب تک دروازے تک پہنچتیں، تب تک جیسے کوئی بیل پر ہاتھ رکھ کر بھول گیا ہو۔

کون بے صبر ہے بھئی۔ وہ ناگواری سے بڑبڑاتی ہوئی آگے بڑھیں۔
عافیہ تم۔۔! وہ اتنی صبح صبح عافیہ کو دیکھ کر حیران رہ گئیں

ہاں بھابھی وہ مجھے آپ سے بہت ضروری بات کرنی ہے۔ وہ انہیں تقریباً دھکادیتی ہوئی اندر آ گئیں

خدا خیر کرے عافیہ ایسی کیا بات ہو گئی ہے۔ انہوں نے دل پر ہاتھ رکھا
بھابھی وہ ادھم نے عینا سے نکاح کر لیا۔ وہ ہانپتی ہوئی بتا رہی تھیں
کیا۔۔۔؟؟؟ حیرت و بے یقینی سے انکی آنکھیں پھٹ گئیں

اور تم تم نے روکا نہیں، سوچا ہو گا کہ وہ بچہ ہے نا سمجھ ہے بڑی آسانی سے اپنا بوجھ اس پر ڈال دیتی ہوں۔ انہوں نے غصے سے عافیہ کو جھنجھوڑا

میں، میں ایسا کیسے کر سکتی ہوں بھابھی میں مر کر بھی نہیں کر سکتی۔ وہ رونے لگیں پھر کیسے، ایسا کیسے کر سکتا ہے وہ..؟ وہ غم و غصے سے پاگل ہو رہی تھیں

بھابھی یہ جو بھی ہوا ہے بہت غلط ہوا ہے بہت بڑا گناہ ہے یہ ہمیں کچھ کرنا ہو گا بھابھی ہمیں کچھ بھی کر کے یہ رشتہ ختم کرنا ہو گا ورنہ ہم پر اللہ کا عذاب نازل ہو جائے گا۔ وہ بولتے بولتے تھک گئی تھیں

اللہ کا عذاب؟ تم ٹھیک ہو عافیہ، کیوں بہکی بہکی باتیں کر رہی ہو۔ عائشہ چونک گئیں اور ان کے قریب آ گئیں

ہاں بھابھی، عینا اور ادھم کا بھائی بہن کا رشتہ ہے یہ نکاح حرام ہے۔ انہوں نے آنکھیں بند کر کے بالآخر وہ کہہ ہی دیا جو اتنے دنوں سے انہیں اندر ہی اندر کھا رہا تھا۔

کیا بکواس ہے؟ کیا بکے جا رہی ہو عافیہ کیا بول رہی ہو۔ انہیں اپنے کانوں پر یقین نہیں آیا

سچ کہہ رہی ہوں میں وہ عینا شہریار بھائی کی اولاد ہے، انہوں نے چھپ کر دوسرا نکاح کیا تھا۔ وہ بول رہی تھیں عائشہ کا دل چاہا آگے بڑھ کر ان کے منہ پر تھپڑ جڑ دیں۔

میں تمہارا بہت لحاظ کر چکی ہوں عافیہ نکل جاؤ میرے گھر سے۔ انہوں نے عافیہ کو دھکا دینا چاہا مگر پیچھے سے آتے ہوئے احمر نے سنبھال لیا

آنٹی پلیز، سوری آپ پلیز امی کی باتوں کو سیریس نالیں۔ وہ دونوں ہاتھوں سے گرتی ہوئی ماں کو سنبھالتا ہوا ان سے ریکویسٹ کر رہا تھا

کیا تمہاری ماں پاگل ہو چکی ہے کیا۔؟ پہلے میرے بیٹے کے نکاح کی خبر سنارہی اور اب میرے مرے ہوئے شوہر پر اتنا گھناؤنا الزام لگا رہی ہے۔ وہ غصے سے چیخ رہی تھیں ان کا پورا جسم کانپ رہا تھا شاید ان کا جسم خود ان کے غصے اور صدمے کو جھیل نہیں پار رہا تھا۔

رشنا ان کی چیخ سن کر نیند سے اٹھ کر بھاگتی ہوئی آئی۔

امی کیا ہوا۔؟ ماں کو ایسے غصے سے چیختے دیکھ کر اس کے ہوا اس اڑ گئے

آنٹی پلیز آپ پلیز دو منٹ رک جائیں میں امی کو لٹا کر آپ سے بات کرتا ہوں پلیز

میں، میں سب سمجھاتا ہوں۔ وہ ماں کو بازوؤں میں لئے ہلکان ہو رہا تھا جو ہلکی ہلکی سسکیاں لے رہی تھیں

آپ آنٹی کو روم میں سلا دیں۔ رشانے گھبرا کر اسے سامنے والے روم کی طرف اشارہ کیا

وہ انہیں بمشکل سنبھالتا اندر لے آیا اور بستر پر لٹا دیا۔

آپ پلیز ماما سے بات کر لیں وہ کیوں چیخ رہی ہیں؟ جو بتانا ہے بتا دیں۔ میں آنٹی کو دیکھتی ہوں وہ اس سے ملتجی لہجے میں بولی

ہاں ہاں میں دیکھتا ہوں۔ وہ تیزی سے باہر بھاگا
عائشہ صوفے پر بیٹھی گہرے گہرے سانس لے رہی تھیں۔

مجھے آپ سے کچھ ضروری بات کرنی تھی۔ وہ کمرے میں ٹی وی دیکھ رہے تھے تبھی راحت بیگم اندر آ کر دھیمی آواز میں بولیں
خیریت تو ہے؟ انہوں نے حیرت سے انہیں دیکھتے ہوئے ٹی وی کا والیوم دھیمّا کیا
جی وہ، کچھ ضروری بات کرنی تھی سوچا آپ کھانا کھا کر کمرے میں جائیں تو کروں۔
وہ قریب ہی بیٹھ گئیں

اچھا۔ انہوں نے تعجب سے انکا بغور جائزہ لیا، بہت ادا اس لگ رہی تھیں اوپر سے اتنا
مہذب لہجہ ہضم نہیں ہو رہا تھا ورنہ وہ تو کھاتے وقت ہی سارے شکوے شکایات
کے دفتر کھول کر بیٹھ جاتی تھیں۔

جی وہ میں کہہ رہی تھی کہ اپنی ارم مریم بھی اب بڑی ہو رہی ہیں۔۔ انہوں نے
بات شروع کی

ہاں مجھے پتہ ہے وہ تو کئی سالوں سے بڑی ہو رہی ہیں اور ان کے جہیز کے سامان کے
نام پر تم مجھ سے اکثر پیسے اینٹھتی رہتی ہو، ابھی بھی کچھ چاہیئے ہوگا۔ وہ بیزار ہو کر
بولے

نہیں جی۔ ان کا لہجہ اب بھی دھیماتا تھا
سہیل صاحب کو اب واقعی جھٹکا لگ گیا، کیونکہ اتنی سی بات پر وہ بھڑک کر شروع
ہو جاتیں اور ختم ان کی بھاگی ہوئی بہن پر کرتیں۔
خیریت تو ہے بیگم؟؟۔ انہیں ٹینشن ہوئی
آپ سن تولیں۔ اب کے انہیں غصہ آگیا
ہاں بولو۔ وہ سنجیدہ ہو گئے

ان دونوں کی دوست کا بھائی ہے اس کا رشتہ آیا ہے اپنی ارم کے لئے، لڑکا اکلوتا ہے
اچھا کماتا بھی ہے۔ اپنی طرف سے وہ چن چن کر اس رشتے کے پلس پوائنٹ بتا رہی
تھیں

کہیں یہ وہی بھائی تو نہیں جو بایک سے چھوڑنے آیا تھا۔ وہ طنزیہ لہجے میں پوچھ رہے
تھے

جی ہاں۔ وہ نظریں چرا گئیں

پتہ تھا ہمیں، کالج ہم نے اسی لئے تو بھیجا تھا۔ ان کے چہرے پر غصے کی جگہ بے بسی
تھی

اب کیا کریں بچے آجکل کے۔ وہ بھی شرمندہ تھیں

اسی لئے کہتے ہیں دوسروں کی بچیوں کو نا کو سیں جب اپنے گھر بھی سیٹیاں ہوں تو،
مگر یہاں داماد ملا تو وہ بھی ایسا بد کردار اور سیٹیاں بھی اب خود سے رشتے ڈھونڈ رہی
ہیں۔ انہوں نے تاسف سے کہا

کیا بولتے ہیں آپ داماد نے کیا کیا ہے۔ وہ ڈر کر دروازے کی طرف دیکھنے لگیں
کا مران گھر میں ہی تھا کہیں سن نالے۔

تمہیں اس رات نفرت اور حسد نے اندھا کر دیا ہو گا راحت بیگم، مجھے نہیں، عینا کی
حالت چیخ چیخ کر گواہی دے رہی تھی۔ وہ ان کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولے
آپ کیا باتیں لے کر بیٹھ گئے ہیں، اس رشتے کا بتائیں کیا کروں ہاں کر دوں؟۔ وہ
خائف ہو کر بولیں

ناں کی گنجائش ہے؟۔ انہوں نے طنزیہ سوال کیا

وہ بنا کچھ بولے سر جھکا گئیں

پیسوں کا انتظام کرتا ہوں میں تم شادی کی تیاریاں کرو۔ وہ اٹھ کر چلے گئے۔

اس کی آنکھ کھلی تو، میرل کمرے میں بیٹھی ہوم ورک کر رہی تھی۔
اسے کمزوری محسوس ہو رہی تھی، لیکن پھر بھی اٹھ کر تکیے کے سہارے بیٹھ گئی
عینا کچھ کھانے کے لئے لاؤں..؟ اسے اٹھتا دیکھ کر میرل جلدی سے اٹھ کر پاس

آئی

نہیں میری جان بس میں پانی پیوں گی۔ وہ محبت سے بولی
جب ذمہ داریاں پڑ جائیں تو لاڈوں میں پلی سیٹیاں بھی سمجھدار ہو جاتی ہیں
عافیہ اور عینا کی پے در پے بیماری نے میرل کو بھی ذمہ دار بنادیا تھا۔
یہ لو۔ اس نے گلاس میں پانی نکال کر اسے دیا
فروٹ کاٹ کر لاؤں؟ وہ دوبارہ پوچھ رہی تھی
نہیں گڑیا، تم بس میرا فون مجھے دے دو اور ہوم ورک کرو۔ اس نے دور ٹیبل پر
پڑے اپنے فون کی طرف اشارہ کیا
وہ اسے تھما کر اپنا کام کرنے لگی۔

آپ کو میں اور مجھے آپ مبارک، نکاح مبارک میری جان۔ وہاٹس ایپ کھولتے ہی
اسے نکاح کے بعد ادھم کا پہلا میسج اس کی آنکھوں کو ٹھنڈا کر گیا
آپ کو بھی مبارک۔ اس نے دھڑکتے دل کے ساتھ جواب دیا

طبیعت کیسی ہے اب؟ وہ اس کی ڈی پی پر لگی ہوئی اسکی تصویر اپنی نظروں سے دل
میں اتار رہی تھی تبھی کچھ دیر بعد اس کا جواب موصول ہوا

ٹھیک ہوا الحمد للہ۔ وہ مسکرائی

آپ کیا کر رہے ہیں؟۔ ساتھ ہی میسج کیا

اکیڈمی میں کچھ کام تھا وہیں آیا تھا۔ اس نے جواب دیا

سنڈے کے دن اکیڈمی میں کونسا کام اتنی صبح صبح وہ بھی۔ وہ تفتیشی انداز میں سوال
کر رہی تھی

بس شروع ہو گئے بیویوں جیسے سوال؟۔۔ وہ اس کے تفتیشی انداز کو انجوائے کر رہا
تھا

بیویوں جیسے سے کیا مطلب بیوی ہوں میں۔ بڑا ہی حق جتنا تھا جواب آیا
ادھم نے دلوں کے اسٹیکرز کی بھرمار کر دی۔

اپنی محبت میں وہ اپنے رشتوں کے آس پاس کی سنگینیوں کو بھی وقتی طور پر بھول
بیٹھے تھے۔

آنٹی! وہ ان کے گھٹنوں پر ہاتھ رکھے بیٹھ گیا

آنٹی میری طرف دیکھیں نا۔ وہ ان کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے ریکویسٹ کر رہا تھا

وہ خالی خالی آنکھوں سے اسے دیکھنے لگیں۔

آنٹی وہ امی کی طبیعت خراب ہے ان کی ذہنی حالت کچھ ٹھیک نہیں ہے اس لئے وہ ایسی بہکی بہکی باتیں کر رہی ہیں، صبح صبح مجھے پتہ چلا کہ وہ آپ کی طرف آئی ہیں تو میں بھاگا چلا آیا۔ اس نے تھوڑا ملاوٹی باتیں کر کے انہیں تسلی دی عائشہ کی خالی آنکھوں میں زندگی کی رمت واپس آنے لگی تھی۔

مجھے پتہ تھا بیٹا میرے شوہر ایسا کر ہی نہیں سکتے، تمہیں پتہ ہے بیٹا میں ان کی جدائی جھیل گئی میں بیوفائی نہیں جھیل پاتی بیٹا میں مر جاتی۔ وہ اس کے ہاتھوں پر پیشانی ٹکا کر رو پڑیں

نہیں آنٹی انہوں نے کوئی بیوفائی نہیں کی آپ ان کے بارے میں ایسا نا سوچیں۔ وہ ان کا سر سہلا تھا

آنٹی وہ ادھم کے نکاح والی بات سچ ہے۔ اس نے دھیمی آواز میں کہا وہ چونک کر اسے دیکھنے لگیں

اصل میں آنٹی، وہ عینا ہماری بہن ہے، پاپا نے دوسری شادی کر لی تھی بنا کسی کو بتائے، امی کو پتہ نہیں تھا وہ عینا پردہ باؤ ڈال رہی تھیں کہ دنیا والے باتیں نا بنائیں

اس لیے ہم دونوں کی شادی کر دیں۔ لیکن میں کیا کرتا آنٹی، عینا کی بھی طبیعت خراب ہو گئی یہ سب سن کر، اس لئے مجبوراً مجھے اس کا نکاح ادھم سے کروانا پڑا تاکہ امی مجھ سے نا کروائیں۔ وہ ٹوٹے ہوئے لہجے میں بتا رہا تھا عائشہ حیرت سے اس بہادر لڑکے کو دیکھ رہی تھیں۔

امی نہیں ایکسیپٹ کر پار ہی ہیں پاپا کی بے وفائی اس لئے وہ بیمار ہو گئیں۔ وہ تھکے تھکے انداز میں اپنی بات ختم کر چکا تھا

عافیہ! عائشہ زیر لب بڑبڑائیں، کتنی محبت کرتی تھیں عافیہ ایاز سے، پڑھی لکھی، سمجھدار، خوبصورت، فرماں بردار سے عافیہ شوہر پرستی تو اس پر ختم تھی، ایسا کیا تھا جو ایاز بھائی کو اس میں نہیں ملا وہ دوسری میں ڈھونڈنے چلے گئے۔ عائشہ کی آنکھوں میں عافیہ کے لئے آنسو بھر آئے

جس عورت نے عافیہ کا گھر برباد کیا اس کی بیٹی کو تو میں اپنے گھر کا ماحول خراب کرنے نہیں دوں گی۔ غصے کی ایک تیز لہر نے انہیں عینا سے شدید نفرت کا احساس کروادیا

احمر عافیہ کو گھر لے آیا۔

وہ پوری دوپہر سوتی رہی تھیں، اب انہیں سوتا چھوڑ کر وہ ایاز صاحب کے پاس چلا

آیا

پاپا، امی! آج، عائشہ آنٹی کی طرف چلی گئیں تھیں۔ وہ ان کے قریب بیٹھ کر بولا

تو کیا ہوا پھر، کیا سب بتا دیا۔ وہ ایک دم گھبرا گئے

ہممم پاپا سب بتا دیا تھا لیکن میں نے بات سنبھال لی اور کہہ دیا کہ عینا ہماری بہن ہے

امی، پاپا کی بیوفائی برداشت نہیں کر پائیں اس لئے بہکی بہکی باتیں کر رہی ہیں۔ وہ

بہت ٹوٹے ہوئے لہجے میں بتا رہا تھا

بتا دیتے بیٹا کہ تمہارا باپ کتنا کمینہ ہے، کتنا جھوٹا اور فریبی ہے۔ وہ تھکے تھکے لہجے

میں بولے

آپ میرے پاپا ہیں، آپ نے جو بھی کیا ہو لیکن دنیا والوں کے سامنے آپ کا بھرم

رکھنا میرا فرض ہے اور وہ تو میری بہن کا سسرال بھی ہے وہاں ایسی باتیں کر کے

میں اس کا رشتہ خراب نہیں کر سکتا۔ وہ سر جھکائے ہوئے بول رہا تھا

میرا بچہ۔ ایاز نے تڑپ کر اسے اپنے سینے سے لگا

مجھے اس بات کا بہت دکھ ہوا پاپا کہ آپ کو بچانے کے لئے مجھے میری ماں کو ذہنی

مریض کہنا پڑا۔ وہ گھٹی گھٹی آواز میں بول رہا تھا

تمہاری ماں تو پاگل ہے ہی بیٹا شروع سے ہی وہ پاگل بن رہی تھی۔ پیچھے سے عافیہ کی
آواز کمرے میں گونجی۔ وہ دونوں اچھل پڑے۔

وہ رات میں گھر آیا تو عائشہ لاؤنج میں عارفہ بیگم کے ساتھ بیٹھی تھیں۔
السلام علیکم۔ اسے ماحول میں عجیب سی سردی کا احساس ہوا پھر بھی سلام کر لیا
وعلیکم السلام۔ دونوں نے ایک ساتھ جواب دیا
خیریت ہے پھوپھو آپ ٹھیک ہیں؟، اچھا ہوا آپ نے چکر لگا لیا ماما کیلی پڑ جاتی ہیں۔
وہ مسکراتا ہوا ان کے سامنے بیٹھ گیا
ہائے ماں کے لئے فکر مند بیٹا، تبھی ماں کی تنہائی دور کرنے کا انتظام اتنی جلد بازی
میں کر لیا کیا۔ وہ مسکرائیں
ادھم کی زیر کی نے کسی حد تک معاملہ بھانپ لیا، لیکن اب کیا کر سکتا تھا فیس تو کرنا
ہی تھا۔

میں نیگ وصولنے چلی آئی بیٹا کہ میرے پہلے پہلے بھتیجے کا نکاح ہوا ہے میرا پورا حق
ہے۔ وہ بھگو بھگو کر مار رہی تھیں

آپ لوگوں کو کس نے بتایا۔ اس نے مری مری آواز میں پوچھا

ہمیں جس نے بھی بتایا ہوتا تھا کہ شرم نہ آئی ادھم اس طرح کی حرکت کرتے ہوئے
- عائشہ کا دل چاہا اس کا منہ تھپڑوں سے لال کر دیں

اما وہ حالات ہی ایسے تھے۔ وہ ہکا کر بولا

ہاں اس کی ماں نے بھی ایسے ہی کنسی حالات میں ایاز بھائی سے چوری چھپے نکاح کیا
اور اب اس نے بھی ماں کی طرح کیا۔ وہ چیخیں

ایاز انکل کی بیٹی ہے عینا، اس نے کبھی بتایا نہیں۔ وہ حیرت سے بولا

اما اب تو آپ کو اس کا خاندان بھی پتہ چل گیا اب تو آپ کو کوئی اعتراض نہیں ہونا
چاہیے۔ کچھ دیر سوچنے کے بعد وہ خوشی سے بولا

ہاں بیٹا بالکل، مجھے پتہ چل گیا ہے اس کا خاندان، اس کی ماں جو ایسے ہی وقتی طور پر
گھر سے دور رہنے والے مردوں سے پیسوں کے لئے شادیاں کرتی رہی ہوگی، یا بنا
شادی کے ہی رہتی ہوگی، اور ایسا ہو ہی نہیں سکتا کہ ماں کے خون کا اثر بیٹی میں نہ ہو
- وہ زہر بچھے لہجے میں بولیں۔

اما پلیز عینا کے بارے میں ایسے ہی الفاظ استعمال نہ کریں۔ ضبط کی شدت سے اس کی
آنکھیں سرخ ہو گئیں

نہیں میڈل سے نوازوں نا عینا کو، ایک بات کان کھول کر سن لو ادھم چوری چھپے
نکاح والی عورتیں ہمیشہ گمنامی کی زندگی گزارتی ہیں جیسے عینا کے باپ کا نام کسی کو

نہیں پتہ تھا ویسے ہی شوہر کا بھی نہیں پتہ ہوگا، وہ کبھی رخصت ہو کر تمہارے
ساتھ نہیں رہے گی۔ وہ قطعیت سے بولیں

عینا کے باپ کا نہیں پتہ ماما!! لیکن عینا کا اسے اپنا نام پوری حق کے ساتھ پوری دنیا
کے سامنے دے گا اور وہ اپنے شوہر کے ساتھ ہی رہے گا۔ وہ بھی اس سے کہیں
زیادہ قطعیت سے کہتا اٹھ کھڑا ہوا اور تیزی سے اپنے کمرے میں چلا گیا
عائشہ اور عارفہ بیگم بے یقینی سے اس کا یہ روپ دیکھ رہی تھیں۔

امی آپ!!.. احمر کے توڈر کے مارے پسینے چھوٹنے لگے، وہ تصور بھی نہیں کر پارہا
تھا کہ یہ سب سننے کے بعد عافیہ کا کیاری ایکشن ہوگا۔
ایاز صاحب..! وہ ان کے سامنے آ کر کھڑی ہو گئیں

یہی وہ وقت جس سے وہ اتنے سالوں سے پہلو بچا رہے تھے، آج وہ سامنے آ ہی گیا
، وہ نظریں چرا رہے تھے، دیکھ بھی نہیں پارہے تھے۔

میری تو سمجھ میں نہیں آرہا ہے میں روؤں یا ہنسوں، مجھے دنیا کی بیوقوف ترین
عورت کا خطاب ملنا چاہیے، دیکھیں نا مجھے غور سے دیکھیں، ہنسی آرہی ہے میرا چہرہ
دیکھ کر، جو کر کے جیسا لگ رہا ہے نا میرا منہ، دیکھیں ناب کیوں نظریں چرا رہے
ہیں۔ انہوں نے انکا چہرہ سختی سے پکڑ کر اپنی طرف موڑا

ان کی آنکھوں سے وحشت کے شعلے نکل رہے تھے، ایازان کی نظروں کی تپش
سہ نہیں پائے اور آنکھیں بند کر لیں
جواب دیجئے ایاز، یہ آنکھیں اس وقت بند کر لیتے جب دوسری عورت کی طرف
متاثر ہوئے تھے۔ وہ چیخیں

عافیہ پلیز تم، تمہاری طبیعت خراب ہو جائے گی۔ وہ ان کے چیخنے پر ڈر گئے
میں مروں یا جیوں آپ بس میری بات کا جواب دیں کیا کمی کر دی میں نے کہاں کمی
کر دی۔؟ محبت میں؟ وفاداری میں؟ پڑھی لکھی ہونے کے باوجود میں نے کبھی
جاب نہیں کی اپنی فیملی اور اپنے بچوں کے لئے خود کو مخصوص کر لیا، اپنی پہلی ترجیح
اپنے گھر کو دی، میکے بھی برائے نام گئی کیونکہ بچوں کی چھٹی ہو بھی جائے تو آپ کے
کھانے پینے میں دقت ہوگی برداشت نہیں تھا کہ آپ ہوٹلوں میں کھانا کھائیں۔ وہ
چیخ چیخ کر بولتے بولتے تھک چکی تھیں
احمر کی آنکھوں سے آنسو گر رہے تھے۔

میرل اور عمر لاؤنج میں بیٹھے تھے ماں کی اتنی تیز آواز سنتے ہی بھاگتے ہوئے آئے۔
بیویاں شوہر کو بازاری کھانوں سے بھی پرہیز کرواتا ہیں اور شوہر اتنے بد کردار کہ
بازاری عورتوں سے تعلقات بنا لیتے ہیں۔ ان کے لہجے میں زہر ہی زہر تھا
عافیہ پلیز، بچوں کا تو خیال کرو۔ وہ بچوں کے سامنے اس لفظ پر تڑپ گئے۔

میں خیال کر لوں بچوں کا؟ کیا خیال کروں میں؟ یہ میرا خیال میری ہی تربیت ہے کہ آج آپ کا بیٹا مجھے پاگل ثابت کر آیا ہے تاکہ آپ کا رہا سہا کردار بچا سکے، یہ میری ہی تربیت ہے ایاز صاحب کی آج میرا بیٹا عینا کو اپنی ماں کی سوتن کی اولاد سمجھنے کے بجائے ایک بھائی بن کر اس کی ذمہ داریاں نبھا رہا ہے، غور سے دیکھو اسے، یہ بچہ ہے اس عمر کے بچے اتنے جذباتی ہوتے ہیں کہ خدا نخواستہ آپ کے اس جرم پر وہ آپ سے تعلقات ختم کر لیتا بد تمیزیاں کرتا مگر وہ اب بھی آپ کی عزت بچانے کے چکروں میں ہلکان ہو رہا ہے۔ وہ مضبوطی سے احمر کا ہاتھ تھام کر چیخیں، اس نے ماں کو کندھوں سے تھام کر صوفے پر بٹھا دیا عافیہ میں کیا کروں میں مجبور تھا، میں نے بس سہارا دینے کی نیت سے نکاح کیا تھا۔ وہ دھیمی آواز میں صفائی دے رہے تھے سہارا دینے کی نیت سے۔ انہوں نے طنزیہ نظران کے چہرے پر ڈالی اور پاگلوں کی طرح قہقہے لگانے لگیں میرل اور عمر کی آنکھوں میں دہشت کے اثرات نمایاں تھے۔ ادھر آئیں وہ ایاز صاحب کا ہاتھ پکڑ کر کھینچتی ہوئی عینا کے کمرے میں لے گئیں۔ وہ تینوں بھی ان کے پیچھے بھاگے۔

دیکھیں غور سے اس کو! آپ کا ہی خون نے، اسے آپ کے سہارے کی کتنی ضرورت تھی؟ جب یہ اس رات ہمارے گھر آئی تھی تب اس کی حالت کیا تھی؟ کیوں نہیں اس سے پہلے سہارا دیا آپ نے؟ کیوں وہ اپنے باپ کے زندہ ہوتے ہوئے بھی بھیڑیوں کی بھینٹ چڑھی؟ اسے ضرورت نہیں تھی آپ کے سہارے کی، یا بس اس کے پیدا ہونے تک ہی اسے اور اس کی ماں کو آپ کی ضرورت۔ وہ بیڈ پر سوئی عینا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے چیخ رہی تھیں، جو اس افتاد پر نیند سے ہڑبڑا کر اٹھی اور حیران پریشان بیٹھی تھی۔

یہی تو مسئلہ ہے ایاز صاحب کہ بس دوسری شادی تک سنت اور ذمہ داریاں یاد رہتی ہیں، اس کے بعد ناتواں دوسری عورت کو خاندانی بیوی والا مرتبہ دے پاتے ہیں نا اس کی اولاد کو اولاد والا حق۔ وہ بھگو بھگو کر جوتے مار رہی تھیں ایاز صاحب ساکت کھڑے تھے

کیا کر لیتی میں آپ کا اگر آپ مجھے اس نکاح کے بارے میں بتا دیتے؟، زیادہ سے زیادہ ناراض ہوتی آپ سے بات چیت بند کر دیتی غصہ ہوتی چیختی چلاتی، جو کہ متوقع ہے لیکن آج کی طرح شرمندہ تو نا ہوتی کہ میرا شوہر کوئی بھی ذمہ داری ٹھیک سے نہیں نبھایا۔ اپنی بچی تک کو فراموش کئے رکھا، جھوٹ بولا ہم سب کو فریب میں رکھا کیوں؟؟ کیا حاصل ہو گیا؟

جس چیز کا حق آپ کو مذہب دیتا ہے اس میں، میں کیا بگاڑ لیتی آپ کا؟، کیوں دھوکہ دیا آپ نے؟۔۔ اب ان کی برداشت ختم ہو چکی تھی اب وہ ہچکیوں سے رورہی تھیں

عینا کی ہمت نہیں تھی کہ وہ انہیں چپ کرائے۔

ایک طوائف کو اس ماحول سے نکالنے کے لئے شادی کی ہو گی نا آپ نے۔۔؟

انہوں نے ایک بار پھر ان کا چہرہ ٹھوڑی سے سے پکڑ کر اوپر کیا

پھر کیوں اس سے نکاح کے بعد بھی طوائف والا رویہ ہی رکھا؟؟ دنیا والوں سے

چھپ کر اس کے پاس جاتے رہے، اس کی اولاد کو اپنا نام نہیں دیا؟ کیوں؟

جب سنت ادا کی تھی تو پورا بھی کرتے، بیوی بنائے تھے تو بیوی والے احساس بھی

دیتے اسے۔ وہ نان اسٹاپ بولے جا رہی تھیں

عینا نے حیرت و عقیدت سی ملی جلی کیفیت سے اس عظیم عورت کو دیکھا، اس کا

دل چاہا اس کے پیروں میں بیٹھ جائے اس کے قدموں کو چوم لے۔

دینی تعلیم اسی لئے ضروری ہوتی ہے وہ عقل و ہشعور عطا کرتی ہے "کھانا خود گرم

کرو"، میرا جسم میری مرضی "جیسے فالتو موضوعات کو لے کر عورت مارچ پر نہیں

نکلتی۔ پڑھی لکھی عورت تو ایسی ہوتی ہے عافیہ مرزا جیسی، جو اپنے شوہر سے اس

لئے لڑ رہی تھی کہ اگر اس نے ایک طوائف سے نکاح کر ہی لیا تھا تو اس کے ساتھ

ایسا سلوک کیوں رکھا کہ وہ دوبارہ طوائف ہی بن گئی، عافیہ مرزا لڑ رہی تھی اپنی
سوتن کی اولاد کے لئے کہ اس کی پرورش اس کے بچوں کی طرح آسائشات میں
کیوں نہیں ہوئی، اسے محفوظ کیوں نہیں رکھا گیا؟۔۔۔
عینا آنکھوں عقیدت کے آنسو لئے تگے جارہی تھی۔
احمر بڑی مشکل سے عافیہ کو چپ کروا کر ان کے کمرے میں لے گیا۔ ایاز ہارے
ہوئے جواری کی طرح وہیں بیٹھے رہے۔

ذکی کے گھر والوں کو ہاں کہنے کی دیر تھی کہ ایک دن مختصر سی ہلکی پھلکی تقریب
میں ارم کا نکاح کر دیا گیا اور وہ رخصت ہو گئی۔
ایک عجیب سی تقریب تھی یہ، جس میں دلہن پسند کی شادی ہونے کے باوجود
سوگوار سی بیٹھی تھی، چہرے پر خوشی کی ہلکی سی بھی رمتق نہیں تھی۔
مریم جو بہن کی شادی کے اتنے ارمان سجا کر بیٹھی تھی، وہ بھی بڑی بے دلی سے
شریک تھی۔

اللہ میری بچی کے گناہوں کو بخش دے اور اسے خوشیاں نصیب کرے۔ راحت بیگم
نے ارم کے ادا اس چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے دعا کی

نکاح ہو چکا تھا، ارم عزت کے ساتھ رخصت بھی ہو چکی تھی، پھر بھی ان کے دل کو سکون نہیں مل رہا تھا۔

اگرذکی یاس کے گھر والے شادی کے لئے منع کر دیتے اور ارم کا یہ گناہ سب کے سامنے آ جاتا تو۔ انہوں نے خوف سے جھر جھری لی

سب عزت سے ہو گیا، وہ اللہ تعالیٰ کا شکر بھی ادا کر رہی تھیں، مگر پھر بھی انہیں سکون نہیں تھا۔

اگر کسی کو پتہ چل جاتا تو اپنی پھوپھو کی طرح ارم کو بھی مرنے کے بعد تک بد دعائیں ملتیں۔۔؟ اس کی اولاد تک کو طعنے پڑتے؟۔۔ وہ رات میں سونے کے لئے لیٹیں تو بس کروٹیں بد لیتیں رہیں، خوف یا شرمندگی پتہ نہیں کیا تھا جو کنڈلی مارے ان کے دل میں بیٹھا تھا، جس کی وجہ سے وہ سکون میسر ہوتے ہوئے بھی سکون میں نہیں تھیں۔

اللہ جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے جسے چاہتا ہے ذلت دیتا ہے، ہزار بار کی پڑھی ہوئی آیت جسے وہ سرسری پڑھ کر گذر جاتی تھیں بار بار ذہن میں آرہی تھی۔

انہوں نے بہت پہلے کہیں پڑھا تھا کہ اللہ تعالیٰ کچھ لوگوں کو دنیا میں سزا دیتا ہے اور کچھ کو آخرت کے لئے بچا رکھتا ہے اور آخرت کی سزا زیادہ خطرناک ہے۔

عینا تو بے قصور ہے، اس کی ماں کو تو دنیا میں ہے اس قدر بے عزت ہونا پڑا۔ تو کیا ہماری سزا اللہ نے آخرت کے دن کے لئے رکھی ہے۔۔!؟ وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھیں، اتنی سردی میں بھی ان کے پسینے چھوٹ رہے تھے۔

مجھے یقین ہے ماماں جائیں گی۔ وہ بس وقتی طور پر ناراض ہیں، جو کہ ان کا حق ہے۔ وہ اپنے کمرے میں لیٹا سوچنے کے ساتھ ساتھ خود کو دلا سے بھی دے رہا تھا۔ عینا تو اتنی پیاری ہے، ایک بار اس گھر میں آگئی تو ماما کا دل چند دنوں میں ہی جیت لے گی۔ وہ عینا کا خیال آتے ہی مسکرایا۔ کال کر لیتا ہوں دیکھوں کیا کر رہی ہے۔ وہ مسکراتے ہوئے اس کا نام سرچ کر رہا، اے کی لسٹ میں نام ناپا کر وہ پہلے تو چونکا پھر مسکرا دیا۔ بی فار بیگم۔ اس نے کال ملا دی۔ مگر دو تین بیل کے بعد ریسیو ہونے کے بجائے کال کاٹ دی گئی۔ ارے فون کیوں نہیں اٹھا رہی ہے۔ اسے شوہر انہ جلال آگیا کیا ہوا کال کیوں کاٹ دی۔ اس نے ٹیکسٹ کیا کرتی ہوں کچھ دیر میں۔ کچھ دیر بعد اس کا ریپلائے آیا، اس نے سکون کا سانس لیا

السلام علیکم !!۔۔ فار یہ ہلکا سادروازہ کھٹکھٹا کر سیدھا اندر چلی آئی۔

وعلیکم السلام۔ اس کے چہرے پر ناگواری آگئی لیکن چھپا کر جواب دیا

نکاح مبارک۔ وہ ہنسی

بہت شکریہ۔ اس نے بھی مسکرا کر مبارکباد وصول کی اور دوبارہ فون کی طرف

متوجہ ہو گیا

تمہیں یاد ہے ادھم ایسی ہی ایک رات میں تمہارے کمرے میں آئی تو تم نے مجھے

بے عزت کیا تھا۔ اسے اپنی ہتک یاد آگئی

ابھی بھی کر سکتا ہوں کروں؟؟ وہ بد تمیزی سے بولا

میرے تو ایک میسج پر تم نے بڑی بڑی باتیں کی تھیں زندہ ضمیر کے دلائل دے

تھے، لیکن اب خود گھر والوں کی مرضی کے خلاف جا کر عینا سے شادی کر کے بیٹھے

ہو، تمہارے ضمیر صاحب کی اس ناگہانی موت پر مجھے افسوس ہے۔ لیکن تمہیں

کھونے کا دکھ نہیں رہا اب۔ وہ طنزیہ مسکرائی

ادھم دانت پیس کر رہ گیا کاش وہ اسے کمرے سے باہر پھینک پاتا

کیونکہ مجھے پتہ ہے ہمیں ایک طوائف کی بیٹی والے ناز و ادا کے پینترے نہیں آتے

ناجو کسی بھی مرد کو رجھانے کے لئے ضروری ہوں۔ وہ زہریلے لہجے میں بولتی ہوئی

واپس مڑ گئی

اچھا!! ایک طوائف کی بیٹی ہو کر وہ مجھ سے کبھی تنہائی میں نہیں ملی، میرے ساتھ روز اکیڑمی جانے اور رشنا کے لاکھ کہنے کے باوجود بھی وہ کبھی ہمارے ساتھ باہر گھومنے پھر نہیں گئی اور تم، ایک شریف گھر اور ماں باپ کی اولاد ہو کر کیوں ایک جوان لڑکے کے کمرے میں رات کے کسی پہر چلی آتی ہو؟؟؟ کیا کرنے آتی ہو؟ آدھی رات کو پیار محبت والے میسیجز کر کے کیوں رجھانے کی کوشش کرتی ہو؟؟؟ وہ جھٹکے سے اٹھ کر اس کے سامنے آگیا

اس کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔

فارہ اس کی زہریلی باتوں کو سن کر ہی وہیں جم گئی۔ اس کے قدم آگے بڑھ ہی نہیں رہے تھے کہ وہ کمرے سے باہر نکلتی۔

میرل!!! عینا نے چپ چاپ بیٹھی میرل کو پکارا وہ آنسو بھری آنکھوں سے اسے تنکنے لگی۔

عینا کے دل کو کچھ ہوا

یہاں آؤ میرے پاس۔ اس نے محبت سے اسے بلایا اور خود سے لگالیا وہ بے آواز رہ رہی تھی، عینا دھیرے دھیرے اس کے پشت پر ہاتھ پھیرنے لگی۔
میرو!!! احمر کمرے میں آگیا

وہ دوڑ کر اس سے لپٹ گئی۔

پاپا بہت برے ہیں بھائی، بہت برے، پاپا تو میرے آئیڈیل تھے نا انہوں نے کیوں ایسا کیا۔؟؟ وہ روئے جا رہی تھی

نہیں بابو ایسے نہیں بولتے کبھی کبھی ہمارے سامنے حالات ایسے پیدا ہو جاتے ہیں کہ ہم سے ناچاہتے ہوئے بھی غلط ہو جاتا ہے۔ وہ اپنے آنسو ضبط کرتا اس کی بالوں کا بوسہ لیتے ہوئے اسے سمجھا رہا تھا

جب کوئی کام اچھے کے لئے کیا جائے تو جھوٹ نہیں بولتے ہیں۔ عمر اب کبھی حد تک حالات اور جذبات پر قابو پا چکا تھا سرد لہجے میں بولا

عمر یہاں آؤ میرے پاس۔ اس کے پاس اس کا کوئی جواب نہیں تھا لیکن سوچا اپنے پاس بلا لے

چھوڑیں بھائی مجھے صبح اسکول جانا ہے۔ وہ بیزاری سے کہتا ہوا کمرے سے نکل گیا۔

عینا اور احمر نے ایک دوسرے سے نگاہیں چرائیں۔

امی!!! مریم کو بہت گھبراہٹ ہو رہی تھی وہ کمرے سے نکلی تو، راحت بیگم کو ٹہلتا پا کر ان کے پاس آگئی، وہ آنگن میں ٹہل رہی تھیں

امی کیا ہوا۔؟ ان کا کوئی جواب ناپا کر اس نے دوبارہ پوچھا

بہت گھبراہٹ ہو رہی ہے بیٹا۔ ان کے چہرے کی رنگت بدل رہی تھی
یہ لیس امی پانی پی لیس سنبھالیں خود کو۔ وہ ان کی کیفیت دیکھ کر دوڑ کر پانی لے آئی
بیٹا دل کو سکون نہیں ہے۔ وہ پانی پی کر پھر ٹہلنے لگیں
امی اللہ تعالیٰ نے ہماری عزت رکھ لی ہے شکر ادا کریں۔ وہ ماں کو تسلیاں دے رہی
تھیں

بیٹا ہم تو دوسروں کی عزت کی حفاظت نہیں کرتے ہیں، پھر بھی اللہ نے ہماری کی۔
وہ بڑبڑائیں

مریم شرمندگی کے اتھاہ سمندر میں ڈوب رہی تھی۔
وہ عینا اس دن روئے جا رہی تھی ہمیں اس پر ترس نہیں آیا، حالانکہ اس کی حالت
چینچ چنچ کر کہہ رہی تھی مگر ہماری آنکھوں پر تو نفرت کی پٹی بندھی تھی۔
مجھے تمہاری دادی سے پوچھنا ہے مریم کیا وہ بھی ایسے ہی تڑپٹی تھیں۔
راحت بیگم عجیب عجیب باتیں کر رہی تھیں، مریم کو ان سے خوف آنے لگا۔
انسان کا اندرونی چہرہ کتنا ڈراؤنا ہوتا ہے، جب سامنے آتا ہے تو ناقابل برداشت بن
جاتا ہے۔۔

عافیہ بہادری کا مظاہرہ کرتے ہوئے بہت چینچ چلا چکی تھیں، مگر اب وہ تھک گئی
تھیں، ان کی طبیعت خراب ہونے لگی۔

احمر نے ڈاکٹر کو بلا لیا، وہ آئے چیک اپ کیا اور آرام کرنے کی تلقین کی۔
میں نے سکون کے لئے انجکشن لگا دیا ہے کیونکہ فی الحال ان کا سو جانا ہی بہتر ہے،
دوائیں وہی استعمال کرواؤ جو پہلے سے ہیں ان کے پاس اور، خیال رکھو۔ ڈاکٹر نے
مسکرا کر اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا
جی ڈاکٹر میں خیال رکھوں گا، تھینک یو۔ وہ ان کا شکریہ ادا کر کے انہیں باہر تک چھوڑ
کر واپس کمرے میں آ گیا۔
عافیہ آنکھیں بند کئے پڑیں تھیں۔
آپ کے دکھ کا مداوا کیسے کیا جائے امی! اس نے ماں کا چہرہ دیکھتے ہوئے سوچا، جس
پر دکھ کی گہری پرچھائیں واضح تھیں۔
اللہ آپ پر رحم کرے آپ کو صبر عطا کرے۔ اس نے جھک کر ان کی پیشانی چومی
، کمبل برابر کر کے لائٹس آف کی اور کمرے سے باہر نکل آیا۔
پاپا۔۔! وہ ایاز کے قریب چلا آیا جو صوفے پر سر جھکائے ہوئے بیٹھے تھے۔
ہاں بیٹا۔ انہوں نے پلکیں جھپک کر آنسو اندر کئے مگر وہ دیکھ چکا تھا، تمام تر غلطیوں
کے باوجود اسے اپنے باپ سے محبت تھی بے تحاشہ محبت۔
پاپا آپ میرے کمرے میں سو جائیں، امی کی طبیعت خراب ہے، آپ کو جتنا دیکھیں
گی غصہ کریں گی۔ وہ ہچکچاتے ہوئے بولا

نہیں بیٹا میں ڈرائنگ روم میں سو جاتا ہوں یا یہیں صوفے پر کوئی دقت نہیں ہے۔

وہ سر جھکائے ہوئے تھے

نہیں پاپا یہاں کیسے؟ وہ تڑپ گیا ان کا جھکا ہوا سر دیکھ کر

پلیز بیٹا کچھ وقت اکیلے گزارنا چاہتا ہوں جاؤ سو جاؤ شاہباش۔ انہوں نے ہاتھ اٹھا کر

اسے روک دیا

وہ ناچاہتے ہوئے بھی اپنے کمرے میں چلا آیا۔

ایاز کو بہت پیچینی ہو رہی تھی، وہ اپنا سینہ مسلتے ہوئے ٹہلنے لگے۔

ذکی کمرے میں آیا تو وہ کپڑے چینج کر کے خاموش بیٹھی تھی۔

ارے کیا ہو گیا؟ تم نے کپڑے کیوں بدل لئے؟؟ اسے دلہن کے روپ میں دیکھنے کا

اس کا ارمان دھرا کا دھرا رہ گیا

مجھے بہت الجھن ہو رہی تھی ذکی، عجیبی سی گھبراہٹ ہو رہی تھی ان کپڑوں میں۔ وہ

بے چارگی سے بولی

کچھ پیو گی، کوئی انرجی ڈرنک لے آؤں پاس ہی مارکیٹ ہے۔ وہ فکر مند ہوا

نہیں بس مجھے آرام کرنا ہے۔ وہ لیٹ گئی

وہ کچھ لمحے اسے دیکھتا رہا پھر ٹھنڈی سانس بھر کر کپڑے بدلنے کی غرض سے واش روم میں چلا گیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ لائنس آف کر کے بیڈ پر آ گیا۔
ارم!! کچھ دیر بعد اس کی آواز کمرے میں گونجی

ہوؤں۔ اس نے جواب دیا

وہ، ہم سے ایک غلطی ہو گئی تھی ارم، غلطیاں تو اللہ بھی معاف کر دیتا ہے، پھر تم کب تک سوار کئے رہو گی ذہن پر۔ اس نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اس کا رخ اپنی طرف موڑا۔

نائٹ بلب کی مدھم روشنی میں بھی وہ اس کے آنسو دیکھ پارہا تھا۔

مت روؤ، اس نے ایک ہاتھ سے اس کا آنسو صاف کیا۔

اگر آپ کی جگہ کوئی اور لڑکا ہوتا تو؟، اگر وہ مجھ سے شادی کرنے سے منع کر دیتا تو، میرا کیا ہوتا ذکی میں کیسے منہ دکھاتی کسی کو۔؟ وہ اس کے سینے سے لگی ہچکیاں لے رہی تھی

ذکی کا دل بھی گہری شرمندگی میں ڈوب گیا، اگر وہ ایک بار کی غلطی ناہوئی ہوتی تو آج یوں ان کی شادی کی پہلی رات روتے ہوئے ناگذرتی۔۔

وہ اسے تھکتے ہوئے تسلیاں دے رہا تھا، لیکن اس کی ہچکیوں کی رفتار تیز ہوتی
جارہی تھی

فارہ کمرے سے باہر نکلی اس کا دل زوروں سے دھڑک رہا تھا۔
مجھے اس نے کمپیئر کیا اس طوائف کی بیٹی سے۔ اس کا شدید غصے سے برا حال تھا
مجھے اس نے اس سے بھی گیا گذر بتایا۔؟ وہ بے یقین تھی
اس کو تو میں مزہ چکھاتی ہوں، مامی کا ایسا برین واش کرتی ہوں کہ وہیں پڑی پڑی
بڑھی ہو جائے گی مگر رخصت ہو کر اس گھر میں نہیں آئے گی اور اگر آ بھی گئی نا تو
سکون سے جینے نہیں دوں گی۔ حسد اور غصے نے مل کر اسے پاگل کر دیا تھا
فارہ آپنی، آپ ادھر کیوں کھڑی ہیں۔ رشنا اسے بیڈ پر ناپا کر باہر آئی تو اسے لاؤنج
میں کھڑا پا کر حیرت سے بولی۔
نہیں وہ مامی ناراض ہیں ادھم سے تو میں نے سوچا میں ہی کھانے کا پوچھ مگر جب گئی
تو شاید وہ عینا سے بات کر رہا تھا مجھے اچھا نہیں لگا جانا اس لئے واپس آ گئی۔ وہ پہلے تو
گڑ بڑا گئی پھر سنبھل کر بات بنائی
کیا بات کر رہے تھے؟ رشنا کے چہرے پر ناگواری آ گئی اور ناچاہتے ہوئے بھی پوچھ
بیٹھی

یہی کہ میں اس گھر کا بڑا بیٹا ہوں، تم بڑی بہو، تمہاری اہمیت سے کون انکار کر سکتا ہے، ماما کو بھی جلد احساس ہو جائے گا۔

یہ تو ایسے ہی میرے کانوں میں پڑ گیا اس سے آگے سننا مجھے مناسب نہیں لگا، کسی کی پر سنل باتیں، اچھا نہیں لگتا۔ وہ اس کے چہرے کے بگڑتے ہوئے زاویوں کا بغور جائزہ لیتے ہوئے بول رہی تھی

ہممم، چلیں ہم سو جاتے ہیں۔ وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر بولی
ہاں چلو، لیکن ایک بار تم ہی پوچھ لیتی کھانے کا بھوکا ہو گا بیچارہ۔ اس نے ادھم سے
ہمدردی جتائی

بھوک لگے گی تو وہ خود گرم کر کے کھالیں گے۔ وہ اپنی ناگواری چھپا کر بولی اور اس
کا ہاتھ پکڑ کر کمرے میں لے آئی۔
فارہ کے ہونٹوں پر زہریلی مسکراہٹ پھیل گئی۔

میرل سوچکی تھی مگر اس کی آنکھوں سے نیند کو سوں دور تھی۔
مسلسل سوچوں سے تنگ آ کر اس نے اپنا فون اٹھا لیا۔
یہ ابھی جاگ رہے ہیں؟.. ادھم کا لاسٹ سین چند منٹ پہلے کا دیکھ کر اسے حیرت
ہوئی رات کے دو بج رہے تھے۔

کال کرتی ہوں۔ اس نے کال ملا دی
فون لگتا ہے ہاتھ ہی میں تھا، اس نے فوراً اٹھالیا
مل گئی فرصت۔ نا سلام ناد عافون اٹھاتے ہی اس کا پہلا جملہ تھا
السلام علیکم۔ اس کی بے صبری پر وہ ناچاہتے ہوئے بھی مسکرا دی
وعلیکم السلام۔ اس کے انداز میں خفگی تھی
آپ ابھی تک جاگ رہے ہیں خیریت؟ اس نے پوچھا
تم بھی تو جاگ رہی۔ ویسا ہی جواب آیا
میں تو بس ایسے ہی دن میں سوئی تھی نا۔ وہ چاہ کر بھی اسے یہاں کے حالات بتا
نہیں پائی

کوئی پریشانی ہے۔۔؟ اس نے اس کے لہجے میں محسوس کیا
نہیں، میں ٹھیک ہوں آپ بتائیں۔ اس نے ٹال دیا
کیا بتاؤں بھوک لگی ہے مگر بیگم ہماری دور بیٹھی ہیں کھانا تک گرم کر کے نہیں
دے سکتی ہیں۔ اس نے بھی لہجے میں خوشگوا ری پیدا کی وہ نہیں چاہتا تھا کہ یہاں
کے حالات جان کر عینا کر دل نا امید ہو۔

ابھی تک آپ نے کھانا نہیں کھایا، میں فون رکھ رہی ہوں جائیں کھا کر آئیں۔ وہ خفا
ہوئی

نہیں تم فون مت رکھو میں بات کرتے کرتے گرم کر کے لاتا ہوں۔ وہ فون کٹنے کے نام پر فوراً کھڑا ہو گیا

کچھ دیر رکھو میں کھانا گرم کر لوں پھر کمرے میں چل کر بات کرتا ہوں، سب سو رہے ہیں اچھا نہیں لگ رہا ہے۔ وہ کچن میں آ کر آہستہ آواز میں بولا

فون رکھ دیتے۔ اس نے ٹوکا

ہر گز نہیں۔ اس نے قطعیت سے کہا

عینا اس کی محبت محسوس کر کے آسودگی سے مسکرا دی۔

باہر کچھ گرنے کی آواز آئی لیکن وہ بلی کے خوف سے باہر جانا سکی۔

کیا کر رہے ہو...؟ اس کی کھڑپڑ سن کر عائشہ پاس ہی کمرے سے نکل آئیں

کھانا گرم کر رہی ہوں ماما آپ نے کھایا۔؟ وہ نارمل لہجے میں پوچھ رہا تھا

نہیں۔ وہ سنجیدگی سے بولیں

میں گرم کر رہا ہوں کھالیں آپ بھی۔ وہ ان کے لئے بھی نکالنے لگا

وہ جو اس سے اس قدر سختی سے بات کرنے پر گلٹ محسوس کر رہی تھیں، اس کے

ساتھ کھانا کھا کر کچھ دیر باتیں کر کے، لاڈلے بیٹے کے ساتھ وقت گزار کر تھوڑا

اس گلٹ کو کم کرنا چاہ رہی تھیں فوراً ہی اثبات میں گردن ہلا کر سنک کے پاس ہاتھ

دھونے آ گئیں۔

بیگم۔ ان کی نظر اوون کے پاس رکھے ادھم کے فون پر پڑی، جہاں بیگم ہارٹ والی ایجوگی کے ساتھ لکھا صاف نظر آ رہا تھا اور کال چل رہی تھی۔

انہوں نے فون سے نظر ہٹا کر بیٹے پر ڈالی اور ٹھنڈی سانس بھر کر چیئر پر بیٹھ گئیں۔

کیا عینا کو ادھم سے دور کر کے وہ اسے خوش رکھ پائیں گی؟؟

کیا صرف بیٹے کی خوشی کے لئے وہ ایسے لڑکی کو اپنائیں؟؟

کھانا کھاتے ہوئے ان کے ذہن و دل میں جنگ چھڑ گئی۔

ادھم تیزی سے کھانا کھا کر پلیٹ سنک میں رکھتا انہیں گڈنائٹ بولتا فون لے کر

کمرے میں چلا گیا۔

عائشہ نے تاسف سے اس کا بے صبر اپن دیکھا۔

رات میں دیر تک ادھم سے بات کرنے کی وجہ سے صبح آنکھ ناکھلی، وہ پڑی سوتی

رہی۔

پاپا، پاپا۔ میرل کے چیخوں سے وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی اور باہر کی طرف بھاگی۔

ایاز صاحب لاؤنج میں زمین پر پڑے تھے اور میرل انہیں اٹھانے کی ناکام کوشش

کر رہی تھی۔

پاپا۔ عینا کے منہ سے بھی چیخ نکل گئی

احمد دوڑتا ہوا کمرے سے باہر، باپ کو ایسے پڑا دیکھ کر اس کے پیروں تلے زمین کھسک گئی۔

عمر عمر۔ وہ انہیں اٹھانے کی کوشش کرتا ہوا تیز آواز میں عمر کو پکار رہا جسکی نیند بہت پکی تھی مگر بار بار چیخنے پر وہ بھی بھاگتا ہوا آیا۔

ایاز کو ایسے دیکھ کر، اس کی ری ایکشن بھی انہیں تینوں جیسا تھا۔

عینا اور میرل تو ہو اس کھوپچی تھیں، لیکن وہ دونوں تو مرد تھے انہیں خود کو سنبھالنا پڑا۔

عمر نے جلدی جلدی ڈاکٹر کو فون ملا یا۔

ان کی چیخ و پکار عافیہ تک بھی پہنچ رہی تھی، انہوں نے آواز دی مگر ان لوگوں کو سنائی نہیں دی،

انہیں بہت گھبراہٹ ہو رہی تھی، وہ خود کو زبردستی بستر سے اٹھانے کی کوشش کرنے لگیں۔

ڈاکٹر اسی کالونی میں رہتے تھے اس لئے کچھ ہی دیر میں آ گئے۔

آتے ہی سب سے پہلے انہوں نے ناک کے نیچے ہاتھ رکھ کر کچھ چیک کیا۔

یہ آپ کیا کر رہے ہیں اور عمر تم نے ڈاکٹر کو فون کیوں کیا ایسبوالینس کو کرتے ہم ابھی پاپا کو ہاسپٹل لے کر چلتے ہیں۔ احمر انہیں سانسیں چیک کرتا دیکھ کر بھڑک گیا

اس کی ضرورت نہیں ہے بیٹا۔ وہ نبض دھڑکن سب باری باری چیک کرنے کے
بعد دھیمی آواز میں بولے

کیا مطلب کیا ہوا؟ کیا کہنا چاہ رہے ہیں۔ احمر بے تابی سے کبھی اپنے پاپا کو چھوتا کبھی
ان کی طرف آتا

بیٹا، تمہارے پاپا نہیں رہے اب۔ ڈاکٹر صاحب بولتے بولتے رک گئے
عافیہ خود کو بمشکل گھسیٹتی ہوئی دروازے تک لے آئی تھیں سامنے کا منظر قیامت
کا منظر تھا، وہ مضبوطی سے ایک ایک قدم بڑھاتی ہوئی ایاز کے پاس آگئیں۔
امی! احمر بے یقینی سے کبھی ماں تو کبھی نیچے پڑے باپ کو دیکھ رہا تھا
عافیہ وہیں ان کے پاس گرنے کے انداز میں بیٹھ گئیں۔ وہ بولنا چاہتی تھیں چیخنا
چاہتی تھیں مگر جیسے ان کی قوت گویائی ختم ہو گئی تھی۔
ایاز کو اس دنیا سے گئے آج چوتھا دن تھا، ان کے گھر والوں پر ایک قیامت آکر گذر
گئی تھی، لیکن وہ ابھی تک بے یقینی کی کیفیت میں تھے۔

عینا ان سب کا ذمہ دار خود کو سمجھ رہی تھی، اس کی ہمت نہیں ہو رہی تھی کہ وہ
عافیہ کے پاس جا کر ان کا درد بانٹ سکے، بس اکیلے کمرے میں پڑی خود کو کوس رہی
تھی۔

ثانیہ نے آکر پورا گھر سنبھالا ہوا تھا اور ادھم کا آنا جانا بھی برابر لگا ہوا تھا، وہ احمر کا درد سمجھ سکتا تھا، ابھی کچھ مہینے پہلے ہی وہ خود اس تکلیف سے گذر رہا تھا، جس کے بارے میں ابھی بھی وہ سوچ لیتا تھا تو خود کو بھری دنیا میں اکیلا محسوس کرنے لگتا تھا۔ وہ سمجھتا تھا کہ احمر کو کسی اپنے کے کندھے کی بہت ضرورت ہے۔

اما آپ ایذا نکل کی ڈیتھ کے بعد دوبارہ ان کے گھر نہیں گئیں، آپ کو عینا نہیں پسند لیکن عافیہ آنٹی تو آپ کی دوست ہیں نا، بابا کے انتقال کے بعد وہ آپ کے پاس آتی رہتی تھیں آپ انہیں تو فون کر لیتی تھیں، آپ ان کے ساتھ ایسا کیسے کر سکتی ہیں۔ عائشہ کچن میں چائے بنا رہی تھیں وہ پیچھے چلا آیا۔

آں، ہاں، وہ بیٹا طبیعت ٹھیک نہیں تھی، مصروفیات بھی بہت تھیں۔۔۔ وہ واقعی شرمندہ ہو گئیں، عینا کا غصہ وہ عافیہ پر کیوں نکال رہی ہیں وہ تو دوست تھی ان کی اس وقت اسے ان کی کتنی ضرورت ہوگی۔

اس وقت اگر آپ کی طبیعت ٹھیک ہو تو چلیں، میں وہیں جا رہا تھا۔ وہ سنجیدگی سے

بولا

تم کیا کرنے جا رہے اس وقت۔۔۔؟؟ انہیں اس کا یوں اپنی پڑھائی اور اکیڈمی چھوڑ کر بار بار وہاں جانا پسند نہیں آیا

عینا کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے، کسی سے بات چیت تک نہیں کر رہی ہے بس خاموش بیٹھی رہتی ہے، ڈاکٹر کو دکھلاؤں۔۔ وہ سنجیدگی سے بول رہا تھا انہوں نے چونک کر اسے دیکھا، کیا کچھ نہیں تھا اس کے لہجے میں عینا کے لئے عزت، محبت، فکر، سب کچھ

جائیں جلدی سے تیار ہو کر آئیں، میں گاڑی نکالتا ہوں۔ وہ باہر چلا گیا تھوڑی دیر بعد وہ باہر آئیں تو ان کے ساتھ رشنا اور فاریہ بھی تھیں۔ ایک تو یہ پتہ نہیں کیوں یہاں پڑی ہے، اپنے گھر کیوں نہیں جاتی۔ فاریہ کو دیکھتے ہی اس پر بیزاری طاری ہو گئی، وہ جھنجھلاتا ہوا گاڑی اسٹارٹ کرنے لگا

میرے دوست سب پوچھ رہے تھے ہم ہنی مون کے لئے کہاں جائیں گے۔ ذکی نے اس کی چوڑیوں کو چھوتے ہوئے بتایا

ہاں لیکن آپ کو پتہ ہے نامیری طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ وہ پریشان ہو گئی ارے نہیں میں سفر کا رسک لوں گا بھی نہیں میں تو کچھ اور سوچ رہا تھا۔ وہ اس کی گود میں سر رکھ کر لیٹ گیا کیا سوچ رہے ہیں۔ وہ چونکی

تم طبیعت خرابی کا بول کر کچھ دن کے لئے اپنے میکے رک جاؤ، اتنی جلدی پر یکنسی کی نیوز پر میرے گھر والوں کو شک ہو جائے گا، ویسے ہی وہ جلدی شادی کا سن کر ہی حیران تھے لیکن میری ضد کے آگے امی نے اعتراض نہیں کیا۔ وہ دھیمے دھیمے بول رہا تھا

ہممم کہہ تو صحیح رہے ہیں۔ اسے بھی اس کی بات دل پر لگی تھی ہماری شادی کے شروعاتی دن ہیں، اور تم یہ دن رو کر اداس رہ کر گزار رہی ہو، پلیز خوش رہا کرو نا، جو ہو گیا وہ ہو گیا۔ وہ اس کا ہاتھ اپنے ہونٹوں سے لگائے ریکویسٹ کر رہا تھا

میں کوشش کروں گی۔ وہ اس کی محبت پر مسکرا اٹھی ہاں نامیری جان جو ہو گیا، ہم اس پر شرمندہ ہیں معافی بھی مانگ چکے ہیں اللہ تعالیٰ سے، پھر ایسے سوچ سوچ کر خود کو ہلکان کرنے کا کیا فائدہ؟؟۔۔ وہ اسے سمجھا رہا تھا ہممم۔ وہ اپنی انگلیاں اس کے بالوں میں پھیر رہی تھی

اس کا شوہر اسے تسلیاں دے رہا ہے سمجھا رہا ہے اور وہ احساس جرم میں اسے ہی نظر انداز کرتی آرہی ہے۔ اسے سوچ سوچ کر ہی شرمندگی ہو رہی تھی۔۔

عافیہ کے گھر داخل ہوتے ہی، ادھم عینا کے کمرے میں چلا گیا۔

چلو عافیہ کا کمرہ ادھر ہے۔ عائشہ نے ان دونوں سے کہا، فار یہ کی نظریں تو ادھم کے پیچھے گڑی تھیں۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ کچھ ایسا کرے جس سے وہ دیوار کے آر پار دیکھ سکے۔

چلے۔ رشانے اسے ٹھوکا دیا، وہ ناچاہتے ہوئے بھی ان کے ساتھ کمرے میں آگئی۔ عافیہ۔ عائشہ تیزی سے ان کی طرف بڑھیں، بکھرے بے ترتیب بال، اور روکھا چہرہ۔ کہاں وہ عافیہ جو ہمیشہ صاف ستھرے گھر میں خود بھی سچی سنوری مسکراتے ہوئے ان کا استقبال کیا کرتی تھیں۔ ان کے دل کو کچھ ہوا

بھا بھی! ایاز چلے گئے مجھے چھوڑ کر ہمیشہ کے لئے۔ وہ ان سے لپٹ گئیں۔ صبر کرو عافی۔ ان کی آنکھوں میں بھی آنسو آگئے

دیکھنا بھا بھی یہ مرد کتنے چالاک ہوتے ہیں، خود کو آزاد کر لئے ناسارے دکھوں سے، لوگوں کے سوالات سے بچ کر چلے گئے نا، میں ناراض تھی مجھے منانا کیا اتنا مشکل تھا بھا بھی، وہ جانتے تو تھے کہ میں زیادہ دیر ناراض نہیں رہ سکتی تھی ان سے، پھر بھی انہوں نے مجھ سے معافی نہیں مانگی، نہیں منایا چھوڑ کر چلے گئے۔ وہ پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھیں

عافیہ کے آنسو بھی بے اختیار بہنے لگے، انہیں عافیہ کی تکلیف اپنی محسوس ہو رہی تھی، بلکہ عافیہ کی تکلیف ان سے کہیں زیادہ تھی، ان کی تکلیف میں تڑپ تھی

پچھتاوا تھا، اس کی دہائی تھی رب کے سامنے کے کہ ایک بار اس کا شوہر اسے واپس مل جائے تو اسے معاف کر دے گی۔

عینا! ڈاکٹر کے یہاں سے واپسی پر وہ اس سے مخاطب ہوا
وہ بنا کچھ بولے سوالیہ نظروں سے اسے تکتے لگی۔
ڈاکٹر نے کیا کہا ہے اپنا خیال رکھنا ہے، سب کے ساتھ رہنا ہے اکیلی نہیں رہنا ہے۔
ڈرائیونگ کرتے ہوئے اس نے یاد دلایا
ہممم۔ وہ بس ہمم کر کے رہ گئی
وہ بنا کچھ بولے وقفے وقفے سے اسے تک رہا تھا۔
مجھے خود پر غصہ آرہا ہے، میں ناہوتی تو یہ سب ناہوتا، دنیا میں کتنی ہی عورتیں بانجھ
ہوتی ہیں کاش میری ماں بھی ہوتی اور میں اس دنیا میں ہی نا آتی۔ وہ بڑا بڑاتے ہوئے
بول رہی تھی

ادھم اندر ہی اندر خوشی محسوس کر رہا تھا کیونکہ ڈاکٹر نے کہا تھا کہ اس سے زبردستی
بات کرو تا کہ وہ اپنے اندر کی چیزیں باہر نکالے، ایسے گھٹ گھٹ کرنا جائے۔
اس میں تمہاری کیا غلطی عینا!!! اس نے اور اکسایا

میں ہی تو ہوں غلطی، نامیں ہوتی ناپا پامجھے یہاں لاتے نامی اور پاپا میں اتنی دوریاں
آتیں، آخر انہیں ساری رنجشوں کے درمیان پاپا چلے گئے امی تڑپتی رہتی ہیں سوچ
سوچ کر۔ وہ بلک بلک کر رونے لگی

ادھم نے گاڑی روک کر اسے خود سے لگا لیا۔ وہ اس سے لپٹی دھیرے دھیرے
سسکیاں لے رہی تھی، ادھم نے محسوس کیا وہ دھیرے دھیرے پرسکون ہو رہی
ہے۔

مجھے چھوڑو گی۔ کافی دیر گزرنے کے بعد جب وہ اسے چھوڑ کر ناہٹی تو وہ شرارت
سے بولا

نہیں، ابھی مجھے رونا آ رہا ہے مجھے آپکے پاس رہنا ہے۔ زکام زدہ آواز میں ہلکی ہلکی
سسکیوں کے دوران اطلاع دی گئی۔
ادھم کے ہونٹوں پر بے ساختہ مسکراہٹ آ گئی۔

رونا تو آپ کو ہر دم آتا رہتا ہے بیگم صاحبہ، ایسا کریں ابھی مجھے ڈرائیونگ کرنے
دیں گھر پہنچ کر میں آپکے پاس ہی رہوں گا جی بھر کر رولینا۔ اس نے نرمی سے
اسے خود سے الگ کیا۔ اور دوبارہ گاڑی اسٹارٹ کر دی
امی مجھ سے نفرت کرنے لگی ہوں گی نا۔ وہ کچھ دیر بعد گویا ہوئی

ہر گز نہیں۔ عافیہ آنٹی ایک حقیقت پسند عورت ہیں، وہ جانتی ہیں تمہاری کوئی غلطی نہیں ہے۔ اس کا لہجہ پر یقین تھا

لیکن میرے اور میرے شوہر کے بیچ میں اگر کسی اور کی وجہ سے کوئی دراڑ آئی تو میں اسے کبھی معاف نہیں کروں گی چاہے اسکی غلطی ہو یا ناہو۔ وہ اسکی طرف دیکھتے ہوئے کہہ رہی تھی

ادھم اس کی شدت پسندی پر مسکرایا۔

عورت اور لڑکی میں فرق ہے ناعینا، عورت کا دل وسیع ہوتا ہے وہ شوہر کی بے توجہی بھی برداشت کرتی ہے، بے وفائی بھی کیونکہ اسے اپنا گھر بچانا ہوتا ہے بچوں کا سوچنا پڑتا ہے، اور لڑکیاں بے صبری ہوتی ہیں، وہ اتنا نہیں سوچتی ہیں۔ وہ اسے بڑی محبت سے سمجھا رہا تھا۔

گھر آگیا تھا وہ گاڑی سے اتر کر اندر آ گئے۔

عائشہ نے عافیہ کے بال بنائے منہ دھلوا یا لوشن لگایا اب وہ کافی بہتر نظر آرہی تھیں

-

ثانیہ چائے لے کر آ گئیں۔

یہ کون ہیں باجی۔۔؟ بہن کو صاف ستھرے حلیے میں بیٹھا دیکھ کر انہیں خوشگوار سی حیرت محسوس ہوئی اس لئے پوچھ بیٹھیں

یہ ادھم کی امی اور بہنیں ہیں۔ ادھم کی آمد و رفت کی وجہ سے وہ اس سے متعارف تھیں اس لئے انہوں نے اسی کے حوالے سے تعارف کروایا

ارے اچھا عینا کی ساس۔۔!! ثانیہ مسکراتے ہوئے بولیں
عائشہ اور رشانے اس تعارف پر پہلو بدلا اور بس مسکرانے پر اکتفا کی۔
فار یہ کو پہلے ہی غصہ آرہا تھا۔

عینا کہاں ہے..؟؟ عینا کے ذکر پر عافیہ کو بیچینی ہوئی
ادھم کے ساتھ ڈاکٹر کے پاس گئی ہے باہر گاڑی رکنے کی آواز آئی ہے وہ لوگ آہی
رہے ہوں گے۔ انہوں نے چائے کا کپ عافیہ کو تھماتے ہوئے بتایا
لو بھی گئے!! تبھی ان کی نظر دروازے پر پڑی وہ دونوں کمرے میں داخل ہو رہے
تھے۔

السلام علیکم۔ ادھم نے باواز بلند سلام کیا اور عینا کا ہاتھ پکڑ کر اسے عافیہ کے پاس
بٹھا دیا

امی! وہ ان کا ہاتھ چوم کر رو پڑی

چپ رہو میرا بچہ کتنا روؤ گی۔ عافیہ بمشکل اپنے آنسوؤں کو کنٹرول کرتی عینا کو
تھپک رہی تھیں

میں آپ کو نہیں کھوسکتی امی میں مر جاؤں گی آپ کے بغیر۔ وہ بلک رہی تھی
منع کیا تھا نارونے کو، خود بھی رو رہی ہو آنٹی کو بھی رلا رہی۔ ادھم نے اسے ڈپٹا
تم چپ رہو، میری بیٹی کو میرے گھر میں میرے سامنے ڈانٹ رہے ہو، اپنے گھر
لے جا کر کیا کرو گے۔ انہوں نے اسے ڈانٹ دیا

نہیں ڈانٹوں گا تو یہ مسلسل روتی رہے گی۔ وہ ہنسا

عافیہ کی نظر عائشہ پر پڑی ان کا چہرہ بالکل سپاٹ تھا، ناتوا نہوں نے روتی ہوئی عینا
کے سر پر ہاتھ رکھا تھا، ناہی انکے چہرے پر عینا کی رخصتی کے نام پر زرا سی بھی
مسکان آئی تھی۔

عافیہ کے دل پہ بوجھ سا پڑ گیا۔

نجانے اس معصوم کی قسمت میں کتنی آزمائشیں لکھی ہیں۔ وہ اس کا سر تھپکتے ہوئے
سوچ رہی تھیں۔

فرحت بیگم کا دل آجکل انجانے اندیشوں میں گھرا ہوا تھا۔

ارم شادی کے ایک ہفتے بعد ہی میکے آگئی تھی اور یہیں رک گئی۔ اس بیچہ کی صرف ایک بار آیا۔

ان کے دل میں طرح طرح کے واہے آنے لگے۔

ارم!! وہ خاموش لیٹی ارم سے مخاطب ہوئیں

جی امی۔ وہ چونک کر اٹھ بیٹھی

نہیں لیٹی رہو، بس مجھے گھبراہٹ ہو رہی تھی۔ انہوں نے اسے لیٹنے کا اشارہ کیا

کس بارے میں امی۔ اس نے پوچھا

بیٹا تم ایسے ایک ہفتے بعد ہی یہاں آگئی ہو ذکی بھی بس ایک بار آیا ملنے، وہ فون وون تو

کرتا ہے نا۔ ان کے لہجے میں خوف تھا

ہاں امی، کرتے ہیں۔ وہ سر جھکا کر بولی

شکر ہے، ورنہ میں ڈر گئی تھیں کہیں اس کا دل تو نہیں ہٹ گیا تمہاری طرف سے۔

وہ بے دھیانی میں بول گئیں

کیسی باتیں کر رہی ہیں امی، اگر ایسا ہوتا تو وہ شادی ہی کیوں کرتے۔ وہ گھبرا کر بولی

ہاں ہاں بیٹا بس میرا دل گھبرا رہا تھا اس لئے نکل گیا منہ سے۔ انہوں نے اسے تسلی

دی

وہ تو اٹھ کر چلی گئیں لیکن اس کا دل ان کی باتوں میں الجھ گیا۔

واقعی شادی سے پہلے کچھ کچھ دیر پر کال میسج کرنے والا اب دن بھر میں بس ایک بار کال کرتا ہے وہ بھی چند منٹ کی جس میں بس خیریت پوچھ کر رکھ دیتا ہے۔ اس کے دل میں وسوسے آرہے تھے۔۔

ماما! کچھ کام تھا، میں فاریہ آپنی چلے جائیں مارکیٹ۔۔؟ وہ الماری سے گرم کپڑے نکال رہی تھیں، تبھی وہ دونوں اجازت لینے چلی آئیں

بیٹا اکیلی تم دونوں اچھا نہیں لگتا، اور پھر ادھم بھی خفا ہوگا آجائے تو اسکے ساتھ چلی جانا۔ انہوں نے سہولت سے منع کیا

بس کر دیں ماما! وہ کب آئیں گے رات کو گیارہ بارہ بجے کے قریب پورا دن تو وہ عینا کی ناز برداریوں میں لگے رہتے ہیں۔ وہ کل سے بہت چڑی ہوئی تھی اس لئے جھنجھلا

کر بولی

ایسے کیوں بول رہی ہو، رشنا عینا کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے، اور ادھم "شوہر" ہے اس کا، "نکاح" ہوا ہے دونوں کا۔ اس نے بطور خاص شوہر اور نکاح پر زور دے کر

کہا

بالکل ٹھیک کہہ رہی فاریہ، رشنا میں تمہیں بڑوں کے معاملات میں اس طرح بولنے کی ہر گز اجازت نہیں دیتی آئندہ خیال رکھنا۔ انہوں نے سختی سے ڈپٹا

سوری ماما بھی یہ تو بتادیں کہ کیا کریں؟ وہ بیزار سی بولی

جاؤ۔ لیکن جلدی آجانا، ادھر ادھر دکانوں پر پھرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ انہوں نے ناچاہتے ہوئے بھی اجازت دے دی۔

یہ ادھم کا کیا کروں سمجھ میں نہیں آرہا ہے، ابھی اسکی عمر اپنی پڑھائی کرنے اور فیوچر بنانے کی ہے، اکیڈمی کی اتنی بڑی ذمہ داری ہے اس کے سر پر، اور وہ شادی اور بیوی کے پیچھے ہلکان ہے۔۔

زیادہ سختی کروں گی تو وہ مجھ سے بدظن ہو جائے گا، کیا کروں عافیہ ٹھیک ہو تو اس سے بات کروں کیا کہ وہ عینا کو سمجھائے، ادھم کو اپنے فیوچر پر فوکس کرنے دے۔ ان کا دل کام سے اچاٹ ہو گیا بس دل و دماغ میں عینا اور ادھم کا خیال چل رہا تھا۔ ان کا ذہن آجکل عینا کو سوچ سوچ کر گہری کشمکش میں تھا ایک طرف عینا کا معصوم چہرہ دھیمالب و لہجہ، دوسری طرف اس کا بیک گراؤنڈ اسکی ماں، سب آپس میں گڈ مڈ ہو کر کسی فیصلے پر نہیں پہنچنے دے رہے تھے۔

کچھ بھی ہوا نہیں اپنے بیٹے کی خوشی بہت عزیز تھی۔

تم کہاں مر گئے ہو کب سے فون کر رہی ہوں اٹھا کیوں نہیں رہے۔۔؟ فون اٹھاتے ہی وہ چیخیں

خیریت یہ کیا طریقہ ہے بات کرنے کا۔۔؟ اس نے ناگواری سے ٹوکا

تم گھر آؤ مجھے ضروری بات کرنی تھی۔ وہ غصے سے بولی
ٹھیک ہے ادھر ہی آیا ہوں میں ضروری کام سے، نیٹا کرتا ہوں۔ اسے اسکے لہجے پر
غصہ تو بہت آیا لیکن ضبط کر گیا
کچھ دیر بعد جب وہ کام نمٹا کر پہونچا تو راحت بیگم نے بہت ہی محبت سے استقبال کیا
اور رات رکنے کے لئے اصرار کرنے لگیں۔

ارم کے بگڑے موڈ کی وجہ سے اس نے بھی سوچا تھوڑا اس کے ساتھ وقت
گزارے ورنہ وہ اور چڑچڑی ہو جائے گی۔

کہاں تھے اتنے دنوں سے؟، کال بھی دن بھر میں ایک بال کرتے تھے۔ اوپر سے
ملنے بھی نہیں آتے تھے۔ کیا چاہتے ہو میں یہاں ماں باپ کے گھر پڑی رہوں اور تم
اپنی عیاشیاں کرو۔ من بھر گیا ہے تمہارا مجھ سے۔ وہ جب کمرے میں آیا تو وہ غصے
سے پاگل ہو رہی تھی۔

تمہارا دماغ خراب ہے۔ وہ جو اسے منانے کے ارادے سے آیا تھا، اس کی بات سنتے
ہی کھول گیا

ہاں میں ہی پاگل ہوں بیوقوف ہوں مجھے یہاں چھوڑ کر تم رہو اپنی موج مستیوں
میں لگے رہو۔ وہ پتہ نہیں کون سی ان سکیورٹیز کا شکار تھی

ذکی نے حیرت سے اسے دیکھا اتنی ٹاکسک تو وہ گرل فرینڈ تھی تب بھی نہیں تھی
اچانک کیا ہو گیا۔

چھوڑ دو مجھے اگر تمہارا دل اتنا اکتا گیا ہے تو، بوجھ نہیں ہوں میں کسی پر۔ وہ اب
سسکیاں لیتی بیڈ پر کروٹ بدل گئی
وہ بھی تھکا ہوا تھا چپ چاپ سو گیا، اور اس کا یہ رویہ ارم کو اور کھل گیا اس کے
آنسوؤں میں شدت آگئی۔

عافیہ کمرے میں بیٹھی تھیں، میرل اور عینا ان کی گود میں سر رکھے لیٹی تھیں۔
عمر بھی پاس میں بیٹھا باتیں کر رہا تھا، ثانیہ اپنی بچیوں کے سر میں تیل لگا رہی تھیں۔
تبھی احمر نے ادھم کے آنے کی اطلاع دی۔ وہ دونوں سیدھی ہو کر بیٹھ گئیں، عینا
ثانیہ کے ساتھ کچن میں آگئی۔

ادھم سلام کر کے عافیہ کے برابر رکھی کر سی پر بیٹھ گیا۔
ادھم کو بول دو رات میں کھانا کھا کر جائے داماد ہے اس گھر کا اچھا نہیں لگتا۔ ثانیہ
نے چائے کا کپ اسکے سامنے رکھتے ہوئے کہا
میں کیا بولوں آپ بول دیں۔ اسے شرم آگئی، سب کے سامنے اسے کھانے کے
لئے روکنا معیوب لگا

اچھا ٹھیک ہے میں بول دیتی ہوں، تم بتاؤ اسے کھانے میں کیا پسند ہے؟ انہوں نے

ہنس کر پوچھا

کھانے میں کیا پسند؟؟ مجھے نہیں پتہ۔ وہ کچھ دیر سوچ کر بولی

ان کی تو کبھی ان سب موضوعات پر بات ہی نہیں ہوئی۔

لڑکی، وہ شوہر ہے تمہارا جب تک ساس نندوں کے چنگل میں نہیں جاتی ہو تب تک

یہی تو دن ہیں تمہارے انجوائے کرنے کے، ایک دوسرے کے بارے میں جاننے

کے، ایک بار ساس کے ہاتھوں لگ گئی تو پھر تو بس شوہر سے بات چیت گروسری

کی لسٹ تک ہی محدود رہ جائے گی۔ ثانیہ اپنے مخصوص کھنڈرے لہجے میں بولیں

عائشہ آنٹی بہت سویٹ ہیں امی کی طرح دونوں دوست ہیں نا۔ وہ مسکرا کر بولی

اچھا جی آپ تب تک ادراک لہسن ہی چھیل لیں میں پوچھ کر آتی ہوں ادھم کیا کھانا

پسند کرے گا۔ وہ اس کے ہاتھوں میں ٹوکری تھما کر چلی گئیں۔

باجی میری سمجھ میں نہیں آرہا ہے کیا کروں!! ان کا دل گھبرا رہا تھا تو انہوں نے نند

کو فون ملا لیا

کیا ہو گیا عائشہ؟ وہ پریشان ہو گئیں

باجی ادھم یونیوسٹی سے بہت زیادہ چھٹیاں کرنے لگا ہے اکیڈمی کی کلاسز جھٹ پٹ
نیپٹا کی اس کابس نہیں چلتا کیسے عافیہ کے گھر پہونچ جائے، کبھی عینا سے ملنے، کبھی
اسے ڈاکٹر کو دکھانے، بیوی کے پیچھے پاگل ہو کر اس کا اپنا فیوچر رسک میں ہے اسے
سمجھ نہیں آرہا ہے، میں زیادہ سختی بھی نہیں کر سکتی اس پر کہیں مجھ سے بد ظن نا ہو
جائے۔ وہ سخت ڈپریسڈ تھیں

سختی کس بات کی کرو گی عائشہ کو نساوہ معشوقہ سے ملنے جاتا ہے، عینا بیوی ہے اس کی
۔ انہوں نے سمجھایا

میں کیا کروں، عینا کی معصوم شکل ذہن میں آتی ہے تو لگتا ہے سب اچھا ہے لیکن
اس کی ماں کا سوچتی ہوں تو دل نہیں مانتا ہے۔ مجھے میرے بیٹے کی خوشی بھی عزیز
ہے اس لئے کوئی ایسا ویسا قدم بھی نہیں اٹھا سکتی، لیکن۔ باجی، میری آنے والی
نسلوں کا انحصار بہو پر ہی ہو گا۔ ان کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کیسے سمجھائیں۔

نہیں عائشہ، ایسا ویسا کچھ سوچنا بھی مت ہماری بھی بچیاں ہیں،۔ انہیں کچھ سوچ کر
جھر جھری آگئی

جورشتہ جڑا ہے وہ نبھایا جائے گا لیکن ابھی ادھم کا مستقبل زیادہ ضروری ہے، اسے
بیٹھ کر ٹھنڈے دماغ سے سمجھاؤ۔ انہوں نے سمجھایا

ہممم باجی۔ عائشہ نے تائید کی

بلکہ میرے دماغ میں ایک خیال ہے۔ وہ پر سوچ انداز میں بولیں

کیا۔ عائشہ کا لہجہ تھکا تھکا تھا

دیکھو عائشہ کچھ ایسا ویسا کرنے کا خواب میں بھی ناسوچنا وہ رخصت ہو کر اسی گھر میں

آئے گی جیسی بھی ہو وہ بہو ہے ہمارے گھر کی، ایک نا ایک دن اسے یہاں لانا ہی

ہے، کیوں نا بھی لے آؤ، اس طرح ادھم کا ذہن دو جگہوں پر نہیں بٹے گا، اور

پڑھائی پر بھی توجہ دینے لگے گا، تم عینا کی رخصتی کروالاؤ۔ ان کے دل میں اچانک

خیال آیا اور انہوں نے کہہ ڈالا

رخصتی؟؟ اتنی جلدی؟۔۔ عائشہ گھبرا گئیں

ہاں عائشہ کبھی نا کبھی تو کرنی ہے ابھی کر لو، بیٹے کے دل میں بھی تمہاری جگہ بنی

رہے گی اور اس کا دل بھی پڑھائی میں لگے گا۔ ان کی باتوں سے عائشہ کے ذہن کے

کئی دروازے کھل رہے تھے۔

انہیں عارفہ کی بات میں دم لگا، اور ادھم سے بات کرنے کی

ٹھان لی۔

بیٹا، جانے لگنا تو مل کر جانا۔ وہ کھانا کھا کر اٹھا سوچا عینا سے مل کر گھر چلا جائے گا

، تبھی عافیہ نے مخاطب کیا۔

جی آنٹی بولیں۔ وہ فوراً آگیا

نہیں بیٹا جاؤ عینا سے مل لو وہ انتظار کر رہی ہوگی، جاتے ہوئے مل لینا۔ وہ مسکرائیں
وہ بھی مسکراتا ہوا عینا کے کمرے میں آگیا۔

وہ احمر کی شرٹ میں بٹن لگا رہی تھی۔ اسے دیکھ کر مسکرائی

میں تو جا رہا تھا میری ساسو ماں نے کہا کہ ان کی بیٹی سے مل لوں وہ مجھے بہت مس کر
رہی ہے۔ وہ وہیں بیڈ پر کنارے بیٹھ گیا

میں کیوں مس کروں گی بھلا میں نے تو ان سے ایسا کچھ نہیں کہا۔ اس نے ناک
چڑھائی

کہا نہیں ہوگا، مگر وہ ماں کے دلوں کے حال سمجھتی ہوں گی۔ وہ شرارت سے گویا ہوا
بڑا غرور ہے خود پر کہ میں مس کروں گی۔ وہ خود بھی مسکرا دی
غرور نہیں ہے جی، غلام ہیں آپ کے اور ملکائیں تو خادموں کو ہر بہانے یاد کرتی ہیں
، ہم بھی آپ کے خادم ہیں کسی کام کے لئے ہی سہی یاد کیا ہوگا آپ نے۔ وہ فوراً مسکین

بن گیا

مظلومیت تو سب آپ پر ختم ہے۔ وہ گھورنے لگی۔

وہ ڈھیٹ بنا ہنستا رہا۔

باہجی سے بات ہوئی تھی میری۔ وہ رات میں فاریہ اور رشنا کے پاس آکر بیٹھیں تو

بات شروع کر دی

ان کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا وہ اس معاملے میں کس کی رائے لیں، شہریار کی کمی
انہیں شدت سے کھل رہی تھی اس لئے ان دونوں کے پاس آ گئیں۔

کس بارے میں۔ رشنا نا سمجھی سے بولی

عینا کے بارے میں۔ انہوں نے جواب دیا

اس بارے میں کیا بات کرنا ماواہ کوئی گرل فرینڈ تھوڑی ہے بھائی کی جو بریک اپ
کر وادیں، بیوی ہے ایک نا ایک دن آنا ہی ہے اسے اس گھر میں پھر بات کیا کرنی
ہے۔ وہ کتاب بند کرتی ہوئی بیزاری سے بولی

ہاں وہی نا انہوں نے کہا ہے کہ کبھی نا کبھی آنا ہی ہے کیوں نا آجکل کی رخصتی کروا
دیں، ورنہ ادھم ایسے ہی روز روز وہیں پہنچنا پڑے گا۔ وہ انہیں عارفہ بیگم سے کی

گئی پوری گفتگو شارٹ کٹ میں بتانے لگیں

ہائیں۔ رشنا کو سخت حیرت ہوئی

امی ماور ایسی بیو قوفانہ بات؟ فاریہ کا منہ بھی کھلا کا کھلا رہ گیا

بری بات اس میں بیو قوفانہ کیا؟ انہوں نے تنبیہ کی

ان کی عمر ہی کیا ہے مامی رخصتی کی؟ وہ گڑ بڑا کر بولی

کوئی بہت کم عمر نہیں ہے۔ وہ اطمینان سے بولتی فاریہ کاسکون الٹ پلٹ کر چکی
تھیں

آجاؤں آنٹی۔ وہ تھوڑی دیر عینا کے پاس بیٹھنے کے بعد عافیہ کے کمرے کے

دروازے پر آگئے

آجاؤ بیٹا! وہ نماز پڑھ کر جائے نماز تہہ کر رہی تھیں اسے وہیں کر سی پر بیٹھنے کا اشارہ

کیا

بیٹا عینا کی رخصتی کے بارے میں کیا خیال ہے؟ وہ بیڈ پر آ بیٹھیں اور اس سے سوال

کیا

آنٹی ابھی اتنی جلدی۔ وہ رک گیا، اپنے گھر والوں کا عینا کے لئے سر درویہ اس نے
واضح طور پر محسوس کیا تھا لیکن وہ عافیہ پر ظاہر کر کے انہیں ٹینشن نہیں دینا چاہتا تھا

-

نہیں بیٹا وہی میں کہہ رہی ہوں میں اتنی جلدی رخصتی نہیں کروں گی، بیٹا سوری ٹو
سے مگر اکیڈمی کی جاب تمہارے اپنے جیب خرچ کے لئے ہوگی اس میں فیملی پالنا
مشکل ہے، تو جب تک تمہاری تعلیم مکمل کر کے کوئی جاب نہیں لگ جاتی، میں عینا
کو رخصت نہیں کروں گی۔ انہوں نے صاف لفظوں میں کہا

وہ بنا کچھ بولے سر جھکائے بیٹھا رہا۔

دیکھو بیٹا، میں ماں ہوں عینا کہ، میرے اوپر بہت بڑی ذمہ داری ہے، میں ایسے ہی تو نہیں کر سکتی نایبٹار خست بیٹیاں بوجھ تھوڑی ہیں جو بندہ اتار پھینکے۔ انہوں نے اپنی بات ختم کر دی

جی آنٹی اب میں چلتا ہوں دیر ہو گئی ہے بہت۔ وہ ان کی باتیں کچھ دیر بیٹھا سوچتا رہا پھر اٹھ کھڑا ہوا

بیٹا ماما سے بات کر لینا کہ عینا کے گھر والوں نے جاب کے بعد رخصتی کا کہا ہے۔ وہ اسے دروازے تک گئی چھوڑنے آئیں۔

عائشہ بھابھی اور بچیوں کے رویے سے مجھے اندازہ تھا کہ وہ اس رشتے سے خوش نہیں ہیں، آج رخصتی کے لئے جاب کی شرط سن کر شاید ان کی سمجھ میں آجائے کہ عینا اپنے گھر والوں پر بوجھ نہیں ہے، اس کی ماں ابھی زندہ ہے جو اسے یوں ہی رخصت نہیں کر سکتی جہاں لوگوں کو اس کی قدر نہ ہو۔ وہ دروازے سے واپس اپنے کمرے کی طرف آتی ہوئی سوچ رہی تھیں۔۔

جار ہے ہیں آپ۔۔؟؟ وہ ناشتہ کر کے کمرے آگیا جوتے پہن رہا تھا، ارم پیچھے سے آکر بولی

ہاں، خیال رکھنا اپنا تم دو اور غیرہ ٹائم پر لینا، اور یہ رکھ۔ اس نے سنجیدگی سے کہہ کر
کچھ پیسے اس کی طرف بڑھائے

ایسے لہجے میں کیوں بات کر رہے ہیں جیسے مجھے یہیں چھوڑ کر جا رہے ہیں، ہمیشہ کے
لئے۔ اس کی آنکھوں اور اس کے لہجے دونوں سے خوف واضح تھا

وہ جو جانے کا سوچ رہا تھا ٹھنڈی سانس بھر کر بستر پر بیٹھ گیا۔

یہاں آؤ بیٹھو میرے پاس۔ اس نے کچھ دیر اپنا سر ہاتھوں میں گرائے رکھا پھر اسے

اپنے پاس بلایا

وہ جھجھکتی ہوئی پاس آکر بیٹھ گئی۔

کیا چاہتی ہو مجھ سے۔ وہ اس کا ہاتھ تھام کر سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا

کچھ نہیں چاہتی ہوں، لیکن مجھے ایسا لگتا ہے آپ کا من مجھ سے بھر گیا ہے آپ مجھے
چھوڑ کر چلے جائیں گے۔ اس کی آنکھوں میں آنسو تھے اور ہونٹ کپکپا رہے تھے۔

میری جان! اس نے اسے خود سے لگالیا

کیوں تمہیں ایسا لگا؟۔ وہ محبت سے پوچھ رہا تھا

آپ نے مجھے یہاں لا کر چھوڑ دیا، نالٹے آتے ہیں ناکال کرتے ہیں۔ وہ سسکیوں کے

درمیان بول رہی تھی

تمہارے سارے شکوؤں کا جواب دیتا ہوں، پہلا میں نے تمہیں اس لئے یہاں رکھا ہے کہ کہیں تمہاری اتنی جلدی پر یگنسی میرے گھر والوں پر کھل نا جائے، پھر ہم دونوں ان کی نظروں سے ہمیشہ کے لئے گر جائیں گے۔ میں ایسا ہر گز نہیں چاہتا۔ دوسرا شکوہ، اس کا جواب یہ ہے کہ شادی ہونے سے پہلے ہی مجھ پر بچے کی ذمہ داری آگئی ہے، جس کو نبھانے کے لئے کام کرنا پڑتا ہے اور میں انہی سب بھاگ دوڑ میں ہوں۔

تیسرا شکوہ، میں بھی تھکا ہارا ہوتا ہوں مجھے بھی ضرورت ہوتی ہے کہ تم مجھ سے پیار سے بات کرو، لیکن تم یا تو روتی دھوتی ہو یا پھر مجھ سے بد تمیزی سے بات کرتی ہو۔ وہ دھیمے لہجے میں اسے سمجھا رہا تھا

ہم اب گرل فرینڈ بوائے فرینڈ نہیں رہے ارم میں شوہر ہوں تم اس طرح بد تمیزی سے بات کرو گی تو میرے گھر والے بھی اعتراض کرنے لگیں گے، تمہاری ساری چڑچڑاہٹ اگر اس لئے ہے کہ تمہیں چھوڑ دوں گا، تو یہ بات اپنے دل سے نکال دو مجھے تمہیں چھوڑنا ہوتا تو میں شادی ہی کیوں کرتا۔ وہ اسے سینے سے لگائے تسلیاں دے رہا تھا۔

اب بھی اگر تمہیں یقین نا ہو مجھ پہ تو چلو ابھی گھر چلو میرے ساتھ دن رات رہو گی ناتب شاید یہ خوف دل سے نکل جائے چلو گی؟؟۔ وہ اس کا سر سہلاتا ہوا پوچھ رہا تھا

نہیں، اور سوری ایسے رویے کے لئے۔ وہ شرمندہ تھی
کوئی بات نہیں اتنا خڑہ تو خوبصورت لڑکیوں کا حق ہوتا ہے۔ اس نے چھیڑا
چلیں اب جائیں دیر ہو رہی ہے۔ وہ مسکراتے ہوئے اس کے پیچھے کمرے سے نکل
آئی، اسکی تسلیوں نے اسے ہلکا پھلکا کر دیا تھا
فرحت بیگم دونوں کو ساتھ میں مسکراتا دیکھ کر طمانیت سے خود بھی مسکرا دیں۔

ادھم یونیورسٹی نہیں جانا ہے کیا..؟ وہ آدھا ادھور اناشتہ کر کے لان میں دھوپ
میں آ بیٹھا تھا، عائشہ اس کے پیچھے آ گئیں
نہیں ماما پہلا پیریڈ آف ہے گیارہ بجے جاؤں گا۔ وہ ان کی طرف دیکھے بغیر بولا
کیا بات ہے پریشان ہو۔۔؟ انہوں نے اس کے چہرے سے ہی پریشانی نوٹ کر لی
نہیں ماما، بس سر میں تھوڑا درد ہے۔ وہ ٹال گیا
بیٹا مجھے تم سے کچھ بات کرنی تھیں۔ وہ اس کے بالکل سامنے بیٹھ گئیں
جی بولیں۔۔ وہ الجھ کر ان کی طرف دیکھنے لگا

بیٹا میں چاہ رہی تھی عینا جلد از جلد رخصت ہو کر ہمارے گھر میں آجائے۔ انہوں
نے مسکراہٹ دبا کر حتی الامکان چہرہ سنجیدہ رکھنے کی کوشش کی، وہ جانتی تھیں کہ
ان کی یہ بات ادھم کے سر سے کتنا بڑا بوجھ ہلکا کر دے گی اور ایسا ہی ہوا۔

سچی ماما۔ خوشی کی ایک چمکدار لہر اسکے چہرے پر آئی مگر اگلے ہی پل اسکی مسکراہٹ
سمٹ گئی

کیا ہوا تم ادا اس کیوں ہو گئے؟ انہوں نے فکر مندی سے پوچھا
ماما آج عافیہ آنٹی نے رخصتی کے متعلق بات کی۔ وہ سنجیدگی سے بولا
کیا کہا۔ انہوں نے بے صبری سے پوچھا۔

کہہ رہی تھیں کہ وہ عینا کی ماں ہیں اور ایک ماں ہونے کے ناطے وہ چاہتی ہیں کہ
رخصتی سے پہلے میں کوئی جاب ڈھونڈ لوں، جب میں ذمہ داری اٹھانے کے قابل
ہو جاؤں تبھی رخصتی ہوگی، میں اتنی جلدی جاب کیسے ڈھونڈوں ماما، عافیہ آنٹی سے
ایسی بے مروتی کی امید نہیں تھی مجھے۔ وہ شکایتی انداز میں بولا، اس کے لہجے سے
پریشانی جھلک رہی تھی

بیٹا ہم کیا اپنی رشنا کی شادی ایسے لڑکے سے کریں گے، جسکی ابھی ایسی کوئی جاب یا
بزنس ناہو جس سے وہ اپنی بیوی کی کفالت کر سکے؟؟ انہوں نے پوچھا
نہیں ماما۔ اس نے نفی میں گردن ہلادی

عافیہ تو عظیم ہے بیٹا، میں نے تو بس ایک لڑکی کے بیک گراؤنڈ کا سوچ کر اپنے بیٹے
کی خوشی بھی داؤ پر لگانی چاہی لیکن وہ، سوتن کی بیٹی کے لئے بھی اپنا دل اتنا بڑا
کر کے رکھی ہے۔ ان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے

جی ماما یہ تو ان کا ظرف ہے صرف گھر میں نہیں رکھا بلکہ اسے اس کے حق کے لئے
لڑنا بھی سکھا رہی ہیں، ایک ڈری سہمی لڑکی کو انہوں نے پر اعتماد بنایا ہے۔ وہ دل
سے تائید کر رہا تھا

ہاں بیٹا تم فکر نہ کرو، میں عافیہ سے بات کروں گی کہ رخصتی کروادے ورنہ اس کا
داماد ہر دم اسکی بیٹی کے خیالوں میں ڈوب رہے گا پھر تو جواب ملنا دور کی بات ہے
اسٹڈیز بھی کلیئر کرنا مشکل ہے۔ وہ صاف لفظوں میں اسے چھیڑ رہی تھیں۔
اس کا بھاگ بھاگ کر عینا کی طرف جانا سب نوٹ کر رہے ہیں۔ وہ سوچ سوچ کر
شرمندہ ہو رہا تھا

عائشہ کو اسے لڑکیوں کی طرح شرماتا دیکھ کر ہنسی آگئی۔

مریم !

ابھی ابھی فرحت بیگم ایک رشتے کی بات کر کے گئی تھیں، جسے اس نے بس
خاموشی سے سن لیا تھا۔

ارم کو اس کی خاموشی برداشت نہیں ہوئی اس لئے پکارا۔
بولو۔ اس نے سر جھکائے ہوئے ہی جواب دیا

تم خوش نہیں ہو اس رشتے سے تم تو شادی بیاہ کو لیکر اتنا ایکساٹڈ ہو جاتی تھی۔ اس نے محبت سے اس کے گھٹنوں پر ہاتھ رکھا

میں خوش ہوں ارم، بس غور کر رہی ہوں حد یہ کی پیدائش، تمہاری بغیر کسی رکاوٹ کے شادی پھر میرے لئے اتنا اچھا رشتہ، اتنی ساری خوشیاں ملنے کے باوجود بھی ہمارے اندر سکون نہیں۔ وہ اس کی طرف دیکھتے ہوئی بول رہی تھی

زنا گناہ کبیرہ ہے مریم، اللہ ناکرے کسی سے یہ گناہ سرزد ہو، چین و سکون چھن جاتا ہے، تمہیں پتہ ہے اتنی معافیاں اللہ تعالیٰ سے مانگنے کے باوجود بھی میرے دل میں عجیب سا خوف ہے، اپنے شوہر کس کھودینے کا خوف، ہم بندے اپنی طرف سے ساری کوششیں کر کے اپنی خوشیاں حاصل کر لیتے ہیں لیکن وہ ساری آسائشوں کے ہوتے ہوئے بھی ہم سے بس سکون چھین کر ہمیں یہ باور کر دیتا ہے کہ ہم سب کچھ کر لینے کے باوجود بھی اپنی خوشیوں کے لئے اس کے محتاج ہیں۔ وہ نم آنکھوں سے بول رہی تھی

معافیاں مانگتی رہو ارم اللہ ضرور معاف کرے گا اور سکون بھی عطا کرے گا۔ اس نے بہن کو گلے لگا لیا

آمین ان شاء اللہ۔ تم بھی اس رشتے کے لئے ہاں کر دو، سب ٹھیک ہو جائے گا۔ اس نے جواباً سے سمجھایا

ہممم۔ اس نے اثبات میں سر ہلادیا۔

ارم نے جلدی سے یہ خوشی کی خبر فرحت بیگم تک پہونچادی۔

فون نہیں کیا آپ نے آج ایک بار بھی خیریت تو ہے؟۔ دوپہر تک عینا کو انتظار

نہیں ہوا تو اس نے خود ہی میسیج کر لیا

یونیورسٹی میں ہوں۔ اس نے بس اتنا ہی جواب دیا

گھر کب پہونچیں گے۔؟ اس نے اگلا میسیج ٹائپ کیا

ابھی کچھ دیر میں گھر جاؤں گا، پھر فاریہ کو اس کے گھر ڈراپ کرنا ہے، اس کے بعد

اکیڈمی۔ اس نے تفصیلی جواب دیا

مجھے کال کب کریں گے۔۔؟ فاریہ کا نام سنتے ہی اسکا موڈ خراب ہو چکا تھا۔

رات میں کرتا ہوں نا۔ اس نے جواب دیا

ضرورت نہیں ہے۔ وہ غصے میں جواب دے کر فون آف کر چکی تھی

اسے کیا ہوا۔؟ وہ حیرت سے اسکا میسیج دیکھ رہا تھا

طبیعت ٹھیک نہیں ہے اس لئے چڑچڑی ہو رہی ہوگی رکوکال کرتا ہوں ابھی۔ اس

نے کال پر کلک کیا

فون آف یار زندگی میں کبھی گرل فرینڈ نہیں رکھی، اس لئے پتہ ہی نہیں چلا کہ وہ بلا وجہ ہی ناراض ہو جاتی ہیں۔ وہ اسکی بلا وجہ ناراضگی پر حیران ہوا۔

ابھی منانا پڑے گا کیا۔ اس نے سوچا

ٹھیک ہے منا ہی لیتے ہیں۔ وہ کچھ سوچتے ہوئے یونیورسٹی سے نکل آیا
بانیک ایک پھولوں کی دکان پر روک کر گجرے لئے، اور ایک ڈبہ چاکلیٹ کالے کر
اس نے بانیک عینا کے گھر کی طرف بڑھادی

دروازہ ثانیہ نے کھولا وہ انہیں سلام کر کے عافیہ کے کمرے میں آگیا، انہیں سلام

کر کے اپنی آمد کا بتایا اور عینا کے کمرے میں چلا آیا

عافیہ ہمیشہ سے اس کے ادب و آداب کی قائل رہیں نکاح کے بعد بھی وہ کبھی ان کی
اجازت کے بغیر عینا سے نہیں ملا۔ وہ مسکراتے ہوئے اس کے ہاتھ میں موجود شاپر
کو دیکھ رہی تھیں، وہ اندر کمرے میں چلا گیا تھا۔

ان کے دل سے بے ساختہ ان دونوں کی خوشیوں کی دعا نکلی۔

السلام علیکم زوجہ محترمہ! وہ کبل اوڑھے پڑی تھی، تبھی اس کی آواز گونجی

آپ یہاں۔ وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی

عینا، تم روئی ہو کیا؟ وہ اس کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر تڑپ گیا۔

نہیں۔۔ وہ سر جھکا کر بولی

کیا ہوا بتاؤ مجھے، میرا فون بھی کاٹ دیا آف بھی کر دیا۔ اس نے قریب آکر اس کا ہاتھ تھام لیا

فارہ آپکی دوست ہے نا۔ وہ نگاہیں جھکائے ہوئے خفگی سے بولی
میں کوئی بچہ نہیں ہوں کہ وہ میری دوست ہوگی، بچپن میں ہم ایک ہی عمر کے تھے
ساتھ میں پڑھتے تھے اس لئے دوستی تھی۔ اب مجھے لڑکیوں سے دوستی کی کیا
ضرورت ہے جب میرے پاس ماں ہے، بہن ہے، بیوی ہے، تو کس چیز کے لئے
میں لڑکیوں سے دوستی کروں گا۔ وہ ناگواری سے بولا
پھر وہ جیسے آئی تھی ویسے ہی جائے نا، آپ کو کیا ضرورت ہے؟ وہ بانیک پر جائے گی
آپکے قریب بیٹھ کر؟۔ وہ تنک کر بولی
اوہ، اچھا تو سارا غصہ اس لئے ہے۔ وہ شوخی سے اس کا تپا تپا ہوا روپ دیکھ رہا تھا
وہ بس غصے سے گھور کر رہ گئی
سوری میڈم، پہلی بات تو یہ کہ وہ میرے ساتھ بانیک پر قریب بیٹھ کر نہیں جائے
گی اس کی اجازت میری ماں بہن اور بیوی کے علاوہ کسی ابھی تک تو کسی نہیں حاصل
ہے۔ وہ اس کی آنکھوں میں جھانکتا ہوا بولا
وہ پگھلنے لگی

فکرنا کریں رشنا بھی ساتھ ہوگی، بھروسہ رکھیں مجھ پر، آپ کا غلام بس آپکا ہی ہے۔

وہ شرارت سے مسکرایا

آپ کبھی میرے ساتھ کسی کو شریک تو نہیں کریں گے۔ ایک ڈر کا سایہ اس کے

چہرے پر لہرایا

کبھی نہیں۔ وہ کچھ دور اس کا خوفزدہ چہرہ دیکھتا رہا پھر اس کا ہاتھ چوم لیا

اس کا چہرہ شرم سے سرخ پڑ گیا۔

یہ دیکھیں آپ کو منانے کے لئے آپکا یہ غلام یونی سے بھاگا بھاگا آیا ہے اور آپ کو

ہماری محبت پر شک ہے؟؟۔ اس نے چاکلیٹ کا باکس اسکے پاس رکھا، اور گجرے

نکال کر پہنانے لگا

اب کبھی نہیں کروں گی۔ وہ نم آنکھوں سے اسے تکتی رہی، اتنی محبتوں کا وہ خدا کے

حضور جتنا بھی شکر ادا کرتی کم تھا

عافیہ بہت دنوں بعد کچن میں آئی تھیں۔ ابھی کچھ پکانے کا سوچ ہی رہی تھیں تبھی

میرل ان کا فون لئے آگئی، عائشہ کی کال تھی۔

وہ فون لئے اپنے کمرے میں آ گئیں۔

جی بھا بھی یہاں سب ٹھیک ہے آپ بتائیں۔؟ وہ بستر پر بیٹھ کر باتیں کرنے لگیں

تم سے عینا کی رخصتی کے بارے میں بات کرنی تھی، عافیہ۔!! ادھر ادھر کی باتوں کے بعد انہوں نے مدعا بیان کیا

رخصتی تو کرنی ہی ہے بھابھی، ذمہ داری ہے ہمارے اوپر جتنی جلدی اللہ تعالیٰ ہم سے یہ نیک کام پورا کروادے اتنا ہی اچھا ہے، لیکن شادی بہت بڑی ذمہ داری ہے بھابھی میں چاہ رہی تھی، ادھم کی کوئی جاب لگ جائے پھر رخصتی ہو۔ ان کے لہجے میں ماں والی فکر تھی

تم ٹھیک کہہ رہی ہو، عافیہ لیکن ابھی، ادھم پڑھ رہا ہے ساتھ ہی ساتھ اکیڈمی بھی جاتا ہے اس سے زیادہ لوڈ نہیں ڈال سکتی میں اس پر، اور پڑھائی ختم کر کے جاب ڈھونڈنے میں وقت ہے ابھی کب تک ایسے بیٹھے رہیں گے وہ دونوں اب وہ زمانہ نہیں رہا جب کئی کئی سال تک نکاح کر کے لڑکیاں بیٹھی رہتی تھیں، اب زمانہ بدل گیا ہے اور ذمہ داری کا کیا ہے ہم دونوں مل بانٹ کر لیں گے سب تو اس کے اپنے ہی ہیں۔ وہ سمجھا رہی تھیں

ہممم آپ ٹھیک کہتی ہیں بھابھی۔ عافیہ کو ان کا اپنا نیت بھرا لہجہ تسلی دے رہا تھا۔ وہ عینا کے مستقل کی فکر سے آزاد ہو رہی تھیں

تمہاری عدت پوری ہو جائے تو ہم، عینا کی نانی سے ملنے چلتے ہیں پھر چھوٹے سے فنکشن میں ان کی رخصتی نمٹا دیں گے۔ انہوں نے پروگرام ترتیب دیا

جی بھابھی، میں احمر عینا اور ثانیہ سے بات کر کے آپ کو بتاتی ہوں۔ انہوں نے بنا

مشورے کے جواب دینا مناسب نہیں سمجھا

ٹھیک ہے۔ چند باتیں کرنے کے بعد انہوں نے فون رکھ دیا۔

انہوں نے پہلے عینا سے بات کرنے کا سوچا اور اسے بلوالیا

جی ماما۔ وہ ان کے پاس آکر بیٹھ گئی

گجرے کو سویٹر کی آستین میں چھپانے کی ناکام کوشش کی گئی تھی۔ عافیہ کے

ہونٹوں پر بے ساختہ مسکراہٹ آگئی۔

جی ماما بولیں کیا ہوا؟۔ وہ انہیں خاموش مسکراتے دیکھ کر خود بھی مسکرائی

بیٹا تمہاری ساس کا فون آیا تھا رخصتی کی بات کر رہی تھیں۔ وہ خوشی خوشی بتانے

لگیں

رخصتی؟ اتنی جلدی۔ اس کا دل دھڑک اٹھا

ہاں وہ کہہ رہی تھیں اس پہلے ادھم گھر داماد بن جائے ہم اپنی بہو کو لے کر جانا چاہ

رہے ہیں۔ وہ دلچسپی سے اس کے چہرے پر آتے جاتے رنگ دیکھ رہی تھیں

عینا سرخ پڑ گئی۔

ہمیشہ ایسے ہی خوش رہو۔ اس پل وہ اتنی خوبصورت لگی کہ انہوں نے اسکی پیشانی

چوم لی

امی وہ جب آپ کا دل چاہے رخصتی کریں مگر میری شادی پر گرینی کو ضرور بلائیے گا
- اس نے نانی کو یاد کیا

میں اور عائشہ ضرور جائیں گے انہیں انوائٹ کرنے۔ انہوں نے تسلی دی
نہیں امی آپ فون کر دیجئے گا گرینی آجائیں گی خود ہی جانے کی ضرورت نہیں ہے
- وہ گھبرا گئی

ارے نہیں بیٹا ہمارے گھر کی پہلی خوشی ہے جس پر انکا بھی اتنا ہی حق ہے ہم ضرور
جائیں گے۔ انہوں نے محبت سے کہا

عینا مرے مرے انداز میں جی کہتی ہوئی کمرے سے نکل آئی۔
مامی بھی ہوں گی وہاں ان کی سیٹیاں بھی، وہ لوگ ان کے سامنے بھی مجھے اور میری
ماں کو برا بھلا کہنے لگیں تو؟؟۔ اس کے دل میں واہمے آنے لگے وہ ان کے مزاج
سے واقف تھی تین مہینے میں انہوں نے ذہنی و جسمانی دونوں طرح سے اسے بہت
ٹارچر کیا تھا، اس کی خوشی تو وہ کبھی نہیں چاہ سکتیں اگر انہیں یہ پتہ چلا کہ عائشہ اسکی
ساس ہیں وہ ضرور ان کے سامنے ایسی ویسی باتیں کریں گی۔ وہ سخت پریشان ہو گئی
عافیہ کی عدت ختم ہو چکی تھی، لیکن ان دن بہ دن ان کی طبیعت پر عجیب سی اداسی
طاری ہو رہی تھی۔

وہ اور زیادہ گم صم رہنے لگی تھیں۔

یہ گھر میں سب نے نوٹس کیا تھا۔ لیکن سب کے زخم ایک جیسے تھے کوئی ایک دوسرے کا کریدنا نہیں چاہتا تھا۔

عینا نے رات کا کھانا سویرے بنا لیا وہ تھوڑی دیر ان کے ساتھ وقت گزارنا چاہتی تھی۔

امی!! وہ کمرے میں آگئی

ہاں بیٹا بولو۔ انہوں نے مصروف سے انداز میں جواب دیا، وہ قالین پر ایاز صاحب کے کپڑے پھیلائے بیٹھی تھیں۔

کیا کرنا ہے امی! ان کپڑوں کا۔۔؟ اس نے حیرت سے پوچھا
اتنے سارے کپڑے ہیں بیٹا، نا انہیں پھینکنے کا دل کرتا ہے نا کسی کو دینے کا، سوچ رہی فنانل کی گولیاں ڈال کر ٹرنک میں رکھ دوں۔۔ وہ بڑی حسرت سے کپڑوں پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بول رہی تھیں۔

میں رکھوا دیتی ہوں امی۔ وہ کپڑوں کو تہہ کر کر کے ٹرانسپیرنٹ شاپر میں رکھنے لگی
عافیہ بغور اس کے چہرے جائزہ لے رہی تھیں وہ نم آنکھیں لئے پلکیں جھپکتی آنسو پیتی کپڑے تہہ کر رہی تھی۔

عینا!! انہوں نے ہولے سے پکارا

جی امی۔ اس نے سوالیہ نظروں سے انہیں دیکھا

بیٹا، میں جانتی ہوں تم نے بہت دکھ جھیلے ہیں، لیکن کوشش کرو کی اپنے باپ کو معاف کر دو، وہ اب اس دنیا میں نہیں ہیں میرا دل تڑپتا ہے کہ وہ ایسے چلے گئے میں چپ چاپ، ابھی تو مجھے ان سے لڑنا تھا جھگڑنا تھا۔ وہ رونے لگیں

امی!! وہ میرے باپ ہیں ان کے لئے معافی جیسا لفظ آپ سوچ بھی کیسے سکتی ہیں۔ وہ میرے بھی پاپا ہیں امی، لیکن میں اتنی بد نصیب ہوں امی آخری وقتوں میں بھی انہیں گلے نا لگا سکی۔۔ وہ ان کا سوٹر آنکھوں سے لگائے سسک رہی تھی مجھے بہت شکایتیں تھیں امی، لیکن جب وہ مجھے یہاں لے آئے انہوں نے مجھے آپ جیسی ماں دی اتنے پیارے پیارے بھائی بہن دئے میرے سارے غم مٹنے لگے تھے۔ وہ اٹھ کر ان کے پاس آ گئی

میں کیا کروں بیٹا، دل میں ایک ٹیس اٹھتی ہے کہ پوری زندگی ہمارے بچے میں ایسے جھگڑے کبھی نہیں ہوئے، جس ہماری ایک دن کے لئے بھی بات چیت بند ہو، کبھی میں خفا بھی ہوں تو وہ فوراً منا لیتے تھے۔ لیکن وہ چلے گئے اور ہمارے درمیان بات چیت بند تھی۔ جیسے جیسے عدت کی مدت ختم ہو رہی ہے مجھے ایسا محسوس ہو رہا ہے جیسے کوئی ان کے غم سے بھی مجھے باہر نکال کر پھینک رہا ہے میں نہیں نکلنا چاہ رہی ہوں۔ وہ اسے گلے لگا کر رو دیں

یہ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے نامی کہ ہمیں کسی کے غم میں گھلنا نہیں ہے، خود کو ختم نہیں کرنا ہے، جو ہمارے اپنے ہیں وہ تو ہمارے دلوں میں ہمیشہ زندہ رہیں گے۔ ہر ہر موقع پر یاد آئیں گے۔ وہ ان کا سر سہلاتے ہوئے دھیرے دھیرے بول رہی تھی

عافیہ کی سسکیاں پورے کمرے میں گونج رہی تھیں۔

احمر کوئی پارٹ ٹائم جاب کے لئے اپلائے کرنا چاہ رہا تھا، ادھم نے اس سے کہا تھا کہ وہ اکیڈمی میں بات کرے گا اگر وہاں بات بن جائے تو بہت اچھی بات ہے، کیونکہ یہاں کا نظام بھی اچھا تھا اور تنخواہ بھی معقول تھی۔

آج اسے انٹرویو کے لئے بلایا گیا تھا، اس نے سوچا ادھم کو بھی ساتھ لے چلے، اور بانیک اس کے گھر کے سامنے روک دی۔

کئی بار بیل بجانے کے بعد بھی دروازہ نہیں کھلا، وہ ادھم کو فون ملانے ہی جا رہا تھا ایک جھٹکے کے ساتھ دروازہ کھلا۔

کیا ہے؟ وہ غصے سے بولی

وہ ادھم سے ملنا تھا۔ احمر اس کے تیور دیکھ کر ڈر گیا۔

گندمی رنگت پر میں گھل غصے کی سرخی، جوڑے سے بال نکل کر بکھرے ہوئے
تھے، اتنے رف حلیے میں بھی وہ احمر کے دل میں اتر رہی تھی۔
وہ نہیں ہیں۔ وہ اس کے یوں گھورنے پر مزید سلگ گئی
کہاں گیا ہے۔۔؟ اس نے بات بڑھانے کی غرض سے پوچھا
آپکی بہن صاحبہ کی ناز برداریوں میں لگے ہوں گے دن کا زیادہ تر حصہ وہیں گذرتا
ہے ان کا۔ وہ تنک کر بولی
بڑی جلن ہے آپ کو میری بہن سے۔ وہ مسکرایا
جی نند ہوں نا میں اسٹار پلس کے ڈراموں سے بھی بری نند۔ اس نے طنزیہ
مسکراہٹ کے ساتھ گویا وارن کیا
دیکھ لیں پھر میری بہن روایتی نند بن گئی نا، تو آپ کو برداشت نہیں ہوگا۔ اسکے
ہونٹوں پر ابھی تک وہی مسکراہٹ تھی
اپنے لئے پسندیدگی تو رشتہ نے اسکی آنکھوں میں بارہاد یکھی تھی، لیکن عینا سے
ادھم کے نکاح کے بعد اسے احمر سے بھی نفرت ہو رہی تھی۔
مجھے آپکی بہن کی طرح مردوں کو رجھانا نہیں آتا نا، تو افسوس یہاں آپکی دال نہیں
گلے گی۔ وہ بڑے اطمینان سے کہتی دروازہ بند کر گئی

احمر کے چہرے سے مسکراہٹ غائب ہو چکی تھی، اب اسکی جگہ دکھ اور غصے کی ملی جلی کیفیت اس کے چہرے پر پھیل گئی۔

وہ خاموشی سے بایک اسٹارٹ کرتا کیڈمی کی طرف نکل پڑا۔

مریم کی شادی کی ڈیٹ فکس ہو گئی تھی، فرحت بیگم چھوٹی چھوٹی خوشیوں میں ساس کو بھی شریک کر رہی تھیں۔

جہاں آرا کی بوڑھی آنکھیں نم ہو جاتیں، جہاں پوتیوں اور بہو کی توجہ انہیں خوش کرتی وہیں عینا کی یاد آتے ہی پیچھین ہو جاتی تھیں۔

ابھی ابھی مریم انہیں دو تین برائیدل ڈریس کی فوٹو دکھا کر گئی تھی۔ جس میں ان تینوں کی مشترکہ پسند سے بیچ اور گولڈن لہنگا پسند کیا گیا تھا۔

کتنی پیاری لگے گی میری بچی۔ تصویر میں موجود ماڈل کی جگہ عینا وہ لہنگا پہنے ان کے تصور کے پردوں پر لہرائی۔

ہاں ماشاء اللہ۔ ارم، محبت سے مریم کی بلائیں لے رہی تھی۔ ماشاء اللہ۔ وہ بھی

خیالوں کی دنیا سے باہر نکل آئیں اور محبت سے پوتی کی پیشانی چومی۔

گھر والوں کا رویہ ان کے ساتھ بدلتا تھا لیکن پھر بھی وہ عینا کا ذکر کر کے ان کا موڈ خراب نہیں کرنا چاہتی تھیں۔

اس لئے ٹھنڈی سانس بھرتی نماز کے لئے اٹھ کھڑی ہوئیں۔

عائشہ آج عافیہ سے شادی کی تاریخ لینے آئی تھیں، اور پھر باہمی مشورے کے ساتھ دس دن بعد کی ڈیٹ رکھی گئی۔ پہلے جب عافیہ نے احمر سے بات کی تھی تو وہ اتنی جلدی رخصتی کے حق میں نہیں تھا۔

امی ابھی عینا ذہنی طور پر مکمل صحتیاب نہیں ہے، اتنی جلدی سسرالی ذمہ داریوں کو سنبھالنا مشکل ہو گا۔ اس نے جواز دیا

لیکن پھر عافیہ کے سمجھانے بجھانے پر راضی ہو گیا۔ دل میں کہیں نا کہیں ایک خوف تھا کہ کہیں رشنا عینا کے ساتھ کوئی برابر تاؤ نا کرے۔

عائشہ بیگم خوشی سے بے حال، مٹھائی پلیٹوں میں نکال رہی تھی، عارفہ بیگم بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہی تھیں۔ رشنا اور فاریہ خاموشی سے ایک طرف بیٹھی تھیں، میرل سب کو چائے کافی کا پوچھ رہی تھی۔

ادھم چپکے سے وہاں سے نکل کر عینا کے کمرے میں آ گیا۔

وہ کھڑکی کے پاس کھڑی تھی۔

کیا کر رہی ہیں بیگم۔ اس نے دھیرے سے اسکی گردن کے پیچھے سے جا کر سرگوشی

کی

آپ یہاں۔ وہ گھبرا گئی

کیوں بھئی میرے یہاں آنے پر پابندی ہے کیا؟ وہ آرام سے بیڈ کر نیم دراز ہو گیا۔
نہیں مگر اچھا نہیں لگتا سب یہیں آس پاس ہیں۔ وہ ہچکچا کر بولی، صاف صاف نہیں
بول پائی کہ اسے اسکے گھر والوں کے رویے سے ڈر لگتا ہے اس کے یوں رخصتی سے
پہلے کمرے میں آنے جانے پر برانا مانیں۔

چھوڑو تم وہ سب چلو میرے پیر دباؤ۔ اس نے پیر پھیلا کر آرڈر دیا

چڑھ جاؤ گی پیروں پر دماغ صحیح ہو جائے گا۔ وہ تلملا ہی تو گئی

نہیں دبا سکتی۔۔؟ اس نے صدمے سے پوچھا

نہیں بالکل نہیں۔ وہ صاف انکار کر گئی

میں تو بس آزما رہا تھا، تم اتنی بے مروت ہو لگتا ہے مجھے رخصتی کے فیصلے پر دوبارہ

غور کرنا پڑے گا۔ وہ نہایت افسوس سے بول رہا تھا

چلیں جائیں یہاں سے اس سے پہلے کہ میرے گھر والے آپکے یہ نادر خیالات جان

کر اپنے فیصلے پر نظر ثانی کر لیں۔ وہ مسکراہٹ دبا کر بولی

آئی نے کہا ہے کھانا کھا کر جانا ہے۔ وہ ڈھیٹ بنا بیٹھا رہا

آپ کے اندر بالکل بھی شرم و حیا نہیں ہے نادھم، باہر آپکے بھائی بہن ہیں
میرے ہیں مائیں ہیں پھوپھو ہیں مگر آپ کو شرم نہیں ڈھٹائی سے میرے کمرے
میں آگئے ہیں۔ وہ اسے شرم دلارہی تھی
تمہارے یہاں داماد کو کبھی رات رکنے کا نہیں کہتے..؟ وہ اس کی بات نظر انداز کئے
اپنی ہی ہانک رہا تھا

عینا کو سخت غصہ آرہا تھا اسکی ڈھٹائی پر، اسے کمرے میں چھوڑ کر وہ خود باہر آگئی۔

آج عائشہ ادھم اور عافیہ کے ساتھ عینا کے ننھیال جا رہی تھیں۔
عینا کی توجان سولی پر اٹکی ہوئی تھی۔ نجانے ان کے ساتھ وہاں کیسا سلوک کیا
جائے؟

عائشہ اور ادھم کے سامنے نجانے کیا کیا بول دیں مامی اسے اور اس کی ماں کو۔

تم بھی چلو۔ ادھم نے اسے میسج کیا

نہیں میرا دل نہیں چاہ رہا ہے۔ اس نے بے دلی سے جواب دیا

چلو نا کچھ پل ساتھ بتالیں گے۔ اس نے رومینٹک انداز میں کہا

گرل فرینڈ ہوں نا میں کہ کہیں آنے جانے کے بہانے دو چار پل ساتھ میں بتانے

ہیں آپکو۔ وہ چڑ کر بولی

ادھم نے بیساختہ اپنی ہنسی کنٹرول کی اور میسیج ٹائپ کیا۔

گرل فرینڈ کے ساتھ بندہ پورا پورا دن گزارتا ہے دو چار پل تھوڑی، وہ بیویوں کی طرح بورنگ نہیں ہوتی ہیں۔ اس کا یہ میسیج حسب توقع اسے خاکستر کر گیا وہ آف لائن ہو چکی تھی۔

عافیہ اور عائشہ تیار ہو کر آچکی تھیں وہ فون جیب میں ڈالتا اٹھ کھڑا ہوا۔

جہاں آرا کمرے میں پریشان پریشان سی بیٹھی تھیں۔ ایک طرف جہاں عینا کے فون اور اسکی شادی کی خبر نے انہیں خوشی سے بے قابو کیا تھا۔ وہیں اس کی ساس اور عافیہ کے آنے کا سن کر وہ پریشان ہو گئی تھیں۔

سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ فرحت بیگم سے کیسے بات کریں۔ کہیں وہ خفانا ہوں۔ اور ان کے آنے پر ان کے ساتھ برا سلوک نہ کریں، پرانی باتیں نا شروع کر دیں۔

بھو!! وہ ایک ڈیڑھ گھنٹے پہلے عینا کا فون آیا تھا۔ انہوں نے مریم کے جہیز کے

کیڑے سلتی فرحت بیگم مخاطب کیا

ان مشین پر چلتا ہاتھ رک گیا، ارم اور مریم نے حیرت سے ایک دوسرے کو دیکھا پھر اماں؟ کچھ دیر کی خاموشی کے بعد انہوں نے سوالیہ نظریں ان کی طرف کیں

اسکی سوتیلی ماں اور ساس دونوں اس کے شوہر کے ساتھ یہاں آرہے ہیں۔ وہ

ڈرتے ڈرتے بولیں

سوتیلی ماں، ساس اور شوہر۔ ان تینوں نے حیرت و بے یقینی سے ایک دوسرے کو

دیکھا

باہر گاڑی رکنے کی آواز آئی۔

وہ جلدی جلدی بکھرے کپڑے سمیٹنے لگیں۔

السلام علیکم۔ وہ دونوں اندر داخل ہو گئیں

وعلیکم السلام۔ جہاں آرا بیگم نے جواب دیا

وعلیکم السلام آئیں اندر آجائیں۔ فرحت بیگم نے انہیں اندر آنے کا اشارہ کیا

لگتا ہے ہم غلط وقت پر آگئے ہیں، آپ لوگوں نے کام پھیلا یا ہوا ہے۔ عافیہ سلائی

مشین اور زرق برق کپڑے دیکھ کر بولیں۔

ہاں میری سب سے چھوٹی بیٹی کی شادی ہے، اگلے ہفتے اسی کی تیاریاں چل رہی ہیں

۔ انہوں نے مسکرا کر بتایا

اچھا ماشاء اللہ، اللہ تعالیٰ ڈھیروں خوشیاں نصیب کرے۔ انہوں نے مریم کی طرف

دیکھ کر دعادی

ہم بھی آپ سب کو عینا کی شادی میں انوائٹ کرنے کے لئے آئے ہیں میں عینا کی امی ہوں یہ عینا کی ساس ہیں۔ انہوں نے آنے کا مقصد بتاتے ہوئے تعارف کرایا وہ چاروں ایک دوسرے کا منہ دیکھ رہے تھے کتنی پر اعتماد اور بڑے ظرف والی عورت ہے، سوتن کی بیٹی سے اتنی محبت۔۔؟؟

ہمارا تو ایسا کوئی رشتہ نہیں تھا پھر بھی ہم نے عینا کو اسکے سگے رشتے داروں سے بھی دور رکھا۔ فرحت بیگم کے ذہن میں بار بار، عینا کو بالوں سے پکڑ کر کھینچنا اور تھپڑ مارنا یاد آ رہا تھا۔ اس گھر میں صرف تین مہینوں میں ہی عینا پر اتنے ظلم ہوئے۔ انہوں نے جھر جھری لی

آپ کا بہت شکریہ اللہ آپ کو اس کا اجر دے، آپ نے میری بچی کو اتنی محبت سے رکھا ہوا ہے۔ شدت جذبات نے جہاں آرا بیگم کی آواز ہی بند کر دی تھی ارے آنٹی بس آپ ماضی کو بھول جائیں، عینا کا مستقبل ان شاء اللہ بہت شاندار ہوگا۔ عافیہ نے ان کے ہاتھ پر بوسہ دیا اللہ تمہیں خوش رکھے میری بچی دنیا و جہاں کی خوشیاں نصیب کرے۔ ان کے منہ سے دعائیں نکل رہی تھیں

فرحت بیگم عائشہ کے ساتھ خوش گپیوں میں مصروف تھیں۔ جہاں آرا بیگم حیرت و تشکر کے ملے جلے احساسات کے ساتھ یہ منظر دیکھ رہی تھیں۔ جہاں ارم اور مریم نے محلے کو بچے کو بیکری کی طرف بھیجا تھا، انعم کباب فرائی کر رہی تھی۔

تھوڑی دیر بعد وہ ٹرائی لئے اندر آ گئیں۔

اور پہلے آنے کی اطلاع ملتی تو کھانے پر انتظام کر لیتے، اتنی جلدی جلدی میں تو بس

اتنا ہی ہو پایا ہے۔ وہ خواہ مخواہ شرمندہ ہو رہی تھیں

ارے بس اسکی بھی ضرورت نہیں ہے آپ لوگوں سے ملاقات ہو گئی بس یہی کافی

ہے۔ عائشہ نے فوراً ان کی شرمندگی دور کی

جی بالکل، یہ عینا کی شادی کا کارڈ ہے آپ سب کو آنا ہے، لیکن آنٹی کو ہم آج اپنے

ساتھ ہی لے جائیں گے، عینا انہیں بہت مس کرتی ہے۔ عافیہ نے بیگ سے کارڈ

نکال کر ان کے پاس رکھا اور جہاں آرا بیگم کی طرف متوجہ ہوئیں۔

میں، میں کیسے۔۔؟ ان کا دل تو خود عینا کے لئے چل رہا تھا مگر یوں ان کے ساتھ جانا

غیر مناسب سا لگا۔

انہیں ہم بالکل نا نہیں سنیں گے، عینا بہت خوش ہوگی آپ کو دیکھ کر پلینز چلیں نا۔

انہوں نے ریکویسٹ کی

چلی جائیں اماں، بچی یاد کر رہی ہوگی آپ کو۔ فرحت بیگم نے مسکرا کر تائید کی

انہوں نے اثبات میں سر ہلادیا، آج تو اتنی خوشیاں ان کے دامن میں گر رہی تھیں

کچھ اور مانگتیں تو شاید وہ بھی مل جاتا۔

بھا بھی ادھم کو فون کر دیں، ورنہ دیر ہو جائے گی۔ عافیہ نے چائے ختم کر کے عائشہ سے کہا

ہاں کرتی ہوں۔ انہوں نے فون بیگ سے نکالا
ادھم آئے تھے تو کیوں چلے گئے۔؟ ہمیں بتاتیں ہم روکتے آخرداماد ہیں اس گھر۔
فرحت بیگم پریشان ہو گئیں

شادی ہو جائے گی تو پھر آنا جانا لگا رہے گا، آج ہمیں لگا شاید آپ لوگوں کو ناگوار نا
گذرے۔ انہوں نے جھجھکتے ہوئے کہا

ہر گز نہیں ابھی آئیں تو اندر بلا لیجئے گا، ہم بھی مل لیں گے۔ انہوں نے تاکید کی
جی ضرور۔۔۔ وہ ادھم کو فون ملانے لگیں۔

ادھم جب آیا تو سہیل صاحب بھی گھر آچکے تھے۔ ادھم کو دیکھ کر ان کا دل بھر آیا،
بہت دیر گلے لگائے رکھا۔

فرحت بیگم نے بھی ڈھیروں دعائیں دیں۔
وہ سب سے مل کر، جہاں آرا بیگم کو سہارا دے کر گاڑی تک لے آیا۔
وہ دونوں بھی باہر آ گئیں۔

فرحت بیگم کو اپنے دل سے گویا ایک بوجھ اترتا ہوا محسوس ہوا، اپنے گھر سے انہیں
جس دور ہوتی ہوئی محسوس ہوئی۔

وہ تینوں بھی اپنے اندر ایک انجانا سا سکون محسوس کر رہی تھیں۔۔

آپ احمر کو جانتی ہیں؟؟۔ عائشہ گھر پہ نہیں تھیں اس لئے عارفہ بیگم فاریہ کے ساتھ آگئی تھیں، اس وقت وہ آرام کر رہی تھیں اور یہ دونوں کچن میں پاستہ بنا رہی تھیں جب رشانے، فاریہ سے سوال کیا۔

یہ کون ذات شریف ہیں۔ وہ پیاز کاٹتے ہوئے چونکی

عافیہ آنٹی کا بیٹا۔ اس نے جواب دیا

اوہ مطلب عینا کا بھائی۔ اس نے دانستہ عینا پر زور دے کر کہا

ہممم۔ اس نے بس اتنا ہی جواب دیا

دیکھا ہے ایک آدھ بار۔ کیوں پوچھ رہی؟۔ وہ احمر کی شکل ذہن میں لا رہی تھی وہ مجھے جب بھی ملتا ہے عجیب نظروں سے گھورتا ہے، کل تو ڈائریکٹ مدعے پر

آگیا۔ اس نے بتایا

عجیب مطلب، پرپوزورپوز کر دیا کیا؟ اس نے حیرت سے پوچھا

کچھ ایسا ہی ہے۔ اس نے کھوئے کھوئے لہجے میں جواب دیا

ٹھیک تو ہے، پھر کیا سوچا تم نے، اچھا خاصہ ہینڈ سم لڑکا ہے۔ فاریہ کو ہنسی آرہی تھی

ہر گز نہیں۔ اس نے قطعیت سے انکار کیا

عینا تمہاری بھابی ہے، رشنا اس سے اتنی بیزاری، تمہارے بھائی کو بھی تم سے بیزار کر دے گی۔ فاریہ نے بڑے آرام سے زہر گھولا

بھائی تو اپنے ہوتے ہیں نا وہ کیسے بدل سکتے ہیں۔۔؟ اس نے حیرت سے پوچھا
ہاں اللہ کرے تمہارا بھائی ایسا نا ہو۔ ورنہ آجکل کے بھائیوں کے نزدیک تو بہن کی اسائنمنٹ سے زیادہ بیوی کی ناز برداری ضروری ہوتی ہے۔ فاریہ نے کنکھیوں سے اسے دیکھتے ہوئے کہا

رشنا کے ذہن میں دو دن پہلے کا واقعہ گھوم گیا جب بھائی سے کہا تھا کہ وہ اسٹیشنری کا کچھ سامان لے آئے تو وہ بھول گیا تھا اور یاد دہانی کے لئے فون کیا تو وہ عینا کے ساتھ تھا۔

اس کا دل بیزار ہو چکا تھا وہ بیزاری سے ابلے ہوئے پاستہ کا پانی گرانے لگی۔

تم چاہو تو یہی دکھ عینا کو بھی دے سکتی ہو۔ وہ کچھ دیر بعد بولی

مطلب۔۔ اس نے نا سمجھی سے اس کی طرف دیکھا

اس سے اسکا بھائی چھین کر۔ وہ مزے سے ٹو میٹو ساس کی بوتل کھولتے ہوئے بولی

رشنا نے ایک جھٹکے سے سراٹھا کر اسے دیکھا اور پھر گہری سوچ میں ڈوب گئی۔۔

فاریہ اپنا کام کر چکی تھی اب وہ بڑے مزے سے سیب کترتی اسکے چہرے کے اتار

چڑھاؤ دیکھ رہی تھی۔

گرینی۔!! عینا جو ڈھیروں واہموں میں گھری پورے گھر میں چکر کاٹ رہی تھی کہ نجانے، فرحت بیگم نے مہمانوں کے ساتھ کیسا سلوک کیا ہو اس کے اور اسکی ماں کے بارے میں کیا کیا بولا ہو لیکن واپسی پر ان کے ساتھ جہاں آرا کو دیکھ کر چیخی

-

میرا بچہ۔ انہوں نے اسے سینے سے لگا لیا وہ انہیں دیکھ کر بے حد خوش ہوئی تھی، اب ان سے لپٹی تو چھوڑنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔

بس کر دو بھئی، نانی اب شادی تک یہیں رہیں گی ملتی رہنا بھی جاؤ چائے بنا لاؤ سب کے لئے۔ عافیہ نے ہنستے ہوئے اسے الگ کیا وہ نم آنکھوں سے ان سے الگ ہو گئی پھر سہارا دے کر انہیں صوفے پر بٹھایا اور دوڑتی ہوئی کچن میں آگئی۔

وہ کچن میں اور ادھم اس کے پیچھے نا آئے ایسا نا ممکن تھا۔ کاش جیسے تم نانی کے گلے لگی تھیں ویسے میرے بھی لگتیں۔ وہ آہ بھر کر بولا گرینی اتنے دن بعد ملی تھیں مجھے۔ اس کے رخسار سرخ ہو گئے وہ اتنا بیباک ہو رہا تھا

اچھا مطلب ایک گلے ملنے کے لئے مجھے تم سے کچھ مہینوں کے لئے دور ہونا پڑے گا

۔ اس نے مصنوعی حیرت سے پوچھا

وہاں سب کا رویہ کیسا تھا آپ کے ساتھ۔؟ اس نے اس کا بیوقوفانہ سوال نظر انداز

کر کے سنجیدگی سے پوچھا

بہت اچھا تھا تمہاری مامی تو اتنی سویٹ ہیں یار تم بلاوجہ اتنا پریشان تھیں۔ اس نے یاد

کر کے جواب دیا، وہ کیسے ان کے جانے کے نام پر پریشان ہو رہی تھیں

ہائیں، سویٹ؟؟ نجانے کس سے مل کر آگئے ہیں آپ۔ وہ حیران ہوئی

کیا پتہ تم لوگوں نے ہمیں ٹھگنے کے لئے کوئی نقلی مامی ماموں خرید لئے ہوں، آج

کل کرائم پٹرول پر ٹھگ دہنیں بہت دکھائی جاتی ہیں۔ اس نے لہجہ تشویشناک بنالیا

میں نے تو پہلے ہی آپ کا دل ٹھگ لیا ہے۔ وہ ایک ادا سے مسکرائی

بس یہی سب آپ بول دیتی ہیں تو مجھے آپ سے اور پیار ہو جاتا ہے۔ وہ نثار ہونے

والی نظروں سے دیکھتا ہوا بولا

عینا کی مسکراہٹ مزید گہری ہو گئی۔

ہائے۔! اس نے چپکے سے ادھم کے فون سے احمر کا نمبر نکالا، اور میسج کیا۔

ہیلو۔ اس نے جواب دیا

میں رشنا۔ اس نے تعارف کروانا مناسب سمجھا
جی فرمائیں۔؟ اسے حیرت کا جھٹکا لگا لیکن پھر سنبھل کر جواب دیا
وہ آپ کل کچھ کہہ رہے تھے۔ اس نے جواب دیا
جی اور آج بھی میں کچھ کہنا چاہوں گا۔ اس کا میسج نمودار ہوا، رشنا کے دل کو کچھ ہوا
جی بولیں۔ اس نے دھڑکتے دل کے ساتھ میسج لکھا۔
میری بہن نے زندگی میں بہت ساری پریشانیاں دیکھی ہیں اب جا کر اس کی زندگی
میں خوشیاں آئی ہیں، مجھے سخت نفرت ہے ایسے انسان سے جو اس کی خوشیوں پر
حسد بھری نگاہ ڈالیں۔ اس نے لمبی ٹائپنگ کے بعد میسج سینڈ کیا
رشنا اس کا میسج پڑھ کر سن رہ گئی اسے لگا تھا وہ اس سے پھر اپنی محبت کا اظہار کرے گا
مگر اس نے نفرت کہہ دیا۔
آپ کی بہن کے آنے کے بعد میرا بھائی جو مجھ سے دور ہو گیا ہے اس بارے میں کیا
کہیں گے۔ اس نے تلملا کر جواب دیا
بیویوں میں مساوات کرنے کے لئے سختی کی گئی ہے بیوی اور بہن میں نہیں، آپ
کے بھائی کی زندگی میں بہت بڑا بدلاؤ آیا ہے ظاہر ہے اس کے اثرات نظر آئیں گے،
بیوی سے محبت کرنا بد لانا نہیں ہوتا ہے، سب کا اپنا الگ مقام ہے۔ اس نے تپ کر
جواب دیا

اور آپ کو اگر میری بہن کی برائیاں کرنی ہیں تو اپنے گھر میں کسی ممبر کو پکڑ کر اسکے پاس بیٹھ کر جی بھر کے کریں آئندہ میرے پاس اس نیت سے میسج مت کیجئے گا۔ ابھی وہ پہلا میسج ہی پڑھ رہی تھی کہ اس نے دوسرا میسج کر کے اس کے تن بدن میں آگ لگا۔

لعنت ہو تم پر اور تمہاری بہن پر۔ وہ دل ہی دل میں اسے گالیاں دیتیں بنا جواب دئے ہی آفلائن ہو گئی اور غصے سے فون تکیے کے نیچے پٹخا فاریہ جو بڑی دیر سے اسکی ساری حرکتیں ملاحظہ کر رہی تھی، کھل کر مسکرائی، مجھے عزت اور وقار کے بڑے لمبے درس دئے تھے مامی نے اور خود کا بیٹا اپنی مرضی سے بنا بتائے نکاح کر بیٹھا تو، خوشی خوشی بہو کو قبول کر لیا۔ میں اتنی محبت کرتی تھی ادھم سے مجھ میں کیا کمی تھی، اب بھگتیں اب بیٹے کے بعد بیٹی بھی اسی راہ پر جائے گی۔ اس نے زہریلی نظروں سے رشنا کی طرف دیکھا جس کا موڈ سخت خراب لگ رہا تھا۔

آج عینا کی رخصتی کا دن تھا۔

پورا گھر مہمانوں سے بھرا ہوا تھا۔ سب کی زبان پر طرح طرح کی باتیں، کچھ کو عینا پر ترس، کچھ کی زبان پر ایاز اور عافیہ کے بڑے دل کی تعریفیں، اور کچھ کی آنکھوں میں تجسس تھا کہ آخر یہ ہے کون اچانک سے بیٹی کہاں سے پیدا ہو گئی۔
فرحت بیگم کی فیملی آچکی تھیں۔ لڑکیاں عینا کے پاس بیٹھ گئی تھیں، اور فرحت بیگم خواتین میں آگئیں۔

عافیہ نے سب سے ان کا تعارف عینا کی مامی کہہ کر ہی کروایا۔
بھلا ماموں ممانی کے ہوتے ہوئے بھی لڑکی غیروں کے پاس کیوں آئی؟۔ اب شادی بھی یہیں سے ہو رہی ہے۔ شادی کے کارڈ پر بھی ایاز کا نام لکھا تھا، عجیب معمر ہے۔

اس طرح کی چہ میگوئیاں عینا کے کانوں میں بھی پڑیں، اسے گھبراہٹ ہونے لگی،
بھلا کیا جواب دیں گی امی مان سب لوگوں کو۔

لڑکیاں اسے لے کر لان میں سب سے سٹیج کی طرف آگئیں۔ ادھم کو اس کے برابر میں بٹھایا گیا۔ سب نے ان کی جوڑی کی تعریف کی، ادھم ہنسی مزاق کرتا ہوا شوخ ہو رہا تھا لیکن عینا کے دل و دماغ میں مستقل یہی چل رہا تھا کہ عافیہ لوگوں کو کیا جواب دے رہی تھیں، کیسے ہینڈل کر رہی تھیں۔

السلام علیکم، امید ہے آپ سب خیریت سے ہوں گے، آپ کا بہت بہت شکریہ
آپ ہماری خوشیوں میں شریک ہوئے، ہمارے اتنے خوبصورت دن کو یادگار بنایا،
ہماری بچی کو اپنی دعاؤں سے نوازا۔ عافیہ اسٹیج کے پاس کھڑی مائک تھامے بول رہی
تھیں۔ سب چونک کر متوجہ ہوئے

آپ سب کے دل میں ایک سوال ہے کہ عینا کون ہے؟
تو میں اپنی بچی کو آج کے ان بغیر کسی پہچان کے نہیں رخصت کرنا چاہوں گی بلکہ وہ
بھی دوسری لڑکیوں کی طرح پوری شان و شوکت سے جائے گی۔
وہ بولتے تھوڑا رکیں غالباً خود کو تیار کر رہی تھیں۔

اصل میں عینا میرے مرحوم شوہر کی بیٹی، جسکی ماں سے میرے شوہر نے سب کی
لا علمی میں نکاح کیا تھا، اب میرے ساتھ غلط ہوا یا صحیح یہ الگ معاملہ ہے لیکن مجھے
یہ بالکل منظور نہیں تھا کہ ایک بچی اپنے حق سے محروم رہے۔ وہ بول رہی تھیں اور
عینا کے آنکھوں سے گویا آنسوؤں کی جھڑی لگی۔ ادھم نے اس کا ہاتھ تھام کر
اشارے سے چپ رہنے کی تلقین کی۔

اسے بھی اسکے باپ کا نام اور پہچان ویسے ہی ملے جیسے اس کے باقی بھائی بہن کو
ملا۔ میرے شوہر تو اس دنیا میں نہیں رہے لیکن ان کی شریک حیات ہونے کی
حیثیت سے یہ ذمہ داری مجھ پر تھی۔ آج اللہ کا شکر ہے میں اس ذمہ داری کو پورا کر

چکی ہوں اور آپ سب کے شرکت کا ایک بار پھر سے شکریہ۔ وہ بول رہی تھیں اور عینا کران لپٹ گئی میرے لئے آپکی پہچان کافی ہے امی۔ وہ تڑپ تڑپ کر رہی تھی۔

وہاں موجود لوگ بس حیرت سے بت بنے اس عظیم عورت کو دیکھ رہے تھے۔ جس کا ظرف آسمانوں کو چھو رہا تھا۔

میرے لئے مشکل فیصلہ تھا بہت مشکل اس کے بعد لوگ تمہارے پاپا کے بارے میں نجانے کس نظریہ سے سوچیں، لیکن تمہارے لئے یہ فیصلہ لینا پڑا مجھے۔ وہ ہولے ہولے اس کا سر تھپکتے ہوئے سمجھا رہی تھیں۔

جہاں آرا بیگم کی آنکھوں سے آنسو تھمنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے۔ فرحت بیگم نے بڑی مشکل سے انہیں سنبھالا۔۔۔۔

ڈھیروں دعاؤں اور محبتوں کے سائے تلے عینار خست ہو کر، سسرال آگئی۔ جہاں عارفہ بیگم نے بہت ہی محبت سے استقبال کیا۔ ادھم کو دولہا بنے دیکھ کر ان کی آنکھیں بار بار نم ہو جاتیں، بار بار نظروں کے سامنے دولہا بنے ہوئے شہریار آجاتے۔

لے آؤادھر بٹھاؤ میں زرا نظر اتار لوں۔ انہوں نے اسے تھامے کھڑی عائشہ سے کہا

عینا خود ہی صوفے پر بیٹھ گئی۔

لوجی نظر اتروانے تو ایسے آکر بیٹھ گئیں ہیں جیسے یہاں کسی نے ان جیسی حسین صورت کبھی دیکھی ہی نہیں۔ رشنا نے قریب کھڑی فاریہ کے کان میں سرگوشی کی۔

وہ دونوں صوفے کے جسٹ پیچھے کھڑی تھیں، عینا کے کانوں کو اسکی سرگوشی بخوبی سنائی دی ایک پل کو اس کے چہرے کی رنگت تبدیل ہوئی لیکن پھر سنبھل گئی۔

لے جاؤ لڑکیو! دلہن کو اس کے کمرے میں لے جاؤ۔ انہوں نے رشنا اور فاریہ کو اشارہ کیا

آؤ چلو۔ فاریہ نے سب سے پہلے آگے بڑھ کر اسے سنبھالا، پھر رشنا نے بھی تقلید دی

سنبھل کے دلہن صاحبہ، کہیں منہ کے بل نا گر پڑیں۔ فاریہ نے طنز میں ڈوبی ہنسی کے ساتھ فنی بننے کی کوشش کی

گرنے کا دھیان وہ زیادہ رکھیں جو ہر جگہ اپنی ٹانگ اڑانا ضروری سمجھتے ہیں۔ عینا کے جواب پر وہ ہکا بکلاہ گئیں ڈری سہمی عینا سے انہیں ایسی امید نہیں تھی۔ وہ خاموشی سے کمرے کی طرف بڑھ گئیں

میک اپ چیک کر لو ٹھیک ناہو تو ٹھیک کر دو۔ فاریہ اسے بیڈ پر بٹھاتے ہوئے

بیزاری سے رشنا سے بولی

ویسے ٹھیک تو ہے، امی کی آخر اتنی دیر نظریو نہی تھوڑی اتاری ہوگی کچھ تو حسن نظر

آیا ہوگا۔ وہ بغور اس کے چہرے کا جائزہ لیتے ہوئے ہنسی

بعض دفعہ نظر حسن کی نہیں اتاری جاتی، بلکہ آس پاس کی نگلیٹیوٹی سے بچانے کے

لئے اتاری جاتی ہے، جو مجھے ابھی محسوس ہو رہی ہے۔ اسے اپنے اوپر جمی فاریہ کی

حاسد نظروں سے خوف آرہا تھا لیکن بنا ڈرے جھجھکے ایک بار وہ پھر اس کی آنکھوں

میں آنکھیں ڈالے اسے لاجواب کر چکی تھی۔

وہ غصہ ضبط کرتی کمرے سے جا چکی تھی۔ رشنا کو بھی پہلی رات کی دلہن کی اس دیدہ

دلیری پر غصہ آرہا تھا۔ لیکن عائشہ کا حکم تھا کہ ان دونوں کے رات میں بدل کر

سونے والے کپڑے واش روم میں لٹکا کر جائے۔ اس لئے وہ کپڑے رکھ کر واپس

جانے لگی۔ تبھی عینا کی بہت دھیمی آواز آئی۔

گویا اس نے اس کا نام لیا ہو۔

جی بولیں۔ وہ ناچاہتے ہوئے بھی اس کے پاس آگئی

وہ مجھے پانی پلا دو بہت تیز پیاس لگ رہی ہے۔ عینا نے پہلی بار کسی کو اتنی دلیری سے

جواب دیا تھا، جواب تو اس نے دے لیا مگر اب حلق خشک ہو رہی تھی۔

سوری میں لے آتی ہوں پانی۔ رشنا کو شرمندگی ہوئی پہلی رات کی دلہن اور اس نے

اپنی جلن میں اسے پانی تک کا نہیں پوچھا

تھوڑی دیر بعد وہ پانی اور مٹھائی کے ساتھ آگئی۔

یہ کچھ میٹھا کھا کر پانی پی لیں زیادہ بہتر محسوس کریں گی۔ اس نے مٹھائی کی پلیٹ

اسکی طرف بڑھائی، اور پانی گلاس میں نکالنے لگی۔

مجھے پتہ ہے تم بری نہیں ہو رشنا اور میں ان شاء اللہ دھیرے دھیرے تمہارے دل

میں بھی جگہ بنالوں گی۔ مٹھائی کھاتے ہوئے اس نے رشنا کی طرف دیکھتے ہوئے

سوچا۔

دادو، عینا کتنی پیاری لگ رہی تھی نا۔ مریم آج کل جہاں آرا کے پاس سوتی تھی۔

عینا کی شادی سے واپسی پر وہ دونوں لیٹی تھیں، جب مریم عینا کو یاد کرتے ہوئے

مسکرائی

ہاں ماشاء اللہ، جیسے نظریں ہی نہیں ہٹ رہی تھیں اللہ بری نظر سے بچائے۔ ان

کے لبوں پر ہمیشہ عینا کے لئے دعائیں ہی ہوتی تھیں

اسکا برا چاہنے والے ہم ہی تو تھے دادو واللہ نے ہمیں بھی ہدایت دے دی ہے، اب

ان شاء اللہ اسکی زندگی میں بس خوشیاں ہی خوشیاں ہوں گی۔ وہ شرمندگی سے بولی

عینا کی تو سب سے بڑی گناہگار میں ہوں بیٹا، میں نے نا اسکی ماں کو اتنی چھوٹ دی
ہوتی نا وہ اتنا آگے بڑھتی۔ وہ پھر سے ماضی میں چلی گئیں
چھوڑیں نادادو، شکر ادا کریں کہ اللہ تعالیٰ معافی تلافی کے مواقع عطا کر دے کم از کم
دل پہ بوجھ تو نہیں رہے گا۔

مریم ان کے بوڑھے وجود سے لپٹ گئی۔

ہاں بیٹا عینا کو بھی اس نے اتنا بہترین اجر دیا ہے، اسکی ساس کتنی بھلی عورت ہے
۔ جہاں آرا کو عائشہ بہت پسند آئی تھیں

ہاں دادو لیکن عافیہ آنٹی، ان کے جیسی عورت کہاں سے آتی ہیں، پتہ ہے سب
شاکد تھے جب وہ بول رہی تھیں تو۔ وہ حیرت سے بولی

ارے بیٹا عافیہ تو فرشتہ ہے فرشتہ، جیسی پرورش اس نے عینا کی اتنے دنوں میں
کردی ویسی تو ہم عمر بھر نہیں کر پاتے۔ عینا کو نا پہننے اوڑھنے کا سلیقہ تھا نا گھر کے
کاموں میں دلچسپی تھی نا سلیقہ، لیکن میں جتنے دن تھی اتنی سلیقہ مندی سے کام کرتی
تھی عینا اتنی ذمہ داری کے ساتھ جیسے سالوں سے اس گھر کی بڑی بیٹی وہی رہی ہو۔
جیسی عافیہ خود ویسی ہی اس نے اپنے بچوں کی بھی پرورش کی ہے سب عینا سے ویسے
ہی محبت کرتے ہیں۔ جہاں آرا بیگم گویا کسی رحمدل شہزادی کی دیو مالائی کہانی سنار ہی
تھیں۔۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

رشنا کے جانے کے تھوڑی دیر بعد ہی، ادھم کمرے میں آگیا۔

اس کے سلام پر عینا کا دل زوروں سے دھڑکا۔

اس کی زوجیت میں آئے تو اسے کئی مہینے ہو چکے تھے، لیکن آج دل الگ انداز سے

دھڑک رہا تھا، جیسے آج وہ پہلی بار ادھم سے مل رہی ہو۔

میں نے کہا، السلام علیکم بیگم۔ وہ شرارت سے بولتا اس کے قریب آکر بیٹھ گیا

وعلیکم السلام۔ عینا نے دبی دبی آواز میں جواب دیا۔

خیریت سے ہیں آپ؟۔ وہ بڑے شوق سے اس کا جائزہ لے رہا تھا

وہ بنا کچھ بولے نظریں نیچی کئے بیٹھی رہی۔

لگتا ہے اس نکاح کے جوڑے اور میک اپ میں ہی کوئی جادو ہوتا ہے، ورنہ اتنا تو تم

مجھ سے کبھی نہیں شرمائی، نکاح سے پہلے ہی رعب جمانا شروع کر دیا تھا۔ وہ اسکی

مسلسل خاموشی سے تنگ آکر بولا

بد تمیزی مت کریں کب سے مجھے گھور کیوں رہے ہیں۔ وہ منمننائی

اچھا ہاں بھول گیا تھا، تم لڑکیاں ہوتی بڑی لالچی ہو، بنا منہ دکھائی کے سیدھے منہ

جواب دینا بھی گوارہ نہیں ہے بلکہ دیکھنا بھی برداشت نہیں ہے، کچھ بھی ہو، خرچہ

لڑکوں کی جیب پر ہی جائے گا۔ اس نے ٹھنڈی آہ بھرتے ہوئے جیب سے ایک
باکس نکالا

عینا، تمہیں پتہ ہے شادی کے خرچے اتنے زیادہ تھے، میری سیلری ابھی بہت زیادہ
نہیں ہے، ماما نے اپنے زیورات سے دینا چاہا تھا، تمہیں منہ دکھائی دینے کے لئے
لیکن میں نے منع کر دیا ان پر دونوں چھوٹے بھائی بہن کا زیادہ حق ہے، میں
تمہارے لئے بس یہی لے پایا ہوں۔ وہ شرمندہ شرمندہ سا بول رہا تھا
پہنا دیجئے۔ عینا نے مسکراتے ہوئے اپنے پاؤں آگے بڑھائے
اس نے محبت سے اس کے حنائی پیروں میں وہ پائل پہنا دی۔
میں نے اس کے گھونگھروں کو ادا کئے تھے۔ وہ مسکراتے ہوئے بولا
عینا نے انگلیوں سے چھو کر دیکھا، اسے کبھی پائل پسند نہیں تھے گھونگھروں کی
آواز کی وجہ سے لیکن یہ بغیر گھونگھروں کے بہت نفیس ڈیزائن والا پائل عینا کو بے
حد پسند آیا۔

میں کپڑے بدل لوں بہت بھاری ہیں۔ اس نے ادھم سے اجازت چاہی
ضرور میری جان۔ وہ کھل کر مسکرایا

کچھ دیر بعد وہ سیاہ رنگ کے کاٹن کے سوٹ میں دھلے دھلائے چہرے کے ساتھ واپس آئی، میک اپ دھونے کے بعد چہرہ اور چمک گیا تھا۔ سیاہ دوپٹے پر لگی لیس کے سائے چہرے پر الگ ہی چھب دکھا رہے تھے۔
وہ شرمائی جھجھکی سی بیڈ پر آگئی۔

ادھم کی نظریں اس کے پیروں پر پڑیں، تمام زیورات اور میک اپ اتارنے کے بعد پائل ابھی ابھی اس کے پیروں میں چمک رہا تھا۔
اس نے بنا کچھ کہے ہی بتا دیا تھا کہ یہ تحفہ اسے کتنا پسند آیا اور اس کے لئے کتنا اہم ہے

فارہ کے لئے عینا کا یہ روپ نیا اور دل جلا دینے والا تھا۔
اس کا دل انگارہ ہو رہا تھا۔

رشنا۔ اس نے تھوڑی دیر بعد پکارا
ہمممم۔ اس کی نیند میں ڈوبی آواز آئی

تم نے عینا کا رویہ دیکھا آج۔ اس نے حتی الامکان اپنا لہجہ نرم بنائے رکھا
ہمممم دیکھا، بہت برا لگا مجھے۔ وہ پہلو بدل کر سیدھی ہو گئی

مجھے اپنے لئے نہیں برا لگا، میں تو سگی نند بھی نہیں ہوں اور ادھم سے جڑے رشتے کے حوالے سے شاید اسے پسند بھی ناہوں، لیکن تم تو سگی اور اکلوتی نند ہو، تمہارا بھی زرا خیال نہیں رکھا۔ وہ دھیرے دھیرے رشنا کے دل میں پل رہے شعلوں کو ہوا دے رہی تھی

تو کیا اب بھائی اب مجھے بالکل اہمیت نہیں دیں گے۔؟ اس نے اپنے معصوم خدشے بیان کئے

ارے نہیں، تمہاری اپنی اہمیت ہے تمہاری جگہ کوئی نہیں لے سکتا ہے، بس تم اپنی جگہ خود بنائے رہو، کسی کو اس گھر پر کچن پر حاوی ناہونے دو۔ رات کی اس تاریکی میں وہ دھیمے دھیمے رشنا کے ذہن میں زہر اندھیلیتی جا رہی تھی۔

فارہ یہ آپی۔ اس نے تھوڑی دیر بعد پکارا

ہاں۔ وہ اپنی باتوں کا اثر ہوتے دیکھ دل ہی دل میں مسرور ہو رہی تھی پہلے تو ماما بھی اسے پسند نہیں کرتی تھیں، اب دیکھو کتنی محبت کرنے لگی ہیں ہر وقت عینا عینا۔ اس کے لہجے سے جلن کی بو آ رہی تھی

تم اس گھر کی اکلوتی بیٹی ہو ماما کی لاڈلی بیٹی، یہ تو تم طے کرو گی کہ وہ کتنے عرصے تک عینا عینا کرتی ہیں۔ فارہ کا لہجہ بڑا ہی میٹھا تھا جو سیدھا سیدھا رشنا کے دل میں اتر رہا

تھا۔

وہ صبح سو کراٹھی تو ادھم بے خبر سو رہا تھا۔
وہ مسکراتی ہوئی اٹھی، نہا کر فجر کی نماز ادا کی، نئی زندگی کی شروعات اور اتنے
خوبصورت ہمسفر کے لئے شکرانے کے نوافل ادا کئے۔
ادھم اٹھ جائیں۔ اسے اٹھانے کی کوشش لیکن وہ ٹس سے مس نہ ہوا۔
اس کی سمجھ میں نہیں آیا وہ اکیلے کمرے میں کیا کرے اس لئے جھجھکتی ہوئی
کمرے سے باہر نکل آئی۔
عائشہ فجر کی نماز پڑھ کر، گھر میں رکے چند مہمانوں کے لئے ناشتہ بنا رہی تھیں۔
السلام علیکم آئی۔ وہ جھجھکتے ہوئے کچن کے اندر آ گئی
ارے وعلیکم السلام، تم یہاں کیوں آ گئی بیٹا۔ وہ اسے دیکھ کر خوش ہو گئیں
جی وہ میری آنکھ کھل گئی تھی، بور ہو رہی تھی اس لئے آ گئی باہر۔ وہ خواہ مخواہ
شرمندہ ہوئی
ارے کوئی بات نہیں، رکو میں یہ اندر لوگوں کو چائے دے کر آتی ہوں پھر ہم
دونوں ینگ لیڈرز چائے کے ساتھ ویسے کی تیاریوں پر ڈسکس کرتے ہیں۔ وہ ہنستی
ہوئی ٹرے اٹھا کر چلی گئیں۔
وہ بھی مسکراتی ہوئی کچن میں رکھی کر سی پر بیٹھ گئی۔

آپ یہاں کر رہی ہیں۔ وہ جو دلچسپی سے کچن کا جائزہ لے رہی تھی رشنا کی آواز پر
چونکی جو بہت حیرت اور ناگواری سے اسے دیکھ رہی تھی۔

وہ میں اٹھ گئی تھی اکیلی بورہور ہی تھی اس لئے آگئی کچن میں۔ اس نے اس کی
ناگواری محسوس کرتے ہوئے بھی دوستانہ انداز میں جواب دیا

سب کو پتہ ہے اب آپ ناچاہتے ہوئے بھی اس گھر کی بہو بن چکی ہیں، اس کا
مطلب یہ نہیں کہ پہلے ہی دن صبح صبح حق جتانے کچن میں آجائیں۔ وہ تلخی سے
بولتی ہوئی اپنے لئے کافی پھینٹ رہی تھی۔

عینا کا چہرہ دھواں دھواں ہو گیا۔

رات والی بہادری ہوا ہو گئی وہ خود کو پہلے والی ڈری سہمی عینا محسوس کر رہی تھی،
جسے لوگ ان گناہوں کی سزا دے رہے تھے جن سے وہ ٹھیک سے واقف بھی نہیں
تھی۔

چلو، میرے کمرے میں چل کر باتیں کرتے ہیں۔ عائشہ سبکو چائے دے کر آئیں تو
وہ دھواں دھواں چہرہ لئے بیٹھی تھی۔

جی، جی۔ آنٹی وہ چونک کر مسکرائی

انہوں بغور اس کا چہرہ دیکھا جس پر گہری ادا سی چھائی ہوئی تھی۔

پھر ایک نظر رشنا پر ڈالی جو بے نیازی سے عائشہ اور عینا کو مکمل نظر انداز کئے کافی
کیوں میں نکال رہی تھی۔

رشنا کی ناپسندیدگی وہ شروع سے محسوس کر رہی تھیں، اس وقت بھی انہیں اندازہ
ہو گیا کہ کچھ تو غلط ہوا ہے۔

لیکن اس وقت پوچھنا یا ڈانٹنا، اپنے ہی پیروں پر کلہاڑی مارنے جیسا تھا، اس لئے ضبط
کر گئیں۔

اچھا رہنے دو باتیں پھر کر لیں گے، تم یہ چائے لیکر کمرے میں جاؤ ادھم کو جگا دو۔
انہوں نے ایک دوسرے کپ میں چائے نکالی اور ٹرے اسکے ہاتھ میں تھما دی۔ وہ
خاموشی سے سر ہلاتی اپنے کمرے میں آگئی

ادھم اٹھ گیا تھا شاید واش روم میں تھا۔ اس نے چائے وہیں ٹیبل پر رکھ دی۔ دل
شدت سے چاہ رہا تھا کہ پھوٹ پھوٹ کر روئے، لیکن ضبط کر گئی، ابھی ادھم دیکھ
لیتا تو ہزاروں سوال کرتا پریشان ہوتا۔

وہ کچھ ہی دیر میں باہر نکل آیا۔

گڈ مارنگ۔ وہ فوراً سنبھل کر بیٹھ گئی

السلام علیکم، لیڈی ڈیانا۔ وہ شرارت سے مسکرایا

وعلیکم السلام، اتنی دیر لگادی اٹھنے میں۔ وہ اس کے ٹوکنے پر جھینپ گئی

اوہو چائے، سو کر اٹھتے ہی کمرے میں چائے؟ کیا شادی کے بعد سب کو ایسی
عماشیاں نصیب ہوتی ہیں؟؟۔ اس کی نظر چائے کے کپ پر پڑی تو اس نے خوشی کا
اظہار کیا

جی نہیں روز روز نہیں ملے گی، آج آنٹی نے کہہ دیا تو میں منع نہیں کر پائی۔ وہ منہ
بنا کر بولی

کسی غلط فہمی میں نارہنا۔ وہ ٹھنڈی پڑتی چائے جلدی جلدی حلق میں انڈیلتا کپ
خالی کر کے اس کی طرف متوجہ ہوا۔

ہاں تو۔ وہ مسکراہٹ دبائے اسے تک رہی تھی
تو یہ کہ۔ وہ اسکی گود میں سر رکھ کر لیٹ چکا تھا

عینا کی انگلیاں خود بخود اس کے بالوں میں پہونچ گئیں۔

صبح اٹھتے ہی تمہارا سب پہلا کام ہو گا مجھے محبت سے اٹھانا، اس کے بعد میرے لئے
چائے بنا کر لانا، پھر میرے کپڑے پر پیس کرنا، میرے لئے ناشتہ بنانا۔ وہ انگلیوں
کے پوروں پر گنوار ہا تھا۔

پھر میں یونی چلا جاؤں گا تو مجھے پورا دن مس کرنا، ہر آدھے گھنٹے بعد میرے فون پر لو
یو، مس یو کا میسج آنا چاہئے۔ وہ کہتے کہتے اسکی طرف دیکھنے لگا

جی جی یہ تو سب سے اہم کام ہے۔ وہ دلکشی سے مسکرائی

اور ہاں جتنی دیر میں گھر رہوں، تم میرے آس پاس منڈلاتی رہنا، کبھی پوچھنا آپ کو کچھ کھانا ہے؟، چائے پئیں گے، آپ کا سرد بادوں میں۔ اسکی لسٹ لمبی ہوتی جا رہی تھی

وہ بس مسکراہٹ دبائے سر ہلائے جا رہی تھی۔

پھر میں چلا جاؤں گا اکیڈمی، وہاں سے جب میں رات میں واپس آؤں گا تو تم میرا انتظار کرتی رہنا، میرے لئے میری پسند کے کھانے بنا کر رکھنا۔ پھر میرے ساتھ واک کرنے جانا اور پھر رات میں۔ وہ رک کر اسکی طرف دیکھنے لگا اسکی انگلیاں اسکے بالوں میں ساکت ہوئیں دل دھڑکنے لگا اور خون چہرے پر سمٹ آیا۔

پھر رات میں میرے پاؤں دبا کر سونا۔ وہ شرارت سے ہنسا عینا بھی جھینپ کر مسکرا دی۔

اسکی قربت نے اسکے دل سے کچھ دیر پہلے والی اداسی کو زائل کر دیا تھا۔ وہ مسکرا رہی تھی اپنی قسمت پر نازاں ہو رہی تھی۔

وہ کمرے میں آئی تو فاریہ، اپنے سر پر تیل سے مساج کر رہی تھی۔
کیا ہوا فاریہ آپ کی آپکے سر میں درد ہے؟۔ اسے فکر ہوئی

ارے نہیں بس وہ شادی کے ہنگاموں کی وجہ سے بھاری ہو رہا ہے۔ وہ زبردستی
مسکرائی

یہ کافی پی لیں۔ اس نے دوسرا کپ اسکی پاس رکھ دیا
فارہ کی آنکھیں سو جی ہوئی تھیں، اس کا دل دکھ سے بھر گیا۔
فارہ آپ، دانیال بھائی تو بہت اچھے ہیں آپ کو بہت خوش رکھیں گے۔ آپ پلیز
ادھم بھائی کے لئے خود کو اتنی تکلیف نادیں۔ وہ اس سے گویا منت کر رہی تھی
ارے نہیں میں بالکل ٹھیک ہوں، خوش ہوں، عینا اور ادھم بھی خوش رہیں، سب
کو اسکی محبت نصیب ہو، تمہیں بھی وہ نصیب ہو جسے تم چاہتی ہو۔ وہ کنکھیوں سے
اسے دیکھتے ہوئے بول رہی تھی
رشنا کا دل زوروں سے دھڑکا آنکھوں کے سامنے احمر کی صورت آگئی۔ وہ گھبرا گئی
اسے لگا اسکی کوئی چوری پکڑی گئی ہو
کوئی میری طرح بد نصیب نا ہو۔ اس نے اسکی طرف دیکھتے ہوئے آہ بھری
اللہ نا کرے آپ بد نصیب ہوں خوشیوں کے لئے تو وہ ترسیں جنہوں نے آپ کا
حق چھینا ہو۔ وہ خود کو سنبھال کر بولی
فارہ سر جھٹک کر دل ہی دل میں مسکرائی۔

حق لفظ تو اس نے ایسے استعمال کیا گویا دھم فاریہ کی پراپرٹی تھی اور کسی نے ناجائز قبضہ جمالیا ہو۔۔

رشنا سے کب اچھی لگنے لگی اسے پتہ ہی ناچلا، گذرتے دنوں میں اسے احساس ہونے لگا تھا کہ اسے اس سے محبت ہو گئی ہے۔ لیکن اسکے مزاج کے بارے میں اسے قطعی اندازہ نہیں تھا کہ وہ اس قدر گھٹیا سوچ رکھتی ہوگی۔ کس طرح بات کر رہی تھی وہ عینا کے بارے میں، کیا اسے ترس نہیں آتا اس پر۔ اس کے دل و دماغ پر اسکا لہجہ چھایا ہوا تھا

احمر۔ عافیہ کی آواز پر وہ چونکا

جی امی۔ وہ اپنے خیالات جھٹک کر ان کی طرف متوجہ ہوا

بیٹا عینا کی سسرال جانا ہے نا۔ انہوں نے یاد دہانی کروائی

کون کون جارہا؟۔ اس نے پوچھا

میں نے سوچا میں اور تم چلے جائیں گے، باقی سب رات میں ولیمے میں جائیں گے ہی، لیکن عائشہ بھابھی ناراض ہو گئیں کہ نہیں سب آجاؤ، پھر ساتھ میں ولیمے میں جائیں گے۔ انہوں نے تفصیل سے بتایا

جی ٹھیک ہے، کچھ لانا ہو تو بتائیے ابھی مارکیٹ سے لادوں۔ وہ ٹھنڈی سانس بھرتا
اٹھ کھڑا ہوا

احمر کیا بات ہے بیٹا میں نوٹ کر رہی ہوں بہت خاموش خاموش ہو تم۔ وہ
فکر مندی سے پوچھنے لگیں
ارے نہیں امی بس عینا کے لئے دل میں واہمے آرہے تھے، اب تک بہت تکلیفیں
دیکھیں اس نے، اس لئے دل ڈرتا ہے۔ اس نے گہرا کرو ضاحت کی
ان شاء اللہ اب وہ بہت خوش ہوگی، اسکی سسرال والے بہت اچھے ہیں، اور اسکی
فکر کرنے والا اتنا پیارا بھائی بھی تو ہے۔ انہوں نے محبت سے اسے تکتے ہوئے کہا
ہاں امی میں پوری کوشش کروں گا اسے کبھی کوئی تکلیف ناہو۔ وہ عزم سے بولا
ان شاء اللہ بیٹا۔ انہوں نے فخر سے اسکی پیشانی چوم لی

یہ ساڑی استری کر دو میری۔ مریم اپنے کپڑے پریس کر رہی تھی تبھی جہاں آرا
بیگم اپنی بنارسی ساڑی لئے آگئیں
اوہودادو آپ اتنی پیاری ساڑی پہن کر جائیں گی۔ مریم نے ستائشی انداز میں نفیس
سی ساڑی کو دیکھا

ہاں میری عینا کا ولیمہ ہے آج۔ خوشی ان کے لہجے سے پھوٹ رہی تھی

دادو میرے ولیمے کے لئے کیسی رکھی ہے؟ اس نے شرارت سے پوچھا
ارے میرے پاس بہت ساڑیاں ہیں، تم جو کہو گی میں وہ پہن لوں گی بلکہ ان میں
سے جو اچھی لگے وہ تم رکھ لینا۔ وہ فراخ دلی سے بولیں
تھینک یو دادی مجھے یہی اچھی لگ رہی ہے آپ پہن لینا پھر میں لے لوں گی۔ اس
نے محبت سے چھوتے ہوئے، ساڑی کی نفاست کو اپنی انگلیوں پر محسوس کیا
ٹھیک ہے۔ وہ ہنسیں

ارم کے پاس کون رکے گا امی۔؟ اس نے آواز دے کر پوچھا
کوئی نہیں آج ذکی اسے ڈاکٹر کے پاس لے گیا ہے نا وہیں سے اپنے گھر لے گیا ہے
تین چار دن وہیں رہے گی، اسکی ساس یاد کر رہی تھیں اسے۔ انہوں نے بتایا
اچھا۔ مریم مسکرائی

کتنا آسان ہوتا ہے ناسکون پانا، بس اللہ کے بندوں کو خوش رکھو وہ آپکو خوش رکھے گا
۔ اس نے ساڑی پر استری پھیرتے ہوئے طمانیت سے سوچا

حقوق العباد کا مسئلہ ہی یہی ہے اگر اللہ کے بندے کو تکلیف پہونچائے جائے اور
کوشش کریں کہ ہم بس اللہ سے معافی مانگ کر اس غلطی کی تلافی کر لیں تو اس
طرح سے ذہنی سکون ممکن نہیں ہے، جب تک وہ بندہ نامعاف کر دے، عینا کے
ساتھ اپنے تعلقات بہتر کر کے انہیں اپنے آپ سکون مل گیا تھا۔

وہ چاروں عائشہ کے گھر پہنچے تو عائشہ نے بہت ہی گرمجوشی سے استقبال کیا۔ انہوں نے فاریہ اور رشنا کے ساتھ مل کر فوراً ناشتہ لگا دیا، عینا سور ہی تھی، عائشہ نے اسے جگانے کے لئے منع کر دیا، رات میں ولیمے میں سب سنور کر بیٹھنا رہتا ہے کہاں آرام کا موقع ملے گا سونے دوا بھی۔

ادھم اور احمر اپنے ڈسکشن میں لگے تھے، ارحم، عمر کو لے کر چھت پر چلا گیا، میرل اکیلی چپ چاپ بیٹھی رہی کوئی اس سے باتیں کرنے والا تھا ہی نہیں۔

امی، عینا کو جگا دوں۔ اتنی دیر میں اس نے چوتھی بار پوچھا

جاؤ بیٹا جگا لاؤ۔ عائشہ نے اجازت دے دی وہ پھرتی سے بھاگی

عائشہ کو دل ہی دل میں شرمندگی ہو رہی تھی، ساتھ ہی رشنا پر بے تحاشہ غصہ آرہا تھا، اتنی غیر ذمہ داری گھر آئے مہمان کی پرواہ نہیں ہے۔ وہ قہر برساتی نظروں سے اسے گھور رہی تھیں، جو احمر اور ادھم کو چائے پیش کر رہی تھی۔

تھوڑی دیر بعد عینا آگئی اور آتے ہی عافیہ سے لپٹ گئی۔

کیسی ہے میری بیٹی۔ انہوں نے محبت سے اسکی پیشانی چومی

میں بالکل ٹھیک ہوں امی۔ وہ نم آنکھوں سے مسکرائی اور ایک بار پھر ان کے سینے سے لگ گئی

عینا تو جدائی کا ایسا سوگ منارہی ہیں جیسے بچپن سے عافیہ آنٹی کے ساتھ ہی رہی ہوں،۔ رشنا نے انکی محبتوں کے اس مظاہرے پر طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ تبصرہ کیا۔

عافیہ کی مسکراہٹ سمٹی، عینا کا دل لرزا، اسکا دل ہی نہیں چاہا کہ وہ عافیہ کی نرم پناہوں سے خود کو آزاد کر کے اس طرح کے بے رحم تبصروں کا سامنا کرے۔

لوگوں کے ظرف کی بات ہوتی ہے، کچھ لوگ چند دنوں میں ہی اپنے ہو جاتے ہیں کچھ بچپن سے ساتھ ہوتے ہوئے بھی غیروں جیسے ہوتے ہیں۔ ادھم کو غصہ تو بہت آیا لیکن کسی طرح کی بدمزگی سے بچنے کے لئے فاریہ کو گھورتے ہوئے، بظاہر مسکرا کر جواب دیا، وہ گھبرا گئی، رشنا کی بات پر اسے مسکراتے ہوئے ادھم نے بخوبی نوٹس کیا تھا۔ اسے اندازہ تھا کہ فاریہ رشنا کے ذہن میں کچھ زہر بھر رہی ہے۔

رشنا لا جواب ہو گئی اسے اپنے ہی بھائی سے یہ امید نہیں تھی، احمر نے گہری کاٹ دار نظروں سے اسے دیکھا اور نفرت سے رخ موڑ لیا، رشنا کا دل اسکی اس بے اعتنائی پر ٹوٹ پھوٹ گیا، وہ اسکی نظروں کی کاٹ نہیں برداشت کر پائی اور بھاگتے ہوئے اندر چلی گئی۔

چلو بھئی عافیہ میں تمہیں عینا کے ولیمے کی ڈریس دکھاتی ہوں، بس جویلری میں کنفیوژن ہے، تم بتاؤ کونسی اچھی لگے گی۔ عائشہ نے ماحول کی سنگینی دور کرنے کے لئے عافیہ کو اٹھایا

عافیہ کو رشنا کا لہجہ پسند تو نہیں آیا تھا لیکن رشتے اور وقت کا لحاظ کر کے خاموش رہیں

-

جی بھا بھی۔ ناچاہتے ہوئے بھی وہ عائشہ کے پیچھے آ گئیں۔

یہ دیکھو یہ لہنگے کے ہم رنگ اسٹون والا سیٹ اور یہ سلور کلر والا۔ انہوں نے

الماری سے ڈبے نکال کر ان کے سامنے رکھے

یہ میرون رنگ کے بڑے بڑے اسٹونز زیادہ اچھے لگ رہے ہیں بھا بھی۔ عافیہ نے

ستائشی نظروں سے سیٹ کو اٹھا کر دیکھا

ہاں مجھے بھی یہ اچھا لگ رہا، لیکن ایک بار عینا سے پوچھ لیتے ہیں۔ انہوں نے تائید

کرتے ہوئے عینا کو بلوایا

جی آئی۔ وہ کچھ دیر بعد آ گئی

عافیہ نے بغور جائزہ لیا وہ کچھ بجھی بجھی سی لگ رہی تھی۔

بیٹا یہ دیکھو کونسا اچھا لگ رہا ہے؟۔ عائشہ نے اسکی رائے پوچھی

دونوں ہی پیارے ہیں آنٹی مگر ڈریس کے ساتھ یہ میچ کرے گا۔ اس نے بھی ان دونوں کی تقلید کرتے ہوئے اسٹون والے سیٹ کی طرف اشارہ کیا اچھا پھر تو طے ہے، بیٹا تم تھوڑا آرام کر لو، پھر بیوٹیشن آجائے گی تو اسکے بعد موقع نہیں ملنا، ابھی میں جاؤں دیکھوں، باجی کب سے بلارہی ہیں۔ وہ مصروف سے انداز میں سب سمیٹتی ہوئی الماری میں رکھ کر چلی گئیں

عینا مجھے لگتا ہے ہم نے رخصتی اتنی جلدی کر کے غلطی کی ہے۔ وہ ادا اس سی عینا کے رخسار چھو کر بولیں

عائشہ باہر نکلتے نکلتے چونک کر رکیں ناچاہتے ہوئے بھی وہ یہ غیر مہذبانہ حرکت کر بیٹھیں اور ان کی باتیں سننے لگیں۔

ارے نہیں امی، رشنا پچی ہے ابھی، ٹھیک ہو جائے گی آہستہ آہستہ، باقی سب بہت اچھے ہیں آپ بالکل پریشان ناہوں۔ وہ ہولے سے مسکرائی اور انہیں تسلیاں دینے لگی

عائشہ کو شرمندگی محسوس ہو رہی تھی، رشنا پر غصہ شدید ہوتا جا رہا تھا۔

رشنا کو احمر کی نظروں کی کاٹ برداشت نہیں ہو رہی تھی، سب شادی کی رونقوں میں مصروف تھے وہ خاموشی سے اٹھ کر اپنے کمرے میں آگئی۔

کیا ہوا...؟ فار یہ اپنی میک اپ کٹ کی تلاشی لے رہی تھی اسے پھر سے اداس دیکھ
کر پوچھا

بھائی بھی مجھ سے ناراض ہیں، ماما بھی غصے سے گھور رہی تھیں۔ اسکی آنکھوں میں
آنسو آگئے

ہاں یہ تو ہے۔ اس نے تائید کی
مجھے دیکھ کر کہیں سے لگ رہا ہے کہ میرے بھائی کا ولیمہ ہے آج۔ اس کے چھلک
پڑے

وہی تو مجھے بھی دکھ ہو رہا ہے، تمہیں ایسے دیکھ کر، میرا دل بھی نہیں چاہ رہا ہے تیار
ہونے کا۔ وہ اسکی دلجوئی کرتی اس کے قریب آ کر بیٹھ گئی

اب تو یہ سب کی عادت ڈال لو تم، صفائی دینے گئی تب بھی تم ہی بری بنو گی کیوں کہ
بھائی بیویوں کے سکے ہوتے ہیں اور مائیں بیٹوں کی۔ اس نے اسے سسکتا دیکھ کر

مزید ہوا دی

میں عینا کو اتنی آسانی سے اپنے لوگوں پر قبضہ جماتے نہیں دیکھ سکتی۔ اس کے دل
میں نفرت بڑھتی جا رہی تھی

چھوڑو نا تم یہ سب نہیں سوچتے ہیں تمہاری بھابھی ہے وہ۔ فار یہ آگ لگا کر شبنم بن
گئی اور فوراً ہی باتوں کا رخ موڑ دیا

کتنا بڑا دل ہے فاریہ آپ کا۔ رشنا کی ناقص عقل میں فاریہ کے لئے عقیدت بڑھ گئی
فاریہ اب اسے زبردستی بہلا پھسلا کر تیار کروا رہی تھی۔

ماشاء اللہ کیا حسن نکھارا ہے آپ کا میری محبت نے۔ وہ دلہن بنی اس کے قریب
بیٹھی تھی جب ادھم نے سب سے نظر بچا کر اس کی طرف محبت بھرا فقرہ ارسال
کیا

اب میں خوبصورت ہوں، اس میں بھی آپ کا کمال ہے۔ وہ تیکھی نظروں سے
اسے گھورتے ہوئے بولی

بیشک، آپ کی خوبصورتی، آپ کے چہرے پر آتے جاتے رنگوں کا ذمہ دار صرف اور
صرف میں ہوں۔ وہ مسکرایا
عینا اس کی باتوں پر کھل کر مسکرائی۔

عافیہ مسلسل انہیں اپنی دعاؤں کے حصار میں لئے ہوئی تھیں، دونوں ساتھ ساتھ
اتنے پیارے لگ رہے تھے کہ انہیں ڈر لگ رہا تھا کہیں کسی کی نظر نا لگ جائے۔
آپ بھی آج کچھ کم نہیں لگ رہے۔ عینا نے بغور اس کا جائزہ لیتے ہوئے کنجوسی
سے تعریف کی

صرف آج میں تو کبھی کم نہیں لگا ہمیشہ سے خوبصورت تھا۔ اسے لفظ آج پر صدمہ
ہوا

اچھا کس نے بتایا۔ اس نے سنجیدگی سے پوچھا
لڑکیاں کہتی تھیں۔ وہ مزے سے بولا

جی اور ان میں سے ایک آپ کے گھر میں ہی موجود ہے۔ وہ سلگ کر بولی
کس کی بات کر رہی ہو تم۔ وہ اسکی جلن سے محظوظ ہوتا ہوا مسکراہٹ چھپا کر بولا
کسی کی نہیں۔ اس کو غصہ آچکا تھا
یہ ادھم عافیہ اور احمر کی ہی محنت تھی کہ، ڈری سہمی ہر وقت خاموش رہنے والی عینا
اب غصہ، خوشی اور جلن جیسے جذبات کا دل اظہار بھی کھل کر کرنے لگی تھی، ادھم
پر اپنا حق جتاتی، عافیہ کی توجہ ادھم کی محبت اور احمر کی شفقت نے اس کی شخصیت
میں اعتماد بھر دیا تھا۔

احمر، ادھم سے مل کر اسٹیج سے اتر آیا۔
سامنے ہی وہ دشمن جاں سیاہ لباس میں نظر آئی، چہرے پر اداسی اور روئی روئی
آنکھیں، اسکے معصوم حسن کو جلا بخش رہی تھیں۔ ایک پل کو اس کے دل کو کچھ ہوا
مگر پھر وہ اسکی طرف سے نگاہیں پھیرتا آگے بڑھ گیا۔

رشنا کا دل اسکے، یوں نظریں پھیرنے پر کٹ کر رہ گیا۔
اس نے اسے جھڑک تو دیا تھا لیکن اب اسے فراموش کرنا اس کے بس میں نہیں تھا

-

کاش وہ عینا کا بھائی نہ ہوتا۔ اس کے دل نے شدت سے دعا دی
یہ عافیہ آئی کا ہی ضبط ہے بھائی۔ فاریہ نے اچانک ہی تجزیہ پیش کیا
کیوں کیا ہوا؟ اس نے چونک کر پوچھا
کیسے عینا کے ننھیال والوں سے ہنس ہنس کر باتیں کر رہی ہیں۔ اس نے اسٹیج کی
دوسری طرف اشارہ کیا، جہاں، عافیہ جہاں آرا بیگم کا ہاتھ تھامے بیٹھی، مریم اور
فرحت بیگم سے باتیں کر رہی تھیں
ہاں واقعی۔ رشنا خود ان کے ظرف کی قائل تھی
احمر بھی تو اپنی پلی پلائی ملی ہوئی بہن پر جان لٹاتا ہے۔ وہ طنزیہ ہنسی
رشنا خاموش رہی۔

مجھے پتہ ہے تم بہت پسند کرتی ہو احمر کو، لیکن عینا ہونے نہیں دے گی ایسا۔ وہ اسکا
ضبط آزما رہی تھی

تو نا ہونے دے اس کے لئے میں عینا بیگم کے آگے پیچھے تو پھرنے سے رہی۔ وہ چیخ
کر بولی

فار یہ کھل کر مسکرائی، یہ ڈر بھی دل سے نکل گیا کہ رشنا، احمر کی خاطر عینا سے
تعلقات استوار نا کر لے۔

دن گذرتے گئے، عینا ساس کی فیورٹ بہو اور ار حم کی فیورٹ بھابھی بن چکی تھی۔
کئی بار عائشہ کی سختیوں کے باوجود رشنا کا وہی سرد رویہ تھا۔
عینا نے انہیں یہ کہہ کر روک دیا کہ، زبردستی قدر نہیں کروائی جاتی ہے یہ تو دلوں
کے رشتے ہیں، جب دل کہے گا تبھی جڑیں گے۔
عائشہ کو اسکی طرف سے بہت ٹینشن تھا۔
اسی بیچ فار یہ کی شادی کے ہنگامے جاگ اٹھے۔
رشنا کا زیادہ وقت وہیں گزرنے لگا۔
عارفہ بیگم عینا کو بھی بار بار بلاتیں مگر عائشہ سہولت سے منع کر دیتیں۔
آج بھی عائشہ اور ار حم، فار یہ کی طرف گئے تھے۔
ادھم شام جلدی گھر آ گیا۔
بیگم۔ وہ کچن میں اسکے لئے چائے بنانے کے لئے آئی تو وہ اسکے پیچھے چلا آیا
جی۔ وہ فریج سے دودھ نکالتے ہوئے اسکی طرف مڑی
کیا کر رہی ہو۔ وہ وہیں کر سی پر بیٹھ گیا

چائے بنانے جا رہی ہوں۔ اس نے دودھ نکال کر سلیب پر رکھا

اور چائے کا پانی لینے لگی

کیا بات ہے بہت تھکی ہوئی لگ رہی ہو۔ اس نے غور سے اس کے تھکے تھکے چہرے کا

جائزہ لیا

ہاں آج، مشین لگانی تھی پھر اس کے بعد، ارحم کے دوست آگئے اس نے بریانی کی

فرمائش کر دی، پوری دوپہر آرام نہیں کر پائی۔ اس کا لہجہ تھکا تھکا ہوا تھا

میری جان۔ اس نے آگے بڑھ کر اس کا ہاتھ تھام لیا

چائے پی کر اچھا سا تیار ہو جاؤ، پھر ہم کہیں گھومنے چلتے ہیں باہر، کھانا بھی وہیں

کھائیں گے۔ اس نے ہولے سے اس کا ہاتھ چوما

کہاں چلیں گے؟؟۔ اس کا چہرہ کھل گیا

جہاں آپ کہیں؟ وہ نثار ہوا

امی کی طرف چلیں۔ اس نے فوراً جواب دیا

دنیا کے سارے ہوٹلز اور پنک اسپاٹ ایک طرف اور یہ "امی کی طرف" ایک

طرف۔ اس نے چھیڑا

جی ہاں۔ وہ مسکرائی

چائے پی کر وہ تیار ہونے لگی۔

نیوی بلیو کلر کا سوٹ اس پر بہت کھل رہا تھا۔
یہ میں پہنا دوں۔ ادھم نے جھمکا ڈریسنگ ٹیبل سے اٹھایا
اس نے بنا کچھ بولے بال کان کے پیچھے کئے۔
ادھم کی تعریفیں اس کے چہرے کو اور روشن کر رہی تھیں۔

عافیہ حسب توقع انہیں دیکھ کر خوش ہو گئیں۔ ادھم احمر کے کمرے میں چلا گیا وہ
عافیہ کے ساتھ کچن میں آگئی۔
تم بس بیٹھو یہاں میں کھانا بنا رہی ہوں خبردار جو خود کھڑی ہوئیں۔ انہوں نے اسے
زبردستی کر سی پر بٹھا دیا
عینا اتنی پیاری لگ رہی ہے امی کا دل چاہ رہا ہے بس اسے بٹھا کر دیکھتی رہیں۔ میرل
نے محبت سے اسے دیکھا
وہ بس ہنستی رہی۔

اس کی کھلکھلاہٹیں عافیہ کو قلبی سکون عطا کر رہی تھیں۔
تھوڑی دیر بعد عافیہ نے کھانا لگا دیا۔

ایک خوشگوار ماحول میں خوشگوار سی شام بتا کر وہ دونوں واپس نکل آئے۔
کچھ شاپنگ کر لیں۔ ادھم نے مال کے سامنے گاڑی روکی

کیا بات ہے سرتاج آج آپ بڑے موڈ میں ہیں۔ وہ ہنسی

بس ایسے ہی تمہیں تھکا تھکا دیکھا تو پیار آگیا۔ وہ اس پر جھکا

کیا کر رہے ہیں باہر ہیں ہم۔ وہ گھبرا گئی

وہ ہنستا ہوا دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔

کچھ ایسی خاص شاپنگ نہیں کرنی تھی، تھوڑی بہت ونڈو شاپنگ کی اور آئس کریم

کھائی۔

تھکن اتری یا نہیں۔ بل پے کر کے اس نے اسے چھیڑا

اتر گئی۔ وہ کھلکھلائی

عینا!!۔ وہ اس کے ساتھ ہنستی مسکراتی باہر نکل رہی تھی کہ کسی نے اسے پکارا

آپ۔۔!! عینا کا چہرہ سفید پڑ گیا۔ اس نے مضبوطی سے ادھم کا ہاتھ تھام لیا۔

عینا بات سنو میری۔ کامران نے منت کی

ایکسیکوز می مسٹر کون ہیں آپ؟ ادھم نے ایک ہاتھ اسے روکتے ہوئے ناگواری

سے پوچھا

میں وہ، مجھے معاف کر دو عینا پلیز، مجھ سے بہت بڑی غلطی ہو گئی پلیز مجھے معاف

کر دو۔ اس نے باقاعدہ ہاتھ جوڑ لیا۔

میں نے آپ کو معاف کیا کامران بھائی، میری زندگی میں اللہ تعالیٰ نے اتنی خوشیاں
بھردی ہیں نا، کہ میری ماضی کی تکلیفوں کی کوئی اہمیت ہی نہیں رہی، بچپن میں
مردوں کو لے کر میرا نظریہ بہت برا تھا، لیکن میرے شوہر اور میرے بھائی نے
مجھے احساس دلایا مرد بھی اعلیٰ کردار کے ہو سکتے ہیں۔ وہ ادھم کا ہاتھ مضبوطی سے
تھامتی فخر سے بولی

کامران ہدیہ کو پکڑیں میں اپنے سویٹر کا سائز چیک کر لوں۔ انعم تیزی سے بولتی
ان کے قریب آئی

عینا تم یہاں۔۔؟ اس نے حیرت سے عینا کو دیکھا

جی، ادھم یہ انعم آپ ہیں مریم کی بہن، ہدیہ بیمار تھی اس لیے ہماری شادی میں

نہیں آپائیں۔ اس نے تعارف کروایا

آپ غالباً ان کے شوہر ہیں کیا میں جان سکتا ہوں آپ میری بیوی سے معافی کس
بات کی مانگ رہے تھے۔ وہ ایک نظر انعم پر ڈال کر دوبارہ کامران کی طرف متوجہ
ہوا۔

جی وہ، کچھ غلط فہمیاں ہو گئی تھیں لیکن اب سب ٹھیک ہو گیا ہے۔ عینا نے مداخلت
کی

تم چپ رہو۔ وہ غصے سے عینا پر چیخا

وہ اصل میں، میں نے ایک بار عینا کے ساتھ بد تمیزی کی اور پھر الزام بھی اس کے سر پر ہی ڈال دیا۔ وہ انعم سے نگاہیں چراتا سر جھکائے بول رہا
تمہاری ہمت کیسے ہوئی۔ ادھم کا دماغ الٹ گیا، اس نے آگے بڑھ کر ایک تھپڑ اسکے
منہ پر جڑا

ادھم پلیز۔۔، عینا نے بڑی مشکل سے اسے کھینچا
انعم آپلی پلیز میرے دل میں آپ دونوں بلکہ کسی کے لئے بھی کوئی شکایت نہیں
ہے۔ میں نے سب کو معاف کر دیا بس آپ کا مران بھائی کو لے کر یہاں سے
جائیں پلیز۔ اس انعم کی طرف دیکھتے ہوئے منت کی اور ادھم کو زبردستی کھینچتی باہر
لے آئی

تم نے مجھے اس کمینے کے بارے میں پہلے کیوں نہیں بتایا۔ وہ غصے سے اس پر دھاڑا
میں بھول چکی ہوں ادھم سب کو بھول چکی ہوں سب کچھ بھول چکی، مجھے آپ نے
اتنی خوشیاں دے دی ہیں نا میں سب بھول چکی ہوں۔ وہ اسکے سینے سے لگ گئی
ادھم اپنا غصہ بھول کر اس کا سر تھکینے لگا۔

انعم مال شکست خوردہ سی باہر نکلی، کامران اس کے پیچھے سر جھکائے ہوئے چل رہا
تھا۔

ان دونوں کی نظریں ان پر ٹکی تھیں، جو ایک دوسرے میں سمائے ہوئے تھے۔

رشنا، بیٹا یہ ٹوکری فاریہ کے کمرے میں رکھ آؤ۔ وہ کپڑے استری کر رہی تھی۔
جب عارفہ بیگم نے ایک چوڑیوں سے بھری ٹوکری اسکے حوالے کی
رکھ دیں پھوپھو ابھی لے جاتی ہوں۔ اس نے مصروف سے انداز میں جواب دیا
ایک تو تم لوگوں کی ہر کام کو ٹالنے والی عادت، ارے بھئی کانچ کی چوڑیاں ہیں زرا
سابد احتیاطی ہوئی اور ٹوٹ گئیں۔ وہ خواہ مخواہ خفا ہوئیں۔

دیں، بھئی رکھ آؤں، آپ ناراض تو ناہوں۔ اس نے ہنستے ہوئے پلگ نکالا اور
ٹوکری تھام لی

میری پیاری بچی۔ پل بھر میں ان کا غصہ ٹھنڈا ہو گیا
میری پیاری پھوپھو۔ وہ کھلکھلائی اور ٹوکری لے کر اوپر فاریہ کے کمرے کی طرف
جانے لگی

یہ والی تو میں ہی لوں گی۔ اس نے ٹوکری سے جھانکتی سرخ چوڑیوں کو دیکھتے ہوئے
فیصلہ کیا

ادھم کو میں بچپن سے چاہتی تھی۔ وہ گنگناتے ہوئے کمرے میں گھسنے ہی والی تھی
کہ فاریہ کی آواز سن کر چونکی اور دروازے پر ہی رک گئی۔

میرا حق تھا یا اس پر بس، بچپن سے ہی میں اس پر حق جتاتی آرہی تھی۔ وہ رندھی
ہوئی آواز میں بول رہی تھی

رشنا کا دل بھر آیا، اسے فاریہ کی تکلیف کا اندازہ تھا۔

لیکن اب مجھے کوئی افسوس نہیں ہے الحمد للہ دانیال، ادھم سے کئی گنا زیادہ بہتر ہیں
پڑھے لکھے، خوبصورت اور ویل سیٹلڈ۔ اسکے لہجے میں غرور در آیا

نجانے کیوں اپنے بھائی سے لاکھ اختلاف کے باوجود اسے فاریہ کا لہجہ پسند نہیں آیا۔
شکر تو میں ادا کرتی ہی ہوں اور ہمیشہ کروں گی۔ لیکن عینا کو تو اس گھر میں خوشی
خوشی جینے نہیں دوں گی۔ رشنا کو میں نے ایسا کنٹرول کیا ہوا ہے ناکہ وہ اپنے بھائی
بھابھی کو کبھی خوش رہنے ہی نہیں دے گی۔ وہ ہنسی

رشنا کے ہاتھ کپکپائے، قریب تھا کہ ٹوکری چھوٹ جاتی مگر اس نے مضبوطی سے
تھام لیا۔

اور میری مامی، وہ مجھے نصیحت کر رہی تھیں، اب تم بڑی ہو گئی ہو ادھم کے اتنے
قریب نا جایا کرو۔ اس نے عائشہ کی نقل اتاری
وہ شاید فون پر کسی سے بات کر رہی تھی۔

رشنا کو اپنی سماعتوں پر یقین نہیں آیا۔ ماما جو اپنی بچی کی طرح پیار کرتی ہیں فاریہ کو اور
وہ ان کے بارے میں ایسے بات کر رہی تھی۔

مامی کا خود کا بیٹا اپنی مرضی سے نکاح کر بیٹھا۔ مامی کا تو من بھی نہیں تھا، اور بیٹی صاحبہ بھا بھی کے بھائی کے عشق میں گرفتار ہیں۔ وہ دوبارہ ہنسی رشنا کے لئے آگے سنا محال تھا، اس لئے خود کو بمشکل سنبھالتی وہ دوسرے کمرے میں آگئی۔

ٹوکری بیڈ پر رکھی اور باتھ روم میں جا کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔
فار یہ کا تو دل ٹوٹا تھا، لیکن وہ کیوں اپنے بھائی بھا بھی کی خوشیوں کی دشمن بنی ہوئی تھی۔ اسے ڈھیروں شرمندگی نے آن گھیرا
کیا اب کبھی بھی وہ عینا سے آنکھیں ملا پائے گی۔
بہت دیر تک رونے کے بعد وہ خود کو ریلیکس کرتی منہ دھو کر باہر آگئی۔

عینا، اس نے اسے اپنے آپ سے الگ کیا لیکن وہ بجائے کھڑی ہونے کے اس کی بانہوں میں جھول گئی۔

عینا۔ اس نے بیتابی سے اسے پکارا
کوئی جواب نا آنے کی صورت میں جلدی سے اسے گاڑی میں ڈالا اور ڈاکٹر کے پاس لے آیا۔

گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہے، تھوڑی کمزوری ہے کھانے پینے کا خیال رکھیں۔

ڈاکٹر نے چیک اپ کرنے کے بعد کہا

اور۔ وہ تھوڑی دیر رکھیں

اور ڈاکٹر۔ اس نے بیتابی سے پوچھا

اور یہ کہ، شی از پریگنٹ۔ ڈاکٹر مسکرائیں

کیا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آیا کہ وہ حیرت زدہ ہو یا خوشی کا اظہار کرے

لیکن وہ جھینپ گیا۔

کیا ہو گیا پھر مجھے۔ تھوڑی دیر بعد عینا کو ہوش آیا تو وہ ہاسپٹل کو دیکھ کر گھبرا گئی۔

تمہیں کچھ نہیں ہوا، بس تم مزید حسین ہو گئی ہو۔ اس نے محبت سے اسے دیکھتے

ہوئے اطلاع کی

ہائیں۔ اسے اسکی دماغی حالت پر شبہ ہوا

کیا ہوا ہے بتائیں نا۔ وہ پریشان ہو گئی

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی رحمت سے نواز رہا ہے۔ وہ اس نے ہولے سے اسکے ہاتھوں کو

چوما

کیا واقعی۔ وہ اس کا مطلب سمجھتے ہوئے بے یقینی سے بولی

جی۔ وہ بہت خوش تھا

عینا کو اچانک اس خوشخبری پر سمجھ ہی نہیں آیا کیاری ایکٹ کرے۔

تھوڑی دیر بعد اسے جب اپنا آپ ٹھیک محسوس ہوا تو، وہ فاریہ کے کمرے میں آگئی

-

ارے رشنا اچھا ہوا تم آگئی، میں نے تمہارے لئے خود سے میچنگ ڈریس بنوایا ہے ہم وہی پہنیں گے۔ وہ اسے دیکھ کر چہکی

مگر میں ابھی نیچے سے آرہی ہوں ماما نے میری اور عینا کی ایک جیسی ڈریس بنوائی ہے، مجھے وہی پہنی ہوگی۔ اس نے ٹوکری ٹیبل پر رکھی اور حتی الامکان اپنا لہجہ عام سار کھا

فاریہ چونکی۔

ہاں نند بھابھی ایک جیسا پہن لو۔ وہ طنزیہ ہنسی

وہ میں آپکو یہ بتانے آئی تھی ماما کو کچھ کام ہے ہم گھر جا رہے ہیں صبح سویرے میں

پھر آجاؤں گی۔ اس نے اسکی بات نظر انداز کرتے ہوئے اطلاع دی

اور اپنا بیگ اور عبا یہ لیتی کمرے سے نکل آئی، فاریہ کو اس کے انداز بدلے بدلے

لگے لیکن پھر وہ سر جھٹک کر اپنے کام میں مصروف ہو گئی۔

وہ لوگ گھر پہونچے تو، عائشہ بھی ابھی کچھ دیر پہلے واپس آئی تھیں۔ وہ لاؤنج میں

ان کا انتظار کر رہی تھیں رشنا سو گوار سی ان کی گود میں سر رکھے لیٹی تھی۔

السلام علیکم ماما۔ ادھم نے سلام کیا خوشی اس کے چہرے سے چھلک رہی تھی

وعلیکم السلام خیریت بیٹا دیر ہو گئی بہت، اتنی دیر تک تو کبھی باہر نہیں رہے

تم لوگ۔؟ انہوں نے فکر مندی سے پوچھا

ہاں وہ ماما مجھے کچھ کام ہے کمرے میں جا رہا ہوں۔ وہ بہانہ کر کے وہاں سے چلا گیا۔

کیا ہوا بیٹا تم بتاؤ۔ عائشہ نے دوبارہ پوچھا، رشنا بھی اٹھ بیٹھی

خود دامن بچا کر نکل گئے اب میں کیسے بتاؤں آنٹی کو مجھے اتنی شرم آرہی ہے۔ وہ

دل ہی دل میں ادھم پر کچکچائی

وہ آنٹی اصل میں واپسی پر میری طبیعت خراب ہو گئی تھی ہم ڈاکٹر کے پاس چلے گئے

۔ وہ اٹک اٹک کر بولی

ارے کیا ہو گیا۔ وہ اور زیادہ پریشان ہو گئیں

ہاں ٹھیک ہے سب۔ وہ نگاہیں چرا رہی تھی،

عینا!! عائشہ نے حیرت و خوشی سے ملی جلی کیفیت سے اسے دیکھا

اسکے چہرے کی رنگت اور شرم نے انہیں سب بتا دیا

وہ اور جھینپ گئی۔

ماشاء اللہ، ماشاء اللہ۔ انہوں نے محبت سے اسکی پیشانی چوم لی
مبارک ہو رشنا، تم پھوپھو بننے والی۔ انہوں نے نا سمجھی سے باری باری انہیں تکتی
رشنا سے کہا

ہاں۔ وہ حیرت سے عینا کو دیکھ رہی تھی، جو بڑی آس اور محبت سے اسے دیکھ رہی
تھی

ارے واہ میں کتنا خوش ہوں بتا نہیں سکتی۔ وہ عینا سے لپٹ گئی۔
عینا اور عائشہ نے مسرت سے ایک دوسرے کو دیکھا۔
آنے والی خوشی نے آنے سے پہلے ہی اتنی خوشیاں دے دیں۔ وہ مسکرا رہی تھی۔

اپنی مہندی پر میرا نام ضرور لکھوانا۔
آج ماریہ کی مہندی تھی، ادھم نے خصوصی فرمائش عینا کے سامنے رکھی۔
کیوں بھلا شادی پر لکھوا لیا بار بار کیوں لکھواؤں۔ اس نے صاف منع کر دیا
پلیزیار میں شوہر ہو تمہارا۔ اس نے منت کی

ٹھیک ہے پھر پہلا حرف لکھوا لوں گی۔ وہ نیم رضامندی سے بولی
نہیں پورا نام، ادھم کی دلہن یا ادھم کی عینا۔ اس نے ضد کی

آپ کا نام تو میری لکیروں پہ ہے، میری پیشانی پر ہے۔ وہ محبت سے اسکی طرف
دیکھ کر مسکرائی

عینا مہندی لگوا لو بیٹا۔ عارفہ نے اسے آواز دی تو وہ اٹھ کر مہندی لگواتی فاریہ کے
قریب آ کر بیٹھ گئی

بیچ میں نام لکھ دینا۔ اس نے مہندی لگانے والی سے کہا

کیا نام ہے۔ اس نے پوچھا

ادھم کی عینا۔ وہ زیر لب مسکراتے ہوئے بولی

فاریہ نے اکتا کر اسکی مسکراہٹ دیکھی اور سر جھٹک کر اپنی مہندی دیکھنے لگی۔

فاریہ آپی، آپکی مہندی میں ہم نے دانیال بھائی کا نام چھپا کر لکھا ہے جب تک ڈھونڈ

نالیں تب تک، منہ نادکھانا اور تنگڑی منہ دکھائی لینا۔ فاریہ کی خالہ زاد نے ہنستے

ہوئے کہا

ضرور۔ وہ مسکرائی

ارے عینا بھابھی آپکو منہ دکھائی میں کیا ملتا تھا ادھم بھائی کی طرف سے۔ وہ سب

اسکی طرف متوجہ ہوئیں

مجھے۔ وہ گھبرا گئی

یہ پائل۔ اس نے زرا سا پانچہ ہٹا کر دکھایا

ارے واہ، سب سے ڈفرنٹ منہ دکھائی، اور ہے بھی کتنا خوبصورت۔ سب نے

تعریف کی

شاید ان کے ماضی کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اس تحفے کا انتخاب کیا گیا ہو۔ فاریہ کو کب سے عینا کی شرمیلی ہنسی برداشت نہیں ہو رہی تھی اور وہ اسے نوچنے میں کامیاب

ہو گئی

میری بھابھی کا ماضی الحمد للہ ان کے حال کی طرح صاف شفاف ہے، پائل تو لوگ اپنی چھوٹی چھوٹی بچیوں کو بھی پہناتے ہیں اور ان کے ایک ایک قدم پر گھر میں خوشی دوڑ جاتی ہے، ویسے ہی میری بھابھی بھی کا قدم بھی ہمارے گھر میں خوشیوں کا باعث ہے، اب تو ماشاء اللہ یہ ہمیں دوسری خوشی بھی دے رہی ہیں۔ رشانے محبت سے اسکے گرد بازو پھیلا کر حوصلہ دیا

فاریہ دھواں دھواں چہرہ لئے رشنا کا یہ بدلا ہوا روپ دیکھ رہی تھی۔

اس کا ارادہ تھا کہ امی اور میرل کو ڈراپ کر کے باہر سے ہی واپس چلا جائے گا۔ لیکن عائشہ نے زبردستی اسے اندر بلا لیا، وہ ناچاہتے ہوئے بھی آگیا۔

وہ مردوں کی طرف آکر ادھم کے ساتھ بیٹھ گیا۔

کھانا کھانے کے بعد وہ جانے کے لئے پر تو لنے لگا، عافیہ کو فون کیا تو انہوں نے کہا کہ آؤ عینا سے مل لو پھر چلے جانا۔

ادھم اسے لئے اندر آگیا۔

اندر داخل ہوتے ہی اس کا سامنا رشنا سے ہو گیا۔ اس نے چونک کر ایک نظر اسے دیکھا پھر نگاہیں چراتی جو س کا گلاس لئے آگے بڑھ گئی۔

تھوڑی دیر بعد اسے حیرت کا شدید جھٹکا لگا۔ رشنا، جو س کا گلاس عینا کو تھا کر اسکے پاس ہی بیٹھ گئی۔

عینا منع کر رہی تھی مگر وہ زبردستی اس کے ہاتھ میں گلاس پکڑا رہی تھی۔
ادھم اسے لئے عینا کے پاس آگیا، وہ حیرت و خوشی کے ملے جلے تاثرات کے ساتھ اسے دیکھتا رہا۔

ادھم اسے چھوڑ کر باہر چلا گیا۔

السلام علیکم بھائی۔ عینا کو نجانے کیوں وہ شرم آئی
وعلیکم السلام خوش رہو۔ اس نے محبت سے اسکے سر پر ہاتھ رکھا
کیسے ہیں بھائی آپ۔ اسکی سمجھ میں نہیں آیا کیا بات کرے تو خیریت ہی پوچھ لی
بہت خوش ہوں کہ میری بہن کے اسکی سسرالیوں سے تعلقات بہتر ہو گئے ہیں۔
اس کی رگِ شرارت پھڑکی
رشنا جزبہز ہوتی رخ موڑ گئی۔

میرے تعلقات تو اچھے ہی تھے الحمد للہ۔ اس نے تنبیہی نظروں سے بھائی کو

گھورتے ہوئے جواب دیا

اچھا، مجھے ہی شاید کوئی غلط فہمی ہو گئی تھی۔ وہ اب بھی مسکرا رہا تھا

جی۔ وہ بھی مسکرائی

اتنی خوبصورت خوبصورت لڑکیاں ہیں یہاں، یہ نہیں کہ اپنے لئے کوئی بھابھی ہی

ڈھونڈ لو۔ اس نے اپنے آس پاس نظریں دوڑاتے ہوئے جان بوجھ کر رشنا کو سنایا

نہیں ہم محنت کے بالکل قائل نہیں ہیں جو آپ کو پسند ہم اسی میں خوش۔ عینا نے

آرام سے جواب دیا

ٹھیک ہے میں کر لیتا ہوں۔ اس نے بھی تائید کی

میں کیوں پسند آؤں گی انہیں، میں نے ان کی بہن کے ساتھ اتنا برابر رویہ رکھا۔ رشنا

آنسو پیتی وہاں سے ہٹ گئی۔

اسکے چہرے کی تاریکی محسوس کر کے احمر مسکرایا۔

فارہ نے رشنا کے بدلتے رویے اور اسکا عینا کی طرف بڑھتا جھکاؤ، واضح محسوس کیا

لیکن وہ اپنے آپ کو سلجھی ہوئی، سمجھدار لڑکی پیش کرتی آرہی تھی اس پر کھل کر

ری ایکٹ بھی نہیں کر پارہی تھی۔ اور آج اسکی شادی کا دن تھا اس لئے اس کا

دھیان بھٹک بھٹک کر اپنے مستقبل، اس سے جڑے اندیشوں کی طرف جارہا تھا،
اس لئے وہ رشنا سے کوئی بات بھی نا کر سکی۔

نکاح کے بعد رشنا اسکے پاس آئی، خون کی محبت بچپن کی دوستی، وہ اسے گلے لگا کر رو
پڑی۔

آپ اتنی دور چلی جائیں گی۔ وہ سسکی
مجھے بھی تم بہت یاد آؤ گی۔ اس کی آنکھوں میں بھی آنسو آ گئے

سیم ہیر۔ اس نے محبت سے اس کا ٹیکا سیدھا کیا

اگر عینا نے مجھ سے ادھم کونا چھینا ہوتا تو ہم کبھی دور نا ہوتے۔ اس نے شکوہ کیا
کوئی کسی کو کسی سے نہیں چھینتا آپ، اپنا ظرف بڑا کریں، آپ کو بہترین ہمسفر
نصیب ہو رہا ہے، آپ عافیہ آنٹی کو دیکھیں، ان کی اتنے سالوں کی بسی بسائی گرہستی
ٹوٹنے لگی تب بھی انہوں نے یہ جملہ نہیں نکالا منہ سے کہ عینا کی ماں نے ایذا نکل
کو ان سے چھین لیا، کیوں ہر سمجھدار انسان جانتا ہے کہ کوئی کسی کو کسی سے چھین
نہیں ہے سکتا۔ اس نے نرمی سے سمجھایا

عارفہ بیگم اندر آ گئیں تو وہ دونوں خاموش ہو گئیں۔

تھوڑی دیر میں ڈھیروں دعاؤں کے سائے میں فاریہ بھی رخصت ہو گئی۔

ہیلو۔ رخصتی کے بعد سارے مہمان ایک ایک کر کے رخصت ہونے لگے، وہ کام کرنے والیوں کو صفائی کی تاکید کرتی اندر آنے لگی، جب احمر نے اس کا راستہ روکا جی۔ اس نے نظریں چرائیں جس میں غصہ، شکوہ، شرمندگی سب تھا ماشاء اللہ بہت پیاری لگ رہی ہیں آپ۔ اس نے ایک نظر اس کے خفاخفا چہرے پر ڈال کر کہا

اچھا، ان سے بھی زیادہ خوبصورت جن میں آپ کی بہن صاحبہ اپنے لئے بھا بھی تلاشیں گے۔ وہ تیکھے لہجے میں بولی

نہیں وہ تو خیر، انتہا کی خوبصورت تھیں، لیکن آپ بھی اللہ کی بنائی ہوں چیز ہیں، اور میں شکل و صورت میں عیب نہیں نکالتا۔ اس نے انکساری سے جواب دیا

رشنا سرتاپا جل اٹھی۔

بھلا مجھ سے بھی خوبصورت تھی کیا کوئی، سب کہہ رہے تھے یہ رنگ مجھ پہ بہت کھل رہا ہے۔ اس نے افسردگی سے سوچا

کیا سوچنے لگیں۔ اس نے ہاتھ اسکے سامنے لہرایا

نہیں کچھ نہیں آپ ہٹیں جائیں ابھی دو چار مہمان اندر ہوں گے ان میں سے کوئی پسند کر لیں بہن کی مدد کر دیں۔ اس نے چڑ کر جواب دیا

میں آپ کو بہت پسند کرتا تھا لیکن افسوس آپ نے میری بہن کو بہت ستایا۔ وہ

مسکراہٹ دبا کر بولنے لگا

رشنا نے آنسو چھپانے کے لئے رخ موڑ لیا۔

لیکن میں سوچتا ہوں جیسے کو تیسرا، میری بہن کو بھی آپ کی نند بن کر آپ کو ستانے کا

بھرپور موقع ملنا چاہیے۔ وہ شرارت سے بولا

ایں۔ وہ جو ضبط سے آنکھیں بند کئے واپس جانے کا سوچ رہی تھی چونک کر پلٹی۔

اس کے ہونٹوں پر دلکش مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی۔

میں اب بھی آپ سے بہت محبت کرتا ہوں رشنا، آپ میری بہن کی بھابھی بنیں گی

۔ اس نے سرگوشی کی

وہ کھلکھلا کر ہنس پڑی اور تیزی سے اندر بھاگ گئی۔

اندر گھستے ہی وہ عافیہ سے ٹکرائی۔

آئی لو یو آنٹی۔ وہ ان کی طرف دیکھتی دوبارہ لپٹ گئی

ارے۔ وہ حیران ہوئیں

آپ بہت پیاری ہیں، سب سے پیاری، آپ جیسی سوچ آپ جیسا ظرف کسی کے پاس نہیں ہوگا آئی ایم پراؤڈ آف یو، اللہ آپ کو اس کا بہترین اجر دے۔ اس نے فخر

سے ان کی طرف دیکھا

عافیہ کی آنکھوں میں آنسو آگئے، ان کے صبر نے انہیں کتنی عزت سے نوازا تھا جہاں جاتی تھیں لوگ انہیں رشک کی نگاہوں سے دیکھتے تھے، ایک یتیم و سیرپچی کو ان کی وجہ سے اتنی خوشیاں ملیں، وہ تو سگی ماں سے بھی زیادہ محبت کرتی تھی ان سے۔

اللہ کی مہربانیاں ہیں بیٹا، کہ اس نے مجھے اس قابل بنایا۔ انہوں نے نم آنکھوں سے

اس کا بوسہ لیا

عائشہ مسکرا دیں۔

دادو یہ دیکھیں آپکی گود میں جانے کے لئے اچھل رہی ہے۔ ارم نے کھلکھلاتے

ہوئے بیٹی کو قابو میں کیا۔

آرے دے دو مجھے انہوں نے تسبیح تیکے کے نیچے رکھ کر محبت سے اپنی بانہیں

پھیلائیں۔ وہ ارم کی گود سے اچھلتی ہوئی جہاں آرا بیگم کی گود میں جا گری، انہوں

نے بمشکل اسے سنبھالا

ہے تو یہ میری بیٹی مگر اچھل کود میں بالکل مریم پہ گئی ہے۔ وہ ہنسی۔ مریم بچپن سے

ہی شرارتی تھی

اتنے دنوں سے کہہ رہی ہے آنے کے لئے مگر آ نہیں رہی۔ دادو نے شکوہ کیا وہ ان کے پاس سوتی تھی اس لئے اسکی شادی کی بعد انہیں اسکی کمی بہت کھلتی تھی۔ کسی دن اسے اور عینا کی باقاعدہ دعوت کی جائے گی ورنہ وہ ایسے تو آنے سے رہیں۔

انعم نے اون لپیٹتے ہوئے کہا

ہاں یہ سہی ہے۔ ارم کو بھی اس کی رائے پسند آئی

جہاں آرا بیگم نے محبت سے انعم کو دیکھا، کامران نے اس سے معافی مانگی اس نے معاف تو کر دیا لیکن بچی کی پیدائش اور زندگی کے اتار چڑھاؤ نے اس کا مزاج بہت بدل دیا تھا۔ عینا کے لئے اس کے دل میں نفرت و حقارت کی جگہ محبت نے تو نہیں

ہاں نرمی نے ضرور لی تھی۔

ذکی رات کھانے پر آئیں گے نا۔ فرحت بیگم نے کمرے میں آکر پوچھا

نہیں امی آج بس ہم لوگ ہیں، ابا بھی شہر سے باہر ہیں آج کچھ ہلکا پھلکا بنا کر بس آرام سے باتیں کریں گے ڈھیر ساری۔ ارم نے فوراً انہیں کچن میں جانے سے روکا

ہاں امی ہر دم کچن کچن کچن من بھر گیا ہے۔ انعم بیزاری سے بولی

جی جی تو پھر طئے ہوا ہم پیزا آرڈر کرتے ہیں اور دادو کے زمانے کے کوئی مووی دیکھتے ہیں۔ ارم نے اعلان کیا اور فون اٹھا کر پیزا آرڈر کرنے لگی

فرحت بیگم مسکراتے ہوئے ساس کے پاس بیٹھ گئیں۔

ایک سال بعد۔۔۔

عینا اور ادھم کے کمرے سے تکرار کی آوازیں آرہی تھیں، عائشہ، عافیہ بازار گئی تھیں رشنا اور احمر کی منگنی کی شاپنگ کے لئے۔

عافیہ بڑی محبت سے رشنا کا ہاتھ مانگنے آئی تھیں۔ عائشہ کے لئے یہ رشتہ قابل فخر لگا احمر میں کوئی کمی نہیں تھی اور عافیہ جیسی ساس تو قسمت والوں کو نصیب ہوتی ہیں۔ انہوں نے جھٹ پٹ قبول کر لیا۔

اب علی کی پیدائش کے بعد دھوم دھام سے دونوں کی منگنی کی رسم ہونی تھی، ادھم اور عینا کی شادی میں جو ارمان نہیں پورے ہوئے وہ سب پورے کرنے تھے۔ وہ فون کی نوٹیفکیشن پر متوجہ ہوئی، فاریہ، دانیال کے ساتھ تھی کہیں گھومنے گئی ہوئی تھی، وہیں کی تصویریں تھی، مختلف طرح کے پوزز میں بنوائی گئی ڈھیروں تصویریں، جس میں ہر جگہ خوشی اور اطمینان سے مسکراتی ہوئی فاریہ، جس کی ایک ایک ادا اسکے خوش ہونے کی گواہی دے رہی تھی۔ ادھم اور عینا شادی کے بعد کہیں بھی گھومنے نہیں جاپائے، پہلے دوسری مصروفیات پھر علی کی آمد، لیکن وہ لوگ بھی اپنی زندگی میں کتنا خوش تھے، ہم کتنے بیوقوف ہوتے ہیں جو خوشیوں کا بھی موازنہ کرتے ہیں، جبکہ سبکی خوشیوں کا پیمانہ الگ الگ ہوتا ہے۔

خدا کا کتنا بڑا احسان تھا مجھ پر کہ اس نے اس دن فاریہ آپنی کی باتیں مجھ پر عیاں
کر دیں ورنہ وہ اپنی تکلیف کا بدلہ، میرے ذریعے نجانے کب تک لیتیں۔ اس نے

سوچ کر جھر جھری لی

لیکن اب سب کچھ ٹھیک ہو گیا ہے۔ اس نے سکون کا سانس بھر کر فون سائڈ میں

رکھا

اور جھولے پر آکر بیٹھ گئی۔

اللہ ہم سب کو ایسے ہی خوش رکھے۔ اس نے اپنے گھر پر شکرانے کی ایک نظر ڈالی
مجھے ایسا لگتا ہے ماں بننے کے بعد تم خود کو کوئی بہت توپ چیز سمجھنے لگی ہو۔ ادھم کی

آواز آئی

ہاں سمجھنے لگیں ہوں تو۔ عینا نے بڑے آرام سے اطلاع دی

ہاں تو میں بھی باپ بنا ہوں مگر میری تو جیسے کوئی وقعت ہی نہیں رہی۔ وہ اب

شکوے کر رہا تھا

علی کی پیدائش کے بعد ادھم کے گلے شکوے بڑھ گئے تھے، عائشہ اور عینا کی توجہ کا

مرکز بس علی بنا ہوا تھا جو اسے برداشت نہیں تھا۔

رشنا بے ساختہ مسکرائی۔

تھوڑی دیر بعد عینا کمرے سے باہر آگئی۔

میڈم زراپیاز کاٹ دیں۔ اس نے رشنا سے التجا کی۔

اس وقت کیوں؟ اس نے گھڑی دیکھتے ہوئے حیرت سے پوچھا

ہم شادی شدہ لوگ ہیں صاحب ہمیں اپنی محبت کا یقین دلانے کے لئے فوراً بریانی بنا کر کھلانی پڑتی ہے، گلاب کے پھول اور کارڈز تو کنواروں کے چونچلے ہیں۔ اس

مصنوعی سرد آہ بھری

وہ ہنستی ہوئی جھولے سے اتر آئی۔

بریانی کو دم لگانے کے بعد وہ کمرے میں چلی گئی، اندر داخل ہوتے ہی اس نے رشنا کو آواز دی۔

کیا ہوا۔ وہ بھاگتی ہوئی آئی

یہ دیکھو۔ اس نے بیڈ کی طرف اشارہ کیا

جس کی آمد سے اتنی شکایتیں تھیں، ادھم اسے سینے سے لگائے بے خبر سو رہا تھا۔

ماشاء اللہ۔ رشنا محبت سے مسکرائی

عینا کے چہرے پر بھی سکون بکھرا تھا۔

زندگی نے اسے اتنی خوشیوں سے نوازا تھا کہ وہ سارے دکھ بھول چکی تھی۔۔

تمہاری بانہوں کے دائرے میں

اسیر ہونے کے بعد جانا

کہ گزرے سالوں کی یہ مسافت

بغیر منزل جو کٹ رہی تھی

بڑی کٹھن تھی

فقط تھکن تھی

شکریہ آپ کا

اس نے فون اٹھا کر سامنے سوئے ادھم کو شکریے کے ساتھ نظم میسج کر دی۔
محبتوں کے اظہار کے لئے سارے ذرائع ہی بہت خوبصورت ہیں شرط یہ کہ محبت
خالص ہو۔۔

ختم شد

♥ کمینٹ میں اپنی رائے ضرور دیں تاکہ مجھے اگلا ناول لکھنے کے لئے حوصلہ ملے۔

"Your feedback matters to us! If you
enjoyed reading Ada e Ishq, please take a
moment to share your thoughts in the
comment section on our website. We can't
wait to hear from you!"